المناظرة في العلم لنصرة الحق عبادة" (ردالمحتار علی درمختار)

مجیدیہ

تکملہ

شرح اردو

رشیدیہ

www.besturdubooks.net

بحسب الایماء

حضرت مولانا مفتی شفقت علی مدظلہ

مدیر دارالعلوم سرگودھا

مترجم وشارح

مولانا محمد عمر حاجیاری

MAKTABA-E-REHMANIA

اَلْمُنَاظَرَةُ فِی الْعِلْمِ لِنُصْرَةِ الْحَقِّ عِبَادَةٌ (ردّ المحتار علی دُرِّ مختار)

مجیدیہ

تکملہ

شرح اردو

رشیدیہ

بحسب الایماء

حضرت مولانا مفتی شفقت علی مدظلہ

مُدیر دار العلوم سرگودھا

مترجم و شارح

مولانا محمد عمر حایر یاری

مکتبۂ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اِقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

MAKTABA-E-REHMANIA

www.besturdubooks.net

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

نام کتاب: ---------------- مجیدیہ شرح اردو رشیدیہ

مترجم: ---------------- مولانا محمد عمر چاریاری

ناشر: ---------------- مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

مطبع: ---------------- خضر جاوید پرنٹرز لاہور

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

www.besturdubooks.net

فہرست

انتساب ۷
حرف اوّل ۸
مجیدیہ شرح رشیدیہ اہل علم کی نظر میں ۹
تقریظ: ① مولانا عبدالرحمان جامی صاحب ۱۰
② مولانا مفتی شفقت علی صاحب ۱۱
③ مولانا الشیخ عبدالقدوس صاحب ۱۲
④ مولانا مفتی محمد محسن صاحب ۱۳
⑤ مولانا عامر شہزاد صاحب ۱۵
مقدمہ: (از قلم مولانا سجاد الحجابی) ۱۶

مبادیات

تذکرۃ المصنف قدس سرہٗ ۲۷
تذکرۃ الشارح قدس سرہ ۳۰
اصطلاحات ضروریہ ۳۱
مقدمہ رشیدیہ ۳۴
تعریف علم مناظرہ از شارح رحمۃ اللہ علیہ ۴۷
تعریف فن مناظرہ از مصنف رحمۃ اللہ علیہ ۴۷
غرض علم مناظرہ ۴۷
نسب ثلاثہ (نسبت حملیہ، اتصالیہ، انفصالیہ) ۵۳
مجادلہ کی تعریف ۵۶
مکابرہ کی تعریف ۶۰
مدعی کی تعریف ۶۴

www.besturdubooks.net

سائل کی تعریف ۶۶
دعویٰ کی تعریف ۶۷
تعریف کی بجمیع اُقسامہ تعریف ۷۰
دلیل کی تعریف ۷۵
تقریب کی تعریف ۸۲
تعلیل کی تعریف مع اقسامہ ۸۲
علت ماہیت تامہ ۸۴
علت وجود تامہ ۸۴
ملازمہ کی تعریف ۸۶
منع کی تعریف ۸۹
مقدمہ کی تعریف ۹۱
سند کی تعریف ۹۴
نقض کی تعریف ۹۶
شاہد کی تعریف ۹۸
معارضہ کی تعریف ۱۰۱
معارضہ کی اقسام ثلاثہ ۱۰۲
توجیہ کی تعریف ۱۰۶
غصب کی تعریف ۱۰۶

البحث الاوّل ۱۱۳

⊙ مناظرہ کی ترتیب طبعی ⊙ مدعی کا دعویٰ پر دلائل اور تنبیہات پیش کرنا ⊙ مسائل کے لئے تردید دلائل کے طریقے ⊙ مدعی کی طرف سے جواب الجواب کے قواعد۔

البحث الثانی ۱۲۷

⊙ تعریفات تصورات میں مناظرہ کا طریقہ ⊙ تعریفات کی مختلف اقسام ⊙ دفاع کے مختلف طریقے ⊙ تعریفات پر وارد ہونے والے سوالات کو منع، نقض معارضہ کہنے کی وجہ۔

www.besturdubooks.net

البحث الثالث ۱۳۶

⊙ نقل اور دعویٰ پر وارد کیے گئے منع کو مجازاً منع کہتے ہیں۔
⊙ نقل اور دلیل کی صحت معلوم ہو لیکن اس کا دوسرا طریق معلوم کرنے کے لئے طلب تصحیح اور منع جائز ہے۔
⊙ بطلانِ دلیل بطلان مدلول کو مستلزم نہیں۔

البحث الرابع ۱۴۶

⊙ منع کے متعلقہ قواعد: الف: دلیل کے ایک سے زائد مقدمات پر منع وارد کرنا۔
(ب) مقدمہ معلومہ پر ورود منع صحیح نہیں۔ مقدمہ خفیہ پر صحیح ہے۔
⊙ غیر مضر منع کے دفع کے طریقے ⊙ نقض معارضہ اتمام دلیل کے بعد وارد ہو سکتے ہیں۔

البحث الخامس ۱۶۱

متعلقات سند

① سند کا مقدمہ ممنوعہ کی نقیض کے مساوی یا اخص ہونا ضروری ہے۔
② سند کی بعض علامتیں ③ تقویت سند کے لئے ذکر کی گئی دلیل میں بحث غیر مستحسن ہے۔
④ اقامت دلیل سے قبل مقدمہ معینہ کا منافی ثابت کرنا صحیح نہیں۔

البحث السادس ۱۷۴

⊙ نقض اور دفع شاہد کے ضوابط۔

البحث السابع ۱۸۸

① معارضہ اقامت دلیل کے بعد ہی ممکن ہے۔ ② معارضہ میں دلیل خصم کو تسلیم کرنا شرط نہیں ہے۔ ③ دلائل عقلیہ قطعیہ میں معارضہ دراصل معارضہ فیھا النقض ہے۔
④ معارضہ کا محل دراصل قیاسات فقہیہ ہیں۔ ⑤ معارضہ کی بعض اقسام متردده میں مصنف کی تحقیق۔

www.besturdubooks.net

البحث الثامن ۲۰۵

⊙ مناقضہ علی سبیل المعارضہ اور مناقضہ علی سبیل النقض کی تعریفیں۔ اقامت دلیل سے قبل ورود نقض میں مصنف کی تحقیق۔

البحث التاسع مع التكملة ۲۱۲

⊙ سوالات ثلاثہ کے متعلق ضوابط۔

⊙ مغالطہ آفریں دلیل پر نقض وارد کرنا ہی مستحسن ہے۔ جب سوالات ثلاثہ کی گنجائش ہو تو منع کی تقدیم اور معارضہ کی تاخیر مستحسن ہے۔ نقض و منع کی بعض پیچیدہ صورتوں میں مصنف کی تحقیق۔

وصية ۲۲۵

سید السند قدس سرہٗ الامام فخر الدین الرازی قدس سرہٗ اور شارح العلام رحمہ اللہ کی چند نصائح۔ یعنی آداب مناظرہ۔

www.besturdubooks.net

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو
جامع العلوم حضرت مولانا قاضی حمید اللہ خان نور اللہ مرقدہٗ
بانی مدرسہ مظاہر العلوم گوجرانوالہ
اور
اُستاذ العلماء حضرت مولانا محمد اسد اللہ ڈجکوٹی مدظلہٗ
جامعہ مدینۃ العلم جاپان
کے نام معنون کرتا ہوں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں۔ آمین

www.besturdubooks.net

حرفِ اوّل

الحمدللہ الذی لا مانع لحکمہ و لا ناقض لقضائہ، والصلوۃ علی سید الأنبیائہ و سند اولیائہ و علی احبابہ المعارضین لا عدائہ۔

فن مناظرہ کی اہمیت اور اس فن میں رشیدیہ کا مقام نیز اس کی درسی اہمیت میرے قابل قدر فاضل دوست حضرت مولانا سجاد الحجابی زید مجدہٗ کے فاضلانہ مقدمہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔
جو میری درخواست پر آپ نے تحریر فرما کر اس شرح کا علمی وزن بڑھایا۔ مجیدیہ شرح رشیدیہ حضرت الاستاذ مفتی شفقت علی صاحب مدظلہٗ کے ایماء اور جناب ناصر مقبول صاحب (مکتبہ رحمانیہ لاہور) کے اصرار پر لکھی گئی ہے۔
اس میں مختصر اور سہل اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ تدریسی تجربہ اور اہل علم کی اجازت کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ لیکن علوم وفنون کی ترقی کی ضمانت اسی میں ہے کہ کسی بھی علمی کاوش کو حرف آخر نہ گردانا جائے۔ اس لئے اہل علم کے مشوروں کا انتظار رہے گا۔
اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ متن کے اکثر حصہ کا ترجمہ ہمارے جامعہ کے ہونہار طالب علم مولوی عبدالعظیم کے قلم سے ہے۔ اور کتاب کی تسوید و تبییض میں عزیز القدر مولوی شاہد عمران سلمہٗ نے بھی کافی محنت کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطاء فرمائیں۔

والسلام

محمد عمر چاریاری

دار العلوم سرگودھا

۲۵ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

www.besturdubooks.net

مجیدیہ شرح رشیدیہ اہل علم کی نظر میں

① فخر المدرسین، صاحب الجلالة حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامیؔ، دامت برکاته العالية.

② رأس الاتقياء والصلحاء حضرت العلام مفتی شفقت علی صاحب مدت فيوضه السابغة.

③ الأديب الأريب الشيخ عبد القدوس حفظه الله و رعاه.

④ سماحة المعالی المفتی محمد محسن مد ظله العالی.

⑤ اللبيب الفخيم، صاحب القلم واليراعة مولانا عامر شهزاد صاحب، مد ظله العالی.

www.besturdubooks.net

تقریظ

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کلامہ و جادلھم بالتی ھی احسن.

رسالہ رشیدیہ علم المجادلہ والمناظرہ میں تصنیف کیا گیا اہم اور معتبر رسالہ ہے۔

جو مدت مدید تک دینی مدارس کے نصاب میں داخل رہا ہے اہل علم اور اہل مکتب حضرات کے پر زور اصرار پر عزیز القدر فاضل نوجوان، قلم کے مشہور شہسوار "مولانا محمد عمر چاریاری" زید علمہم نے اس کی بہترین اردو شرح "مجیدیہ شرح رشیدیہ" کے نام سے تصنیف کی ہے۔ اور بندہ کے پاس نظر ثانی کے لیے اس کا مسودہ ارسال فرمایا، عدم فرصت کی بنا پر بندہ بالاستیعاب اس کا مطالعہ نہیں کر سکا۔ چیدہ چیدہ مقامات کو ملاحظہ کیا، نہایت مفید پایا۔

عزیز موصوف طالب علمی کے دور سے ہی تصنیف و تالیف کا خاص ذوق رکھتے ہیں۔ یہ شرح بھی اسی ذوق کا تسلسل ہے۔ قدردانوں کے لیے بیش بہا علمی خزانہ ہے۔ اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے یکساں مفید اور نافع ہے۔

دعا ہے کہ خداوند قدوس اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے اور عزیز مؤلف کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین!

حررہٗ: عبدالرحمٰن جامی

مقیم جامعہ حفصہ لبنات الاسلام

www.besturdubooks.net

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مجیدیہ شرح رشیدیہ مرتبہ برادرِ عزیز فاضل جلیل، مولانا محمد عمر چار یاری زید مجدہٗ کو دیکھ کر دلی خوشی ہوئی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ دارالعلوم میں جب درجہ خامسہ کی ابتداء ہوئی تو مولانا موصوف سے عرض کیا گیا کہ آپ اپنے گھنٹہ میں رشیدیہ کا درس بھی شامل فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے بندہ کی درخواست کو شرفِ قبول بخشا۔ ماشاءاللہ مولانا موصوف علمی ذوق کے حامل ہیں انہوں نے محنت سے درس دیا پھر بعض حضرات کے اصرار پر آپ نے اپنے درسی افادات کو شرح کی شکل میں مرتب کر دیا۔ فللّٰہ الحمد علمی بحث ومباحثہ کوئی غلط چیز نہیں قرآن پاک میں وجادلهم بالتی هی احسن فرمایا گیا ہے جس سے اس کی اجازت ثابت ہے۔

شیخ الاسلام حضرت عثمانی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ بحث کے وقت فریق مقابل کی علمی ودینی حیثیت کا خیال رکھو، جوشِ مناظرہ میں صداقت واخلاق کی حد سے نہ نکلو، جہاں جتنی سچائی ہو اس کا اعتراف کرو۔

لہٰذا مناظرہ کوئی ممنوع چیز نہیں جبکہ مقصود احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہو نیز اصولوں کے مطابق ہو جو کام اصولوں کے مطابق ہوتا ہے نفع مند ہوتا ہے۔

اسی جذبہ کے تحت یہ شرح لکھی گئی ہے تاکہ فن مناظرہ میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے معاون ومددگار ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل موصوف کی اس علمی کاوش کو قبولیت عامہ نصیب فرمائے۔ مؤلف اور ان کے اساتذہ والدین اور دارالعلوم کے لئے باعث خیر وبرکت بنائے۔ آمین! بجاہِ سید الابرار والمرسلین علیہ التحیات والتسلیمات۔

رأس الاتقیاء والصلحاء حضرت العلام مفتی شفقت علی صاحب

www.besturdubooks.net

اَلْأَدِيْبُ الْأَرِيْبُ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ حَفِظَهُ اللّٰهُ وَرَعَاهُ
الْمُدَرِّسُ بِجَامِعَةِ دَارِ الْعُلُوْمِ كَبِيْرِ وَالَا، أُسْتَاذُ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ بِهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى أَمَّا بَعْدُ!

فَلَا يَخْفٰى عَلَى الْمُشْتَغِلِيْنَ بِعِلْمِ الْمُنَاظَرَةِ أَنَّهُ مِنْ أَعْظَمِ مَا يَسْتَمِدُّ بِهِ فِيْ إِحْقَاقِ الْحَقِّ وَ إِبْطَالِ الْبَاطِلِ وَلَمَّا كَانَ الْكِتَابُ "الرَّشِيْدِيَّةُ" دُرَّةٌ يَتِيْمَةٌ فِيْ هٰذَا الْفَنِّ وَ أَكْثَرَ الْعُلَمَاءِ لِشَرْحِهِ وَلٰكِنْ لَمْ يُوْجَدْ مَا فِيْهِ شِفَاءٌ لِعَلِيْلٍ وَ رَوَاءٌ لِغَلِيْلٍ فَقَامَ أَخُوْنَا الْفَاضِلُ الْبَارِعُ الْفَائِقُ فِي الْعُلُوْمِ الْعَقْلِيَّةِ وَالنَّقْلِيَّةِ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ عُمَرُ الْجَارِيَارِيْ حَفِظَهُ اللّٰهُ الْبَارِيْ بِشَرْحِهِ الْمُسَمّٰى بِـ "الْمَجِيْدِيَّةُ لِحَلِّ مَا فِي الرَّشِيْدِيَّةِ" فَأَمْعَنْتُ النَّظْرَ فِيْ بَعْضِ مَوَاضِعِهِ فَوَجَدْتُهُ فِيْ حُسْنِ التَّهْذِيْبِ بَعِيْدًا عَنِ الْحَشْوِ وَ الْإِطْنَابِ مُتَجَافِيًا عَنِ اللَّغْوِ وَالْإِسْهَابِ وَلِلّٰهِ دَرُّ الْمُؤَلِّفِ فَإِنَّهُ سَلَكَ أَسْهَلَ طَرِيْقٍ فِيْ كَشْفِ مُغْلَقَاتِهِ وَحَلِّ مُعْضَلَاتِهِ فَاللّٰهَ تَعَالٰى أَسْئَلُ أَنْ يَّجْعَلَهُ مُتَقَبَّلًا مُفِيْدًا لِلْمُتَعَلِّمِيْنَ وَالْمُعَلِّمِيْنَ وَ وَسِيْلَةً لِتَحْصِيْلِ الْيَقِيْنِ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ.

عَبْدُ الْقُدُّوْسِ
الْمُدَرِّسُ بِدَارِ الْعُلُوْمِ كَبِيْرِ وَالَا
۷/۱/۱۴۳۴ھ

www.besturdubooks.net

سَمَاحَةُ الْمَعَالِي الْفَاضِلِ الْمَتِيْنِ مُحَمَّد مُحْسِن مُدَّظِلُّهُ
الْمُفْتِي نَائِبًا بِجَامِعَةِ دَارِ الْعُلُوْمِ كَبِيْرِ وَالَا وَالْمُدَرِّسُ بِهَا

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ الْمُنَاظَرَةَ طَرِيْقًا لِاِظْهَارِ الصِّدْقِ وَالصَّوَابِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ اُوْتِيَ فَصْلَ الْخِطَابِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ قَامُوْا بِنُصْرَةِ السُّنَّةِ وَالْكِتَابِ وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الْحِسَابِ.

وَبَعْدُ فَاِنَّ الْاَخَ الْفَاضِلَ مُحَمَّدَ عُمَرَ الْجَارِيَارِي الْمُدَرِّسَ فِيْ مَدْرَسَةِ دَارِ الْعُلُوْمِ سَرْجُوْدَا قَدْ اَلَحَّ عَلَيَّ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ بِاَنْ اُقَرِّظَ عَلٰى رِسَالَتِهٖ "الْمَجِيْدِيَّةُ لِحَلِّ مَا فِي الرَّشِيْدِيَّةِ" فَلَمَّا لَمْ يَسْعَفْ بِالْاِقَالَةِ وَلَا اَعْفٰى مِنَ الْمَقَالَةِ كَتَبْتُ عِدَّةَ سُطُوْرٍ اِمْتِثَالًا لِاَمْرِهٖ وَلُحُوْقًا بِالصَّالِحِيْنَ لِاَنَّهٗ نِعْمَةٌ فَخِيْمَةٌ كَمَا قَالَ الشَّاعِرُ

اُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ   لَعَلَّ اللهُ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

وَاِلَّا فَلَا يَحْتَاجُ الْمُؤَلِّفُ اِلَيْهِ وَلَا اَنَا بِهٰذِهِ الْمَثَابَةِ لِاَنَّ صَاحِبَ الْبَيْتِ اَدْرٰى بِمَا فِيْهِ.

اِنَّ الْمُؤَلِّفَ زَمِيْلُ دَرْسِيْ وَ اَنَا اَعْرِفُ ذَكَاوَتَهٗ وَ فَطَانَتَهٗ وَشَغَفَهٗ فِي الْعُلُوْمِ وَالْفُنُوْنِ وَقَدْ ظَهَرَتْ لِيْ مُنَاسَبَتُهٗ بِالتَّصْنِيْفِ بِوَجْهٍ خَاصٍّ حِيْنَمَا عَمِلْنَا عَلٰى "تُحْفَةِ الْمُشْتَاقِ لِمَنْ يَقْرَأُ الْمَقَامَاتِ" لِاُسْتَاذِنَا الْفَاضِلِ الْمُدَرِّسِ الْمَاهِرِ الْجَامِعِ بَيْنَ الْمَنْقُوْلِ وَالْمَعْقُوْلِ اَلسَّيِّدْ مُشْتَاقْ اَحْمَدْ سَقَى اللهُ ثَرَاهُ وَ

www.besturdubooks.net

جَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ.

وَلَا غُرْوَ اَنَّ هٰذَا التَّالِيْفَ وَسْطٌ خَالٍ عَنِ الْاِطْنَابِ وَالْاِيْجَازِ الْمُخِلَّيْنِ فِي التَّفَهُّمِ وَالتَّفْهِيْمِ. وَلَمَّا تَشَرَّفْتُ بِمُطَالَعَةِ جُزْءٍ مِّنْهُ فَرِحْتُ جِدًّا بِأُسْلُوْبِ الْاَخِ وَشَعَرْتُ بِلَذَّةٍ كَثِيْرَةٍ لِاَنَّهُ تَجَنَّبَ عَنِ الْاِشْكَالَاتِ الْعَادِيَةِ الَّتِيْ تُوْرَدُ وَلَا طَائِلَ تَحْتَهَا وَ اَيْضًا اَلْفَاظُهُ قَصِيْرَةٌ وَمَعَانِيْهِ كَثِيْرَةٌ.

وَلَسْتُ اَمْدَحُ الرِّسَالَةَ فَوْقَ مَا تُسْتَحَقُّ وَمَا كَتَبْتُ هٰذِهِ السُّطُوْرَ رَسْمِيًّا بَلْ سَيَعْرِفُ الْقَارِئُ صِدْقَ مَقَالَتِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَ يُوَافِيْهَا كَمَا وَصَفْتُهَا عِنْدَ مَا يَقْرَأُهَا فَاِنَّ الْخَبَرَ لَيْسَ كَالْمُعَايَنَةِ.

فَلَا شَكَّ اَنَّهُ نَافِعٌ جِدًّا لِمَنْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَعَلَّمَ فَنَّ الْمُنَاظَرَةِ وَ اُسْلُوْبَهَا وَ شَرَائِطَهَا وَ طُرُقَ الْغَلَبَةِ عَلَى الْخَصْمِ الْاَلَدِّ. فَالرَّجَاءُ اَنْ تَحْظٰى هٰذِهِ الرِّسَالَةُ بِحُسْنِ الْقُبُوْلِ عِنْدَ اَخِي الْعِلْمِ.

وَ اَخِيْرًا اَسْأَلُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى اَنْ يَّجْعَلَهُ خَالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَ يُوَفِّقَ الْمُصَنِّفَ لِلْمَزِيْدِ ثُمَّ الْمَزِيْدِ فِيْ هٰذَا الْمَجَالِ وَ يَجْعَلَهُ ذُخْرًا لِكُلِّ مَنْ عَمِلَ فِيْهِ اَقَلَّ قَلِيْلٍ. اٰمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ عَلَيْهِ اَلْفُ اَلْفِ صَلَاةٍ وَ تَسْلِيْمٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

وَ اَنَا الْعَبْدُ مُحَمَّدٌ مُحْسِنٌ

اَلْمُدَرِّسُ بِدَارِ الْعُلُوْمِ كَبِيْرْوَالَا

www.besturdubooks.net

تاثرات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و آلہ و اصحابہ اجمعین. اما بعد!

میرے رفیقِ علمی اور معاونِ خصوصی، بالفاظِ دیگر میری تحریرات کے نگران ومشیر اور استاذ کلام وفلسفہ ومنطق دارالعلوم سرگودھا (جس کے بانی مبانی حضرت مفتی شفقت علی صاحب جواسم بامسمی سراپا شفقت ہیں)۔ مولانا محمد عمر صاحب چاریاری، علمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، فلسفہ وکلام اور منطق کے منجھے ہوئے مدرس اور علمی ادبی مشاغل کے دلدادہ اور مطالعہ کے رسیا، جنہیں فنِ تدریس میں عرصہ گیارہ سال ہو گئے ہیں۔ علامہ طنطاوی جوہری مصری فرماتے ہیں: اذا اخذت برأی احد فخذ برأی من نبغ فی العلم اربعین سنة. (الجواهر فی تفسیر القرآن حاصله ما نقلته)

عصر حاضر میں اتنی طویل عمریں کہاں کہ چالیس سال کسی علم وفن کی تحصیل میں صرف کیے جائیں اور پھر اس کی تدریس وتعلیم کی کوشش کی جائے۔ اسے ہم اس دور میں دس دہائیوں میں منحصر کریں تو قرعہ فال ہمارے دوست کے حق میں نکلتا ہے کہ انہیں بجائے دس کے تیرہ (۱۳) سال ملے ہیں۔ بہرکیف ان کی محنت کا نتیجہ اور ان کے درس کا اسلوب آپ کے سامنے ہے رشیدیہ پڑھانے والے اساتذہ کے لیے ایک اچھا مدد ومعاون ہاتھ آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو علمی دنیا میں وہی مقام عطا فرمائے جو علامہ تفتازانی کی مطول کو دیا ہے۔ آخر میں مکتبہ رحمانیہ کے شکرگزار ہیں خصوصاً جناب ناصر مقبول صاحب کے جنھوں نے اس شرح کی تحریک چلائی اور اس کے اسباب مہیا کیے۔

والصلاۃ والسلام علی خیر الانام محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

عامر شہزاد علوی

مترجم الاصابہ فی تمییز الصحابہ، فاضل دارالعلوم کراچی

www.besturdubooks.net

مُقَدِّمَة

از قلم: سماحة الشیخ المفتی سجاد الحجابی
دار العلوم نرشک مردان

① مناظرہ کی مشروعیت واہمیت
② فن مناظرہ کی ضرورت وافادیت
③ طریقۂ سلف
④ فن مناظرہ میں مصنفات

www.besturdubooks.net

مقدمہ شرح رشیدیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد
وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

امابعد!

اس میں شک نہیں کہ "مناظرہ" کے اصول وقواعد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے مستنبط ہیں اجماع سے بھی مناظرہ مشروع ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی اسی پر ہے۔

قرآن کریم میں مناظروں کا جابجا ذکر ہے خود حضور ﷺ نے نجران کے عیسائیوں اور یہودیوں سے مہذب انداز میں گفتگو فرما کر حق واشگاف کیا، کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اہل بدعت سے مناظرے فرمائے جیسا کہ خوارج سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مناظرہ مشہور ہے۔

فرقہ قدریہ جب زور پکڑنے لگا اور ان کے افکار حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں دارالخلافہ دمشق پہنچنے لگے، تو انہوں نے غیلان بن مسلم کے ساتھ تقدیر کے عقیدہ پر مناظرہ رکھا، دونوں طرف سے دلائل پیش ہوئے، جس میں حق فتح یاب ہوا۔ غیلان بن مسلم نے اپنے باطل عقیدے سے توبہ کر لی، جس کے الفاظ کو تاریخ نے سنہری حروف میں نقل کیا ہے۔ غیلان کہنے لگے:

یا امیر المؤمنین لقد جئتك ضالًا فهديتني، وأعمى فبصرتني، وجاهلًا فعلمتني، واللہ لا أتكلم في شيء من هذا الأمر أبدًا۔ ❁

ائمہ اربعہ نے تو اپنے اپنے دور میں اہل بدعت کے ساتھ خوب مباحثے ومناظرے کیے۔

❁ مقدمہ تبیین کذب المفتری للحافظ بن عساکر بقلم الکوثری ص ۱۱، مطبوع دار الفکر، بیروت۔

www.besturdubooks.net

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ میں بیس مرتبہ سے زیادہ بصرہ گیا ہوں اور کئی کئی مہینے رُک کر اہل بدعت سے مناظرے کیے ہیں۔ ❶

بلکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے "مناظرات" کا تاریخ نے ایک معتد بہ حصہ نقل بھی کیا ہے، جو ایک مستقل کتاب میں جمع ہو سکتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا "حفص الفرد" سے مناظرہ، امام مالک رحمہ اللہ کا "استواء" کے مسئلہ پر جہم بن صفوان سے مباحثہ، امام احمد رحمہ اللہ کی معتزلہ کے خلاف معتصم باللہ کے دربار میں خلق قرآن کے مسئلے پر گفتگو تاریخ کے کسی بھی طالب علم سے مخفی نہیں ہے۔

مناظرہ کی مشروعیت پر اجماع کے متعلق محدث جلیل خطیب بغدادی رحمہ اللہ "کتاب الفقیہ والمتفقہ" میں یوں رقم طراز ہیں:

إنا وجدنا أهل العلم في كل عصر يتناظرون ويتباحثون، ويحتج بعضهم على بعض.

پھر آگے جا کر فرماتے ہیں:

وقد وجدنا الأئمة متفقة على حسن المناظرة في هذه المسائل وعقد المجالس بسببها. ❷

لہٰذا مناظرہ اگر اپنی شرائط کے ساتھ ہو، تو اس کی مشروعیت میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے، جب کہ فقیہ الامت امام حصکفی رحمہ اللہ تو اسے عبادت قرار دیتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

والمناظرة في العلم لنصرة الحق عبادة. ❸

لیکن اگر مناظرہ کی شرائط کا لحاظ نہ رکھا جائے، تو اس سے احتراز برتنا چاہیے، چنانچہ بعض سلف صالحین ایسے مناظروں سے بچتے رہتے تھے جو صدق نیت پر مشتمل نہ ہوں۔

ہاں! اگر مناظرہ صدق نیت اور احقاق حق کے ارادے سے ہو، تو اس کے بہت سارے فائدے بھی ہیں مثلاً:

---

❶ مقدمہ اشارات المرام، ج ٤، زم زم پبلشرز، کراچی۔

❷ اصول الجدل والمناظرہ للدکتور حمد العثمان: ٦٨۔ بحوالہ کتاب الفقیہ والمتفقہ، ٦٢/٢۔

❸ الدر المختار مع شرحہ رد المحتار: ٤٢١/٦، ایچ ایم سعید

www.besturdubooks.net

① حق کا باطل سے جدا ہونا، چنانچہ امام ابوالولید الباجی المالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هذا العلم (علم المناظرة) من أرفع العلوم قدرًا و أعظمها شأنًا، لأنه السبيل الى معرفة الاستدلال و تميز الحق من المحال، و لو لا صحيح الوضع في الجدل لما قامت حجة و لا اتضحت محجة، و لا علم الصحيح من السقيم و لا المعوج من المستقيم۔ ❁

② مناظرے سے تشحیذ اذہان ہوتی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رايتُ ملاحة الرجال تلقيحا لألبابهم۔ ❁

اور راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فان الجدال مع ما فيه تذيوقظ الفهم۔ ❁

③ مذاکرۂ علم یعنی مناظرہ سے مذاکرہ علم ہوتا ہے جس کی بدولت دقائق کی گھتیاں سلجھ جاتی ہیں۔ نیز مناظرہ وسعت معلومات کا سبب بنتا ہے۔

④ اصل مصادر و مراجع کی طرف رجوع کی مشق۔

⑤ اسلام اور حق کا بول بالا۔

⑥ علوم کی فہم و تنقیح بھی مناظرہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔

⑦ کثرت تالیف: چنانچہ مخالفین کی طرف سے جو کتابیں لکھی جاتی ہیں اہل حق کی طرف سے اس کے جوابات تحریر کیے جاتے ہیں، جو کثرت تالیف کا سبب ہیں۔

⑧ اور اس زمانے میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مناظرے کی وجہ سے اہل باطل کے سامنے ایک بند باندھی جاتی ہے، جس سے اہل باطل رک جاتے ہیں اور اہل حق میں خاص کر عوام الناس گمراہی کی طرف نہیں جاتے۔

اس کے علاوہ بھی مناظرہ کے بہت سارے فوائد ہیں، دوسری جانب اگر مناظرہ نیت

❁ اصول الجدل والمناظرة: ١٦٦ بحوالہ المنهاج بترتيب الحجاج۔

❁ جامع بيان العلم وفضله لابن عبدالبر: ٢/ ٩٧٢، دار الكتب الاسلاميہ، مصر، ١٤٠٢ھ۔

❁ الذريعة الى مكارم الشريعة: ٢٥٩ مطبوع دار الوفاء، منصورہ، مصر۔

www.besturdubooks.net

فاسد سے منعقد کیا جائے، تو اس کے نقصانات بھی کم نہیں مثلاً:

① اس سے بغض وعداوت بڑھتا ہے۔

② کثرت غیبت کا سبب بنتا ہے۔

③ نیت کے فساد کا سبب بنتا ہے۔

④ جھوٹ بولنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

چنانچہ "مناظرِ باطل" اپنے مدعیٰ کو ثابت کرنے کے لیے جھوٹ گھڑنے سے نہیں کتراتا۔

⑤ گالم گلوچ تک نوبت پہنچنا:

راقم کے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ جب خصم دلائل کے جواب سے عاجز آ جائے تو گالیوں پر اتر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مناظرہ میں طرفین کے لیے نیت کا درست کرنا نہایت ضروری ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سلف نے ایسے مباحثے سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الجدال فی الدین یُنشئ المراء، ویذهب بنور العلم من القلب، و یُقسی القلبَ ویُورث الضغن. ❶

اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والخصومة مبدء الشر، و کذا الجدال والمراء، ینبغی للإنسان أن لا یفتح علیه باب الخصومة إلا لضرورة لا بُدَّ منها. ❷

"درحقیقت اگر مناظرہ کو صحیح و درست نیت سے کیا جائے تو اس کا ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ ہوتا ہے۔"

ہمارے اسلاف کا یہی شیوہ تھا کہ جب اہل باطل حق کے راستے کے لئے مسلسل رکاوٹیں کھڑی کرتے تھے، تو اہل حق مختلف طریقوں سے ان کا مقابلہ کرتے اور جب وہ باز نہ آتے تو مناظرے کو ترکش کے آخری تیر کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

امام المتکلمین شیخ اہل السنۃ ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ کا حال حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

---

❶ اصول الجدل: ۱۹۰، مطبوع دار ابن حزم، بیروت۔

❷ دیکھئے کتاب الکبائر للذہبی: ۲۲۲، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

www.besturdubooks.net

تحریر کر کے تبصرہ فرماتے ہیں:

"امام ابوالحسن کو مناظرہ اور بحث و استدلال کا پہلے سے ملکہ تھا اور یہ ان کا فطری ذوق اور خداداد صلاحیت تھی، مذہب حق کی حمایت کے جذبہ اور تائید الٰہی نے ان کی ان قوتوں اور صلاحیتوں کو اور جلا دے دی وہ اپنے زمانے کے عقلی سطح سے بلند تھے اور عقلیات و علم کلام میں مجتہدانہ دماغ رکھتے تھے۔"

معتزلہ کے سوالات و اعتراضات کا جواب وہ اس آسانی سے دیتے تھے جیسے کوئی کہنہ مشق استاذ اور ماہر فن، مبتدی طالب علموں کے سوالات کا جواب دیتا ہے اور ان کو خاموش کر دیتا ہے ان کے ایک شاگرد ابو عبداللہ بن خفیف اپنی پہلی ملاقات اور ایک مجلس کی کیفیت بیان کرتے ہیں:

"میں شیراز سے بصرہ آیا مجھے ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی زیارت کا شوق تھا لوگوں نے مجھے ان کا پتہ دیا، میں آیا تو وہ ایک مجلس مناظرہ میں تھے وہاں معتزلہ کی ایک جماعت تھی اور وہ لوگ گفتگو کر رہے تھے جب وہ خاموش ہوئے اور انہوں نے اپنی بات پوری کر لی تو ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے گفتگو شروع کی انہوں نے ایک ایک سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے یہ کہا تھا اور اس کا جواب یہ ہے تم نے یہ اعتراض کیا تھا اور اس کا جواب اس طرح ہے، یہاں تک کہ انہوں نے سب کا جواب دے دیا جب وہ مجلس سے اٹھے تو میں ان کے پیچھے پیچھے چلا اور ان کو اوپر سے نیچے تک دیکھنے لگا، انہوں نے فرمایا کہ تم کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ یہ دیکھتا ہوں کہ آپ کی کتنی زبانیں ہیں کتنے کان اور کتنی آنکھیں ہیں (کہ آپ سب کی سنتے، سب کی سمجھتے، اور سب کا جواب دیتے ہیں) وہ یہ سن کر ہنس دیئے۔" [1]

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی سب باتیں تو سمجھ آئیں مگر یہ نہ سمجھ سکا کہ آپ ابتداءً خاموش کیوں رہتے ہیں اور معتزلہ کو گفتگو کا موقع کیوں دیتے ہیں آپ کی شان تو یہ ہے کہ آپ ہی گفتگو کریں اور اعتراضات کو خود رفع کر دیں۔

انہوں نے فرمایا کہ میں ان مسائل اور اقوال کو اپنی زبان سے ادا کرنا جائز نہیں سمجھتا

---

[1] تبیین کذب المفتری: ۹۵، دار الفکر بیروت۔

www.besturdubooks.net

البتہ یہ جب کسی کی زبان سے نکل جائیں، تو پھر ان کا جواب دینا اوران اقوال کی تردید اہل حق کا فرض ہوجاتا ہے۔ [1]

علماء دیوبند (کثّراللہ سوادھم) میں حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ کے مختلف فرقہائے باطلہ سے مناظرے کسی پر مخفی نہیں ہیں موضوع کی مناسبت سے ان کے ایک مناظرہ کی روئیداد نقل کیے دیتا ہوں، جو کہ آریہ سماج والوں سے بریلی میں منعقد ہوا۔

اس کے احوال اگرچہ قدرے طویل ہیں لیکن ان شاء اللہ فائدے سے خالی نہیں۔

آریہ سماجیوں سے مناظرہ:

حضرت مولانا منظور نعمانی رحمہ اللہ کے آریہ فرقہ سے کئی مناظرے ہوئے ان میں پہلے مناظرے کے احوال حاضر خدمت ہیں:

مولانا خود لکھتے ہیں:

"آریہ سماج والوں سے پہلے مناظرے کی نوبت بریلی میں آئی، یہ دسمبر ۱۹۳۲ء کی بات ہے میں مقیم تو اس وقت تک بریلی میں نہیں ہوا تھا، لیکن وہاں کے مدرسہ مصباح العلوم میں میرے اُستاد حضرت مولانا کریم بخش صاحب کے صاحبزادے مولانا عبدالحق صاحب کا صدر مدرس کی حیثیت سے تقرر ہوگیا تھا انہوں نے اس سال مجھے اپنے مدرسے کے سالانہ جلسے میں تقریر کے لیے مدعو کیا، میری تقریر کا عنوان تھا: **"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن مجید کا وحی الٰہی ہونا۔"**

تقریر کے دوران میں ایک صاحب اعتراض کے لیے یا کیسے سوال کرنے کھڑے ہو گئے، ان کے اعتراض نے بتایا کہ یہ آریہ سماجی ہندو ہے میں نے اُن سے کہا کہ آپ میری تقریر کے بعد مجھ سے ملیں اور اپنی بات کہیں، تب میں جواب دوں گا، وہ بعد میں ملے اور اپنا نام ماسٹر بلدیو پرشاد سورن بتایا اور مختصر گفتگو کے بعد انہوں نے مناظرہ کا چیلنج دیا، جس کے بارے میں شہر کے دو معزز مسلمانوں نے اُن سے بات چیت کر کے میری منظوری سے چھ دن کا مناظرہ طے کیا، جس میں پہلے تین دن میں قرآن پاک کا وحی الٰہی ہونا موضوع بحث ہوگا اور

---

[1] تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ اول، ص: ۱۰۷،۱۰۶، مجلس نشریات اسلام کراچی۔

www.besturdubooks.net

دوسرے تین دن میں وید کے بارے میں بحث ہوگئی، مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد سے پہلے تین دن میں یہ صورت حال ہوئی کہ خود ماسٹر صاحب کی طرف کے صدر جلسہ کو جو خود ہندو اور ایک کالج کے پرنسپل تھے۔ چوتھے دن ماسٹر صاحب پر رحم کھا کر یہ کہنا پڑا کہ مولانا صاحب آپ کا اور ماسٹر صاحب کا کوئی مقابلہ نہیں ہے، اس لئے مناظرے کے مزید جاری رکھنے میں کوئی فائدہ نہیں مناسب ہے کہ اب ختم کر دیا جائے اس طرح چوتھے دن ہی یہ مناظرہ خود ماسٹر صاحب کے اپنے صدر جلسہ کی فرمائش پر ختم ہو گیا۔ فالحمد للہ اس کے بعد ان لوگوں سے بعض اور مناظرے ہوئے۔ جو ۳۴ء میں الفرقان جاری ہونے کے بعد میں ہوئے، اور ان کی روداد الفرقان میں آئی اس دور کا بھی پہلا مناظرہ بریلی ہی میں مشہور سماجی پنڈت گوپی چند سے ہوا۔ ❶

میدان "علم المناظرہ" میں تصنیفی خدمات:

علم المناظرہ پر سب سے پہلی باقاعدہ مدون کتاب ایک جلیل القدر حنفی عالم، علامہ رکن الدین ابو حامد محمد العمیدی الفقیہ الحنفی، (۶۱۵ھ) نے "الارشاد" کے نام سے لکھی، امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ ۶۰۶ھ) جو عمیدی صاحب "الاشار" کے معاصر بھی ہیں انہوں نے عمیدی پر کافی زیادات کیے۔

البتہ اس فن میں سب سے مشہور کتاب شمس الدین حکیم سمرقندیؒ (۶۰۰ھ تخمیناً) نے تحریر کی۔ ❷

اس کے بعد تو علم المناظرہ والجدل کے حوالے سے کافی کتابیں لکھی گئیں، بطور فائدہ ان مفید کتابوں کی مختصر فہرست حاضر خدمت ہے۔

① الولدیۃ فی آداب البحث والمناظرۃ، تالیف علامہ ساجقلی زادہ (م: ۱۱۴۵ھ)، مصطفیٰ البابی مصر، ۱۹۶۱ء میں چھپی ہے انہوں نے اپنی ایک دوسری کتاب ترتیب العلوم کے ص ۱۴۱ پر اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ ❸

---

❶ تحدیث نعمت، آپ بیتی حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ، ترتیب عتیق الرحمٰن سنبھلی نعمانی، ص ۴۲ تا ۴۸، قریشی پبلیشرز، لاہور۔

❷ اصول الاستدلال والمناظرۃ، شیخ عبدالرحمٰن ص ۱۷۳۔ دار القلم، دمشق۔

❸ دیکھیے: ترتیب العلوم، تالیف: ساجقلی زادہ: ۱۴۲۱ھ، مطبوع: دار البشائر الاسلامیہ، بیروت۔

www.besturdubooks.net

② شرح الولدیۃ، تالیف: السید عبدالوہاب، یہ شرح بھی مصطفیٰ البابی، مصر سے چھپی ہے۔

③ شرح الولدیۃ، تالیف: امام آمدی۔

④ شرح الولدیۃ، تالیف: ملا عمر زادہ۔

⑤ آداب البحث والمناظرۃ، تالیف: محمد بن اشرف سمرقندی (متوفی ۶۰۰ھ) مخطوطہ، مکتبہ جامعۃ الملک سعود۔

⑥ شرح آداب البحث والمناظرۃ، تالیف: کمال الدین مسعود رومی (متوفی ۹۰۵ھ)۔

⑦ شرح آداب البحث للسمرقندی، تالیف: قطب الدین محمد الکیلانی (متوفی ۸۹۱ھ) مخطوط، جامعۃ الملک سعود۔

⑧ آداب البحث والمناظرہ مع شرحہ للمؤلف تالیف: علامہ طاش کبری زادہ (متوفی ۹۶۳ھ) مخطوط، جامعۃ الملک سعود۔

⑨ آداب البحث والمناظرہ، تالیف الشیخ محی الدین عبدالحمید الحنفی المصری (۱۳۹۲ھ)۔

⑩ آداب البحث والمناظرہ، تالیف: محمد امین بن محمد المختار الشنقیطی (۱۳۹۳ھ)، مطبوع: دار العلم، جدہ۔

⑪ آداب البحث مع التعلیق، تالیف: علامہ احمد مکی (من علماء الازہر الشریف)، مطبوع: جمعیۃ النشر والتالیف الازہریۃ، مصر۔

⑫ الرسالۃ العضدیۃ، تالیف: عضد الدین والملۃ الایجی (متوفی ۷۵۶ھ)۔

⑬ شرح الحنفی علی الرسالۃ العضدیۃ، تالیف: شمس الدین التبریزی (متوفی: ۹۰۰ھ) مخطوط، جامعۃ الملک سعود۔

⑭ شرح العصام علی العضدیۃ، تالیف: عصام الدین الاسفرائینی (۹۴۳ھ) مطبوع، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

⑮ الهدیۃ المختاریۃ شرح الرسالۃ العضدیۃ، تالیف: امام عبدالحی لکھنوی (۱۳۰۴ھ) ادارۃ القرآن، کراچی۔

⑯ شرح ملا صادق علی العضدیۃ، تالیف: محمد صادق بن درویش، مطبوع، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

⑰ اصول الاستدلال والمناظرۃ، تالیف: الشیخ العلامۃ عبدالرحمن حبنکۃ المیدانی، مطبوع

www.besturdubooks.net

دار القلم، بیروت۔

⑱ علم الجذل فی علم الجدل، تالیف: نجم الدین الطوفی الحنبلی (۷۱۶ھ)۔

⑲ الکافیۃ فی الجدل، تالیف: امام الحرمین الجوینی (۴۷۸ھ)۔

⑳ کتاب الجدل (علی طریقۃ الفقہاء)، تالیف: ابوالوفاء ابن عقیل البغدادی (۵۱۳ھ)

㉑ المغنی، تالیف للابہری۔

㉒ المعونۃ فی الجدل، تالیف للشیرازی (۳۹۳ھ)

㉓ مقدمۃ النسفی اس کی سب سے اچھی شرح سمرقندی ہے۔

㉔ تاریخ الجدل، تالیف: محمد ابوزہرۃ، مطبوع دار الفکر العربی۔

㉕ عیون المناظرات، تالیف: ابوعلی عمر السکونی (۷۱۷ھ)، مطبوع: منشورات الجامعۃ التونسیۃ ۱۹۷۶ء۔

㉖ مناہج الجدل فی القرآن الکریم، تالیف: ڈاکٹر زاہر الالمعی، مطبوع۔

㉗ مناظرہ کے اصول وآداب، تالیف: مولانا سیف اللہ تونسوی، مطبوع۔

㉘ اصول مناظرہ، تالیف مولانا الیاس گھمن صاحب۔

㉙ اصول الجدل والمناظرۃ فی الکتاب والسنۃ، تالیف: ڈاکٹر احمد بن ابراہیم عثمان، مطبوع دار ابن حزم۔

㉚ الشریفیہ فی المناظرۃ، تالیف: میر سید شریف جرجانی (۸۱۶ھ)۔

㉛ الرشیدیۃ علی الشریفیۃ، تالیف: عبدالرشید جونپوری (۱۰۸۳ھ)۔

㉜ الحاشیۃ اللکنویۃ علی الرشیدیۃ، تالیف: امام عبدالحئ لکھنوی، مطبوع: المطبع العلومی، لکھنو۔

㉝ الحاشیۃ الحمیدیۃ علی الرشیدیۃ، تالیف: فیض الحسن بن علام فخر الحسن سہارنفوری۔

㉞ خلاصۃ الرشیدیۃ تسہیل الشریفیۃ، تالیف: مولوی غلام مصطفیٰ ایم۔ او۔ ایل، مطبوع رفاہ عام، لاہور۔

㉟ حمیدیہ ترجمہ رشیدیہ، تالیف: مولانا عبدالقدوس قارن صاحب۔

احقر نے ان کتابوں کا استقصاء تو نہیں کیا ورنہ اور بھی کتابیں اس فن پر لکھی گئی ہیں۔

www.besturdubooks.net

آج کل ہمارے یہاں دینی مدارس سے عمیق اور مغلق کتابوں کے پڑھانے کا رواج ختم ہوتا جارہا ہے، جس کا نقصان بالکل واضح ہے، کہ نئے فضلاء کا عمق ودقت، وسعت معلومات، دلیل پر گرفت وہ نہیں ہے، جو پہلے ہوتی تھی اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ان کتابوں کو تدریس کا حصہ بنایا جائے اور شوق وذوق سے پڑھایا جائے اس سلسلے کی ایک کڑی علم المناظرہ کی مشہور کتاب "رشیدیہ" ہے، جو کئی صدیوں سے ہمارے مدارس کے نصاب میں شامل تھی، لیکن افسوس ہے کہ اب چند ہی درسگاہوں میں پڑھائی جاتی ہے۔

ہمارے محترم دوست جید عالم دین حضرت مولانا محمد عمر صاحب نے اس کتاب کو مدرسین کے لئے آسان بنانے کے واسطے اُردو زبان میں اس کتاب کے مطالب کو آسان انداز میں حل کیا ہے، کتاب کو جستہ جستہ احقر نے دیکھا اور مفید پایا اللہ عزوجل اس متن کے مؤلف و شارحین کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور ان کے لئے اور راقم کے لیے یہ سطور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

والسلام

سجاد الحجابی

خادم العلوم والفنون بدار العلوم نرشک، مردان (خیبر پختون خواہ)

یوم الثلثاء، قبیل العشاء، ٦ من شھر صفر، ۱۴۳۵ھ۔

www.besturdubooks.net

صاحبِ رسالہ شریفیہ کے مختصر حالات

نام ونسب:

نام: علی، والد کا نام: محمد، دادا کا نام: علی، لقب: زین الدین، کنیت: ابوالحسن، مشہور: میر سید شریف جرجانی حنفی، پورا نام: زین الدین ابی الحسن علی بن محمد بن علی جرجانی ہے۔

تاریخ پیدائش:

آپ استر آباد کے نواحی گاؤں "طاغو" میں ۲۲ شعبان ۷۴۰ ہجری کو پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر ہی میں نہ صرف علوم عربیہ کی تکمیل کی بلکہ بہت سی مفید کتابیں لکھیں۔ چنانچہ "رافیہ" شرح "کافیہ" زمانہ طالب علمی ہی کی تصنیف ہے۔ مؤرخ شمس الدین نے آپ کی جائے پیدائش جرجان بتائی ہے۔

تحصیل علم:

علوم عربیہ کی تکمیل کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ علوم عقلیہ کی تحصیل میں مشغول ہو گئے اور شرح مطالع اور قطبی پڑھنے کے لیے دل میں شوق پیدا ہوا کہ خود ان کے مصنف سے پڑھا جائے۔ چناں چہ ان کتابوں کے مؤلف قطب الدین رازی تحتانی کی خدمت میں "ہرات" پہنچے۔ مگر اس وقت قطب الدین اپنی آخری عمر کو پہنچ چکے تھے، اور انتہائی ضعیف ہو چکے تھے۔ موصوف نے جب میر سید شریف جرجانی کی ذہانت اور قابلیت کی جانچ پڑتال کی تو دیکھا کہ علم منطق میں آپ کی فکر ونظر بجلی کی طرح چمک رہی ہے۔ اس لیے مؤلف نے سید شریف کو پڑھانے سے اپنے بڑھاپے کا عذر کیا، اور فرمایا کہ تمہیں پڑھانے کے لیے جس محنت کی ضرورت ہے وہ اب مجھ سے نہیں ہو سکتی اس لیے تم میرے آزاد کردہ غلام اور تلمیذ "مبارک شاہ منطقی" کے پاس قاہرہ چلے جاؤ۔ مبارک شاہ قطب الدین کے غلام تھے۔ بچپن سے انہیں مبارک شاہ نے پالا اور پڑھایا تھا۔ یہاں تک کہ مبارک شاہ مدرس ہو گئے اور ہر علم وفن میں فاضل ہو گئے۔ عام طور پر لوگ ان کو مبارک شاہ منطقی کے نام سے یاد کرتے تھے۔

www.besturdubooks.net

چناں چہ سید شریف کو ان کا شوق خراسان سے مصر لے گیا۔ جاتے وقت علامہ قطب الدین نے ایک سفارشی خط بھی سید شریف کو عطا کیا جو مبارک شاہ کے نام تھا۔ جب سید شریف ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو استاد کا خط دیا تو سفارش کے اثر سے حلقۂ درس میں داخل تو کر لیے گئے لیکن خدا جانے کیا صورت پیش آئی کہ انہیں صرف بیٹھنے اور سننے کی اجازت دی، پوچھنے اور پڑھنے کی اجازت نہ دی۔

علمی تکرار سے استاد پر وجد:

مبارک شاہ کا مکان مدرسہ سے بالکل متصل تھا۔ اس کا دروازہ بھی مدرسہ کی جانب تھا۔ ایک مرتبہ یہ دیکھنے کے لیے کہ طلباء کیا کر رہے ہیں رات کو چپ چاپ نکلے اور جس حجرہ میں سید شریف مقیم تھے وہاں آئے۔ اس وقت میر سید شریف تکرار کروا رہے تھے اور کہہ رہے تھے: "کتاب کے مصنف نے تو اس مسئلہ کی تقریر یوں کی ہے اور شارح کا قول یہ ہے اور استاد صاحب نے اس کی تقریر یوں کی اور میں اس کی تقریر یوں کرتا ہوں۔ مبارک شاہ ٹھہر گئے اور کان لگا کر سننے لگے۔ میر صاحب کی تقریر کا انداز اس قدر دلچسپ تھا کہ "مفتاح السعادۃ" میں ہے: "لحقه البهجة والسرور بحيث رقص في المدرسة" کہ ان کو ایسی مسرت اور خوشی ہوئی کہ مدرسہ کے صحن میں جھومنے لگے۔ اس واقعہ سے استاد اتنا متاثر ہوئے کہ صبح سے ان کا مستقل درس شروع کر دیا۔

علم باطن:

میر صاحب علم ظاہری کے ساتھ ساتھ علم باطنی کے زیور سے بھی آراستہ تھے۔ آپ نے علم تصوف خواجہ علاؤ الدین محمد بن محمد عطا بخاری خلیفۂ خاص خواجہ خواجگان سید بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور فرمایا کرتے تھے ہم نے خدا کو حقیقی طور پر اس وقت تک نہ پہچانا جب تک ہم خواجہ علاء الدین کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے۔

وفات:

جب تیمور لنگ نے ۷۸۹ ہجری میں "شیراز" کو فتح کیا تو وہ سید شریف کو اپنے ہمراہ سمرقند لے گیا۔ تیمور لنگ ان کی بہت تعظیم کرتا تھا، اس لیے میر صاحب تیمور کی وفات تک سمرقند میں رہے۔ اس کے بعد "شیراز" آ گئے۔ یہیں بدھ کے روز ۹ ربیع الاوّل ۸۱۶ ہجری کو

www.besturdubooks.net

۷۶ برس کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

تصانیف:

میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ نے بہت سی کتب تصنیف کیں، جن میں بعض مکمل تصانیف جیسے صرف میر، نحو میر، رسالہ بہایہ، رسالہ فی تقسیم العلوم، رسالہ صغریٰ، رسالہ کبریٰ وغیرہ ہیں اور بہت سی کُتب کی شروحات لکھیں، جن میں شرح مواقف، شرح کافیہ، شرح ایساغوجی وغیرہ شامل ہیں اور بعض کتب پر حاشیہ لکھا، جن میں حاشیہ بر شرح وقایہ، حاشیہ بیضاوی، حاشیہ مشکوٰۃ، حاشیہ ہدایہ، حاشیہ شرح طوالع قابلِ ذکر ہیں۔ کل تصنیفات کی تعداد ۴۳ بتلائی جاتی ہے۔ نوّر اللہ مرقدہ۔

www.besturdubooks.net

صاحب رشیدیہ کا تعارف

نام و نسب:

آپ کا نام: محمد عبدالرشید، والد کا نام: محمد مصطفیٰ، دادا کا نام: عبدالحمید، لقب: شمس الحق، پورا نام: شمس الحق محمد عبدالرشید بن محمد مصطفیٰ بن عبدالحمید ہے۔

تاریخ پیدائش:

آپ ۱۰ ذیقعدہ ۱۰۰۰ ہجری کو "برونہ" مقام میں پیدا ہوئے، جو جونپور کے اطراف میں ایک گاؤں ہے۔

تحصیل علوم:

بچپن میں آپ نے قرآن پاک اور کچھ لکھنا پڑھنا سیکھا، اس کے بعد شیخ کبیر نور صاحب سے تصریف لب، ارشاد اور کافیہ وغیرہ پڑھیں۔ پھر مختلف اساتذہ سے متعدد علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ آخر میں مفتی نور الحق بن عبدالحق بخاری دہلوی سے مشکوٰۃ المصابیح اور بخاری شریف وغیرہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

وقار علم اور خودداری:

جب شاہ جہاں تک آپ کے علم وفضل اور زہد وتقویٰ کا چرچا پہنچا تو شاہ جہاں نے اوصاف قدسیہ سنتے ہی ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور طلبی کا فرمان دے کر ایک باادب ملازم کو خدمت میں روانہ کیا، لیکن ملازم جب پیغام لے کر حاضر ہوا تو شیخ نے انکار کر دیا اور گوشۂ تنہائی سے قدم باہر نہ رکھا۔

طریقت وسلوک:

آپ بچپن سے اپنے والد شیخ محمد مصطفیٰ سے تصوف میں تربیت لیتے رہے، لیکن والدِ محترم کے زیر تربیت ذکر واذکار کا موقع زیادہ نہ مل سکا، چناں چہ آپ "جونپور" میں آ کر تحصیل علم میں مشغول ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد شیخ طیب بن معین سے سرسری ملاقات ہوئی۔ پھر

www.besturdubooks.net

"منڈاواڈیہ" مقام میں جو بنارس کا ایک گاؤں ہے، دوبارہ ملاقات کی اور کچھ دن ان کی صحبت میسر آئی پھر آپ نے چاہا کہ بحث و اشتغال چھوڑ کر ان سے طریقت حاصل کروں، مگر شیخ راضی نہ ہوئے اور "جونپور" جانے کا حکم دیا۔ چناں چہ تعمیلِ حکم میں "جونپور" واپس آ گئے اور یہاں تحصیل علم سے فراغت حاصل کی۔ پھر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ میں داخل ہو کر ایک مدت تک شیخ کی خدمت میں ذکر واذکار میں مشغول رہے اور رتبۂ مشیخیت کو پہنچے۔

وفات:

بالآخر جمعہ کے روز ۹ رمضان المبارک ۱۰۸۳ ہجری کو ۸۳ برس کی عمر میں فجر کی تکبیرِ تحریمہ کی حالت میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور آغوش رحمت میں جا پہنچے۔

تصانیف:

موصوف رحمہ اللہ نے مختلف موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں۔ چند درج ذیل ہیں:
رشیدیہ، شرح ہدایۃ الحکمۃ، شرح اسرار المخلوقات، زاد السالکین، حواشی کافیہ وغیرہ۔

چند اصطلاحات

سوفطائی: وہ شخص ہے جو ثابت شدہ حقائق تک رسائی کو ناممکن کہتا ہو۔ سوفطائیہ کی مشہور جماعتیں تین ہیں:-

① **عنادیہ:** عنادیہ وہ فرقہ ہے جو سرے سے اشیاء کی حقیقتوں کا منکر ہے۔ ان کے نزدیک تمام موجودات اوہام وخیالات ہیں۔ ظاہر میں ان کی کوئی حقیقت نہیں، چوں کہ موجودات کو اوہام ماننا عناد اور ہٹ دھرمی ہے، اس وجہ سے انہیں عنادیہ کہتے ہیں۔

② **عندیہ:** عندیہ وہ فرقہ ہے جو اشیاء کی حقیقتوں کو اعتقاد کے تابع مانتا ہے، یعنی اگر کسی چیز کو جوہر مان لیا جائے تو وہ جوہر ہے۔ عرض مان لیا جائے تو عرض ہے۔ قدیم مان لیا جائے تو قدیم، حادث مان لیا جائے تو حادث ہے۔ ان کا نام عندیہ اس لیے ہے کیوں کہ یہ عندی کذا (میرے خیال میں ایسا ہے) سے بنا ہے۔

③ **لاادریہ:** لاادریہ وہ فرقہ ہے جو اشیاء کی حقیقتوں کو مانتا ہے نہ عدم حقائق کو۔ ان کو ہر چیز میں شک ہے، حتیٰ کہ شک میں بھی شک ہے۔ یہ ہر سوال کے جواب میں لا ادری کہتے ہیں۔ اس

www.besturdubooks.net

لیے انہیں لا ادریہ کہتے ہیں۔ ان کا دوسرا نام شاکہ (شک کرنے والے) بھی ہے۔

چار مکاتب فکر

① **مشائیہ:** مشائیہ فلسفہ یونان کے ایک مکتب فکر کا نام ہے۔ جس کا بانی "ارسطو" اور اس کا جانشین "ثاؤ فراسطوس" تھے۔ اس مکتب فکر کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ غور وفکر اور استدلال و براہین پر اعتماد کرتے ہیں، یعنی مسائل عقلیہ کو دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔

② **اشراقیہ:** اشراقیہ فلسفہ یونان کا ایک مکتب فکر ہے۔ اس کا بانی "افلاطون" تھا۔ اس مکتب فکر کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ لوگ مسائل عقلیہ حل کرنے میں بھی باطن کی صفائی اور اشراق نوری پر اعتماد کرتے ہیں۔ اسی لیے ان کا نام اشراقیہ ہے۔

③ **متکلمین:** وہ علماء اسلام ہیں جو علم کلام میں بلند پایہ اور مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ جیسے امام غزالی اور امام رازی رحمہما اللہ۔ مسائل نظریہ میں ان کا بحث کرنے کا انداز بھی مشائیہ والا ہے۔ یعنی یہ حضرات بھی غور وفکر اور استدلال و براہین پر اعتماد کرتے ہیں۔

④ **صوفیہ:** ریاضت ومجاہدہ کرنے والے مسلمان ہیں۔ جیسے شیخ اکبر رحمہ اللہ یہ حضرات مسائل حل کرنے میں اشراقیہ کا انداز اختیار کرتے ہیں، یعنی باطن کی صفائی اور دل کی نورانیت سے مسائل حل کرتے ہیں۔

المناظرۃ: متخاصمین کے دو چیزوں کے درمیان نسبت میں اظہار حق کے لیے توجہ کرنے کو مناظرہ کہتے ہیں۔

المجادلۃ: جھگڑا کرنے کو کہتے ہیں۔ اس میں اظہار حق کے بجائے خصم (مدمقابل) کو الزام دینا مقصود ہوتا ہے۔

المکابرۃ: یہ بھی مجادلہ ہے۔ البتہ اس میں خصم کو الزام دینا بھی مقصود نہیں ہوتا۔

النقل: کسی کا قول ذکر کرنا اس وضاحت کے ساتھ کہ فلاں کا قول ہے۔

تصحیح النقل: منقول عنہ کی طرف منسوب بات کی تصدیق کرنے کو کہتے ہیں۔

المدعی: کسی حکم کو اپنے لیے دلیل یا تنبیہ کے ذریعے ثابت کرنے والے کو مدعی کہا جاتا ہے۔

السائل: وہ شخص جو خود سے اس (حکم) کی نفی کرے، بسا اوقات اس لفظ کا اطلاق اپنے

www.besturdubooks.net

ظاہری معنی پر بھی ہوتا ہے۔

الدعوی: اس چیز کو کہتے ہیں جس کا اثبات اس کے مقصورہ حکم پر مشتمل ہو، سے مسئلہ، حجت، نتیجہ، قاعدہ اور قانون بھی کہا جاتا ہے۔

المطلوب: یہ تصور و تصدیق دونوں میں عام ہے اس کو مطلب اور طلب بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ اس کے ذریعے تصورات و تصدیقات طلب کی جاتی ہیں۔

تعریف: جس کے ذریعے غیر حاصل صورتوں کی تحصیل کا قصد و ارادہ کیا جائے۔ اگر اس سے صورتوں کے وجود کا علم ہو تو من حیث الحقیقت ہوگا ورنہ من حیث الاسم۔

تعریف لفظی: جس کے ذریعے لفظ کے مدلول کی تفسیر مقصود ہو۔

الدلیل: ایسے دو قضیوں کے مرکب کو دلیل کہا جاتا ہے جو مجہول نظری کی طرف لے جائے۔ اگر اس کا ذکر بدیہی چیز سے خفا دور کرنے کے لیے ہو تو اسے تنبیہ کہا جاتا ہے۔ کبھی کبھی ملزومِ علمی کو دلیل اور ملزومِ ظنی کو امارہ کہا جاتا ہے۔

التقریب: ایسی دلیل ذکر کرنا جو مطلوب کو مستلزم ہو۔

التعلیل: کسی چیز کی علت بیان کرنا۔

العلة: وہ چیز جس کی طرف شئی اپنی ماہیت یا وجود میں محتاج ہو اور اگر دونوں کی طرف ہو تو اسے علت تامہ کہتے ہیں۔

الملازمه: ایک حکم کا ایسے طور پر ہونا کہ دوسرے کا تقاضا کرے پہلے کو ملزوم اور دوسرے کو لازم کہا جاتا ہے۔

المنع: متعین مقدمہ پر دلیل طلب کرنا، اسے مناقضہ اور نقض تفصیلی بھی کہتے ہیں۔

المقدمه: وہ چیز جس پر دلیل کا صحیح ہونا موقوف ہو۔

السند: جس کو منع کی تقویت کے لیے ذکر کیا جائے، اس کو مستند بھی کہتے ہیں۔

شاهد: جو فسادِ دلیل پر دلالت کرے۔

المعارضه: خصم جس پر دلیل قائم کرے اس کے خلاف دلیل قائم کرنا۔

التوجیه: مناظر کا اپنے کلام کو خصم کے کلام کی جانب متوجہ کرنا۔

غصب: دوسرے کا مقامِ منزلت اُچک لینا۔

www.besturdubooks.net

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (البقرة:۳۲)

کتاب کے آغاز میں ذکر تسمیہ کی وجہ:

حدیث میں کاموں کی ابتدا تسمیہ سے کرنے کا حکم ہے۔ اس لیے مصنفین آغازِ کتاب میں تسمیہ ذکر کرتے ہیں۔ شاید کہ اس بات کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوں کہ "کسی بھی کام میں اپنے وسائل و اسباب پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ہر کام میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد و اعانت مدنظر رکھنی چاہیے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَدَأَ بَعْدَ التَّيَمُّنِ بِالتَّسْمِيَةِ بِحَمْدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ اِقْتِدَاءً بِأَحْسَنِ النِّظَامِ وَعَمَلًا عَلَى حَدِيْثِ خَيْرِ الْأَنَامِ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهِ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ وَهُوَ كُلُّ أَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ بِحَمْدِ اللّٰهِ فَهُوَ أَقْطَعُ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ بسم اللہ کے ذریعے برکت حاصل کرنے کے بعد اللہ پاک کی حمد کے ساتھ شروع کیا ہے بہترین نظام کی پیروی کرتے ہوئے اور مخلوق میں سب سے بہتر ذات محمد ﷺ کی حدیث مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے۔ آپ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام ہو۔ وہ حدیثِ مبارکہ یہ ہے:

ترجمہ: "جو بھی شان والا کام اللہ تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا گیا وہ ناقص ہوگا"۔

تسمیہ کے بعد حمد کو ذکر کرنے کی وجہ:

عمدہ ترین نظام (قرآن مجید) کی ابتدا چوں کہ حمد سے کی گئی ہے۔ نیز حدیث میں بھی ہر کام کی ابتدا حمد سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے مصنف رحمہ اللہ نے تسمیہ کے بعد حمد کو ذکر کیا ہے۔

www.besturdubooks.net

حمد کی تعریف:

وَالْحَمْدُ هُوَ الْوَصْفُ بِالْجَمِيْلِ عَلَى الْجَمِيْلِ الْاِخْتِيَارِيِّ حَقِيْقَةً أَوْ حُكْمًا كَصِفَاتِ الْبَارِيْ تَعَالٰى.

ترجمہ: حمد کہتے ہیں کسی کی اختیاری خوبی پر تعریف کرنا، خواہ یہ اختیاری خوبی حقیقتاً ہو یا حکماً ہو۔ جیسے: صفات باری تعالیٰ۔

تشریح: حمد کی تعریف اور شارح کے الفاظ حقیقتاً اور حکماً کی تشریح:

حقیقتاً اور حکماً کے الفاظ لفظ اختیاری کو وسیع کرنے کے لیے ذکر کیے گئے ہیں۔ اختیار کا معنی: اختیار اضطرار کی ضد ہے۔ اختیاری اوصاف میں چوں کہ سلب کا بھی امکان ہوتا ہے۔ مثلاً: کھانا ایک اختیاری فعل ہے فاعل چاہے تو نہ کھائے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اس معنیٰ میں اختیاری ہیں کہ یہ لازم ہیں ان سے سلب کا امکان نہیں۔

مصنف رحمہ اللہ نے ایک قسم اختیاری حکمی قرار دی ہے، یعنی ان صفات کے حصول میں غیر کی طرف احتیاج نہ ہو اور اختیاری کے پہلے معنیٰ کو اختیاری حقیقی قرار دیا ہے۔ تقریر بالا کی روشنی میں حمد کی تعریف اس طرح ہوگی:

"کسی کی ثنا کرنا صفاتِ اختیاریہ یا غیر اضطراریہ کی وجہ سے"۔

وَاللَّامُ فِيْهِ لِلْجِنْسِ أَوْ لِلْاِسْتِغْرَاقِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ لِلْعَهْدِ إِشَارَةً إِلَى الْحَمْدِ الْمَحْبُوْبِ وَالْمَرْضِيِّ لَهُ تَعَالَى الْمَذْكُوْرُ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ أَضْعَافَ مَا حَمِدَهُ جَمِيْعُ خَلْقِهٖ كَمَا يُحِبُّهٗ وَيَرْضَاهُ.

ترجمہ: الحمد میں لام جنس یا استغراق کے لیے ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لام عہد کے لیے ہو۔ اس میں اس حمد کی جانب اشارہ ہے جو خدا تعالیٰ کو محبوب اور پسند ہے جس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک میں ہے:

ترجمہ: "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اس سے کئی گنا جو اس کی ساری مخلوق حمد کرتی ہے جیسا کہ وہ اس کو پسند کرتا ہے اور اس پر راضی ہوتا ہے"۔

لام کی تحقیق:

الحمد میں لام جنس یا استغراق کے لیے ہے، یعنی ماہیت حمد من حیث ہی ہی یا "جنسِ حمد

www.besturdubooks.net

من حیث التحقق فی جمیع الافراد" اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہے اور عہد کا بھی احتمال ہے، اس صورت میں معہود محبوب و پسندیدہ محامد ہوں گی۔ جیسا کہ حدیث میں بھی اس کی تائید ہے۔

وَاخْتَارَ اسْمِيَّةَ الْجُمْلَةِ عَلٰى فِعْلِيَّتِهَا لِكَوْنِهَا دَالَّةً عَلَى الثُّبَاتِ وَالدَّوَامِ.

ترجمہ: اور جملہ فعلیہ کے بجائے جملہ اسمیہ لائے ہیں تاکہ دوام اور استمرار پر دلالت کرے۔

تشریح: الحمدللہ دراصل حمدت اللہ ہے لیکن مصنف نے اس جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ (جس کا جزو اول فعل سے معدول ہو کر اسم ہو گیا ہو) میں تبدیل کر دیا تاکہ دوام اور استمرار پر دلالت کرے۔ سید الاذکیاء علامہ تفتازانی قدس سرہ نے مطول میں صراحت کی ہے کہ ہر جملہ اسمیہ دوام و استمرار پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ فائدہ اس جملہ اسمیہ سے حاصل ہوتا ہے جو فعلیہ سے معدول ہو کر اسمیہ ہوا ہو۔

وَقَدَّمَ الْحَمْدَ لِاَنَّهُ الْمُنَاسِبُ لِلْمَقَامِ.

ترجمہ: حمد کو مقدم کیا کیوں کہ مقام کے مناسب یہی ہے۔

تشریح: لفظ حمد کو اہمیتِ مقامی کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے یہ صحیح ہے کہ اسم الٰہی اہمیت ذاتی رکھتا ہے لیکن جہاں اہمیتِ ذاتی اور اہمیتِ مقامی کے درمیان تعارض ہو جائے تو اہمیتِ مقامی کو ترجیح دی جاتی ہے کیوں کہ اگر مقام کی رعایت نہ کی جائے تو اہمیتِ مقامی بالکل ختم ہو جائے گی اس لیے کہ وہ صرف اسی خاص مقام کے لحاظ سے تھی، بخلاف اہمیتِ ذاتی کے، کیوں کہ وہ زائل نہیں ہوتی خواہ اس کا ذکر پہلے کریں یا بعد میں۔ لان ما بالذات لا یزول۔

وَهِيَ فِي الْاَصْلِ جُمْلَةٌ فِعْلِيَّةٌ فَيَكُوْنُ اِنْشَاءً لِلْحَمْدِ وَ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ اِشْعَارًا بِكَوْنِ الْمَحَامِدِ كُلِّهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى مُتَضَمِّنًا لِلْحَمْدِ فَاِنَّ الْاِخْبَارَ بِذٰلِكَ عَيْنُ الْحَمْدِ.

ترجمہ: اور اصل میں یہ جملہ فعلیہ تھا۔ لہٰذا حمد کے لیے انشاء ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بتلانا مقصود ہو کہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو حمد کو شامل ہیں تو اس کی خبر دینا بھی حمد ہی ہے۔

www.besturdubooks.net

تشریح: جملہ فعلیہ خبریہ جب ثنا کے لیے ہو تو انشائیہ ہوتا ہے۔ "الحمد للہ" اگرچہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے لیکن فعلیہ سے معدول ہونے کی وجہ سے فعلیہ کی فرع ہے اور فرع اصل سے مختلف نہیں ہوتی، اس لیے یہ جملہ اصل کی طرح انشائیہ ہوگا۔ نیز خبریہ ہونے کی صورت میں بھی (چوں کہ اس میں یہ بتلانا ہے کہ تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں) یہ حمد کو شامل ہوگا کیونکہ مذکورہ خبر عین حمد ہے۔

وَاللّٰهُ عَلَمٌ لِلذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ الْمُسْتَجْمِعِ لِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ لَا اِسْمٌ لِمَفْهُوْمِ الْوَاجِبِ بِالذَّاتِ كَمَا قِيْلَ لِأَنَّهُ يُنَافِيْهِ دَلَالَةُ كَلِمَةِ التَّوْحِيْدِ عَلَيْهِ وَلِذٰلِكَ اخْتَارَ ذٰلِكَ دُوْنَ الرَّحْمٰنِ.

ترجمہ: اور اللہ اس ذات کا علم ہے جو واجب الوجود ہے، تمام صفاتِ کمال کی جامع ہے۔ اللہ واجب بالذات کا اسم نہیں جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے، کیوں کہ یہ دلالت کے لحاظ سے اس کے منافی ہے جس مفہوم پر کلمہ توحید دلالت کرتا ہے، اسی لیے لفظ اللہ کو اختیار کیا ہے، رحمٰن وغیرہ کو نہیں۔

لفظ اللہ میں اختلاف:

لفظ اللہ کو جمہور علماء نے ذات واجب الوجود (جو جملہ کمالات کی جامع ہو) کا علم قرار دیا ہے اور بعض علماء نے لفظ اللہ کو صفت مشتقہ قرار دیا ہے۔

علم اور صفت کا فرق:

علم ہونے کی صورت میں اس کا مدلول ذات معینہ مشخصہ ہوگی جو شرکت سے مانع ہوتی ہے اور صفت ہونے کی صورت میں (چوں کہ صفت ذاتِ مبہمہ پر دلالت کرتی ہے) یہ لفظ حامل کلیہ ہوگا جو شرکت سے مانع نہیں ہوتی، چناں چہ لفظ اللہ کو علم قرار دیں تو لا الٰہ الا اللہ مفید توحید ہوگا اور وصف قرار دینے کی صورت میں ایک معنی کلیہ کے لیے الوہیت ثابت ہو جائے گی اور کلمہ طیبہ مفید توحید نہ ہوگا۔

ثُمَّ أَرَادَ بَعْدَ الْإِيْمَاءِ إِلَى الْإِسْتِجْمَاعِ لِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ بِالْإِجْمَالِ أَنْ يُّفَصِّلَ بَعْضَهَا مَعَ الْإِشْعَارِ بِبَرَاعَةِ الْإِسْتِهْلَالِ.

---

www.besturdubooks.net

ترجمہ: پھر (اللہ تعالیٰ کے) تمام صفات کے جامع ہونے کی طرف اجمالی اشارہ کرنے کے بعد ان میں سے بعض کو تفصیل سے بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ ایسا براعت استہلال کی طرح خبر دیتے ہوئے کیا ہے۔

تشریح: بیان ربط: اس عبارت سے شارح رحمہ اللہ نے پچھلی عبارت سے ربط بیان کیا ہے، تفصیل یہ ہے کہ مصنف قدس سرہ اسم ذات اللہ کو ذکر کر کے تمام صفاتِ کمال کی طرف اجمالاً اشارہ کرنے کے بعد بعض کمالات کی تفصیل بیان کرنا چاہتے ہیں اور بعض کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان سے براعتِ استہلال کے طور پر مقصود کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

فَقَالَ الَّذِیْ لَا مَانِعَ لِحُکْمِہٖ مُرِیْدًا بِالْمَنْعِ مَعْنَاہُ اللُّغَوِیُّ وَ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ الْمَعْنَی الْاِصْطِلَاحِیُّ بِجَعْلِ اِنْکَارِ الْمُنْکِرِیْنَ کَلَا اِنْکَارٍ لِوُجُوْدِ مَا اِنْ تَاَمَّلُوْا فِیْہِ ارْتَدَعُوْا عَنْہُ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی لَا رَیْبَ فِیْہِ.

ترجمہ: فرمایا: وہ ذات ہے جس کے حکم کو کوئی روکنے والا نہیں۔ لا مانع میں منع سے لغوی معنی مراد ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کا اصطلاحی معنی مراد ہو، یہ اس صورت میں ہوگا کہ منکرین کے انکار کو "لا انکار" کی طرح قرار دیا جائے کیوں کہ اگر وہ اس میں غور و فکر کریں تو اس انکار کو چھوڑ دیں۔ مصنف رحمہ اللہ کا لامانع لحکمہ کہنا ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لا ریب فیہ "اس میں کوئی شک نہیں"۔

بیانِ معنی:

شارح فرماتے ہیں کہ لا مانع میں منع کو لغوی معنی پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے اور اصطلاحی معنی پر بھی (منع فن مناظرہ کی اصطلاح ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے) معنی بالترتیب یہ ہوگا کہ احکام الٰہیہ کا کوئی انکار کرنے والا نہیں یا ان پر کوئی اعتراض کرنے والا نہیں۔

بجعل انکار المنکرین... یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے، اعتراض یہ ہے کہ منع کا لغوی یا اصطلاحی جو بھی معنی کریں عبارت خلاف واقع نظر آتی ہے، کیوں کہ احکام الٰہیہ کے منکرین اور معترضین موجود ہیں؟ شارح رحمہ اللہ جواب دے رہے ہیں کہ احکام الٰہیہ کے دلائل ایسے ظاہر ہیں کہ ان میں ذرا سا غور و فکر انکار اور اعتراض کے دُور کرنے کے لیے کافی ہے اور ایسا

www.besturdubooks.net

جگہوں میں منکر کو غیرِ منکر قرار دینا علمِ معانی کے معروف قاعدے کے مطابق ہے۔ کما فی التلخیص ویجعل المنکر کغیر المنکر اذا کان معہ ما ان تاملہ ارتدع۔

وَلَا نَاقِضَ لِقَضَائِہٖ وَ قَدَرِہٖ۔

ترجمہ: اس کی تقدیر کو کوئی ٹالنے والا نہیں ہے۔

تشریح: یہاں بھی حسب سابق نقض کو معنی لغوی اور اصطلاحی پر محمول کرنے کی گنجائش ہے اور اعتراض و جواب کی بھی وہی تفصیل ہے۔

سید السند قدس سرہ نے اللہ تعالیٰ کے جو کمالات بیان کیے ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام شرعیہ ایسے واضح اور آسان ہیں کہ ان کے انکار یا ان پر اعتراض کی گنجائش نہیں اور احکام تکوینیہ ایسے اٹل ہیں کہ ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔

ثُمَّ لَمَّا كَانَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّمَ وَسِيْلَةً لِوُصُوْلِ حُكْمِهٖ اِلَيْنَا وَ اَصْحَابُهٗ مُرْشِدِيْنَ لَنَا اَرْدَفَ التَّحْمِيْدَ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ وَالصَّلٰوةُ۔

ترجمہ: پھر جب ہمارے نبی کریم ﷺ خدا تعالیٰ کے احکام ہم تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہماری راہنمائی فرمانے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد آپ پر اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر درود بھیجتے ہوئے فرمایا کہ درود و سلام نازل ہو اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں کے سردار پر۔

حمد کے بعد صلوٰۃ کے ذکر کی وجہ:

اللہ تعالیٰ کے احکام ہم تک پہنچنے میں چوں کہ ہمارے نبی ﷺ وسیلہ و ذریعہ ہیں اور آپ کے اصحاب ہمارے رہبر ہیں، اس لیے تحمید کے بعد نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر درود و سلام کا ذکر کیا ہے۔

وَهِيَ فِي اللُّغَةِ مُطْلَقُ الْعَطْفِ فَإِذَا نُسِبَتْ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يُرَادُ بِهَا الرَّحْمَةُ الْكَامِلَةُ وَإِذَا نُسِبَتْ إِلَى الْمَلَائِكَةِ يُرَادُ بِهَا الْاِسْتِغْفَارُ وَإِذَا نُسِبَتْ إِلَى الْمُؤْمِنِيْنَ يُرَادُ بِهَا الدُّعَاءُ فَمَعْنٰى قَوْلِهِمْ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَظِّمْهُ فِي الدُّنْيَا بِإِعْلَاءِ ذِكْرِهٖ وَ

www.besturdubooks.net

اِبْقَاءِ شَرِيْعَتِهٖ وَفِي الْاٰخِرَةِ بِتَشْفِيْعِهٖ فِي الْاُمَّةِ وَ تَضْعِيْفِ اَجْرِ عَمَلِهٖ عَلٰى سَيِّدِ اَنْبِيَائِهٖ.

ترجمہ: صلوٰۃ لغت میں مہربانی کو کہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کی جائے تو اس سے مراد رحمت کاملہ ہوتی ہے اور جب فرشتوں کی طرف اس کی نسبت کی جائے تو اس سے مراد استغفار ہوتا ہے اور جب اس کی نسبت مومنوں کی طرف کی جائے تو اس سے مراد دعا ہوتی ہے، لہٰذا اللھم صل علی محمد کا (مرادی) معنی یہ ہوگا: اے اللہ! دنیا میں آپ ﷺ کا ذکر بلند کر اور آپ کی شریعت کو باقی رکھ کر آپ کو عظمت عطا فرما اور آخرت میں اُمت کے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرما کر آپ کے اجر کو بڑھا کر آپ کو رفعتیں عطا فرما۔

تشریح: صلوٰۃ کا لغوی معنی مہربانی، محبت، الفت اور عنایت ہے، لیکن نسبتوں کے بدلنے سے معنی میں تبدیلی ہو جائے گی۔ چناں چہ اگر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو لطف وعنایت اور رحمت کاملہ مراد ہوگی، فرشتوں کی طرف نسبت ہو تو استغفار مراد ہوگا اور بندوں کی طرف ہو تو اظہار محبت اور دعا مراد ہوگی۔

فمعنی قولھم میں ھم ضمیر سے مراد مؤمنین ہیں اور یہ دعا جو مومنین کو سکھائی گئی ہے اس کا معنی ہے: اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو دنیا میں آپ کے ذکر کی بلندی اور آپ کی شریعت کی بقا کے ذریعے اور آخرت میں شفاعت اور آپ کا اجر بڑھانے کے ذریعے عظمت عطا فرما۔

وَهُوَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَرَدَ فِي الْخَبَرِ اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ وَالنَّبِيُّ هُوَ اِنْسَانٌ مَبْعُوْثٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيْغِ اَحْكَامِهٖ فَاِنْ كَانَ ذَا كِتَابٍ وَشَرِيْعَةٍ مُتَجَدِّدَةٍ يُسَمّٰى رَسُوْلًا.

ترجمہ: اور وہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ میں تمام بنی نوع انسان کا سردار ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ نبی ایسا انسان ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق تک اس کے احکام پہنچانے کے لیے بھیجا جاتا ہے، اگر وہ صاحب کتاب اور نئی شریعت والا ہو تو اس کو رسول کہا جاتا ہے۔

تشریح: وھو... سے شارح متن کے الفاظ کا مصداق بیان فرما رہے ہیں۔ والنبی... اس

www.besturdubooks.net

عبارت میں لفظ نبی کا اصطلاحی معنی اور نبی و رسول کا اصطلاحی فرق بیان کیا ہے جو ترجمہ سے واضح ہے۔

وَ إِضَافَةُ الْأَنْبِيَاءِ لِلْإِسْتِغْرَاقِ فَيَتَنَاوَلُ الرُّسُلَ أَيْضًا لَا يُقَالُ نَبِيُّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ دَاخِلٌ فِيهِمْ فَيَلْزَمُ كَوْنُهُ سَيِّدًا مِّنْ نَّفْسِهِ لِأَنَّا نَقُولُ يَحْكُمُ بِدَاهَةُ الْعَقْلِ بِخُرُوْجِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ: انبیاء کی اضافت ضمیر کی جانب استغراق کے لیے ہے تو یہ رسول کو بھی شامل ہوگا۔ یہ نہ کہا جائے کہ ہمارے نبی ﷺ ان انبیاء میں داخل ہیں تو ان کا اپنے آپ پر سردار ہونا لازم آتا ہے، اس لیے کہ ہم کہتے ہیں کہ واضح طور پر عقل حضور ﷺ کے ان سے نکلنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ علی سید انبیاء کا قول ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ متن پر ہونے والے اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

اعتراض: مصنف رحمہ اللہ کی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ "سرکار دو عالم ﷺ انبیاء کے تو سردار ہیں لیکن رسولوں کے نہیں"۔

جواب: مصنف رحمہ اللہ کی عبارت میں اضافت برائے استغراق ہے اس سے مراد ہر قسم کے نبی ہیں جن میں رسول بھی آجاتے ہیں۔

لا یقال سے بھی ایک اشکال کو حل کیا گیا ہے۔

اشکال: آپ ﷺ جب سب نبیوں کے سردار ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات کے بھی سردار ہیں جو صریح باطل ہے۔

جواب: آپ ﷺ کی ذات کی تخصیص دلالت عقلیہ سے ہو جائے گی جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ کوئی شخص اپنی ذات کا سردار نہیں ہوتا جیسا کہ سائل نے بھی تسلیم کیا ہے تاہم سائل اس مقام کو نہیں سمجھ سکا۔ جیسا کہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ میں بھی کل "شیء" سے مراد ماسوی اللہ ہے، کیوں کہ دلائل عقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ قدرت کا تعلق ممکنات سے ہے اور

www.besturdubooks.net

ذات الٰہی ممکن نہیں بلکہ واجب ہے۔

وَ سَنَدِ اَوْلِيَائِهٖ السَّنَدُ مَا اسْتَنَدْتَ اِلَيْهِ وَ اَوْلِيَاؤُهٗ تَعَالٰى خَوَاصُّهٗ اَعَمُّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ نَبِيًّا اَوْ غَيْرَهٗ لٰكِنْ يَّخْرُجُ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَلَالَةِ الْعَقْلِ وَالظَّاهِرُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُرَادُ بِالْاَوْلِيَاءِ هٰهُنَا مَنْ سِوَى الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَلَا يَخْفٰى مَا فِىْ لَفْظِ السَّيِّدِ وَالسَّنَدِ مِنْ صَنْعَةِ التَّجْنِيْسِ.

ترجمہ: اور اپنے اولیاء کی سند پر رحمت فرما۔ سند اس کو کہتے ہیں جس پر آپ ٹیک لگائیں۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس کے خاص بندے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن دلالت عقلی سے ہمارے نبی ﷺ خارج ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں اولیاء سے مراد انبیاء علیہم السلام کے علاوہ باقی علماء اور صلحاء ہیں اور سید اور سند کے لفظ میں صنعت تجنیس ہے جو مخفی نہیں ہے۔

تشریح: شارح رحمہ اللہ نے سند کا لغوی معنی اور اس کا مصداق بیان کیا ہے جو ترجمہ سے واضح ہے۔ "لکن یخرج نبینا" یہ عبارت ایک سوال کا جواب ہے جس کی تقریر مع جواب کے سید کے ذیل میں گزر چکی ہے۔ لیکن سیادت انبیاء کو چوں کہ بیان کر دیا گیا ہے اس لیے ظاہر یہ ہے کہ اس مقام میں مصنف رحمہ اللہ کی مراد علماء وصلحاء ہیں (لفظی اعتبار سے اگرچہ عموم ہے انبیاء بھی مصداق بن سکتے ہیں) یعنی عالم وصالح ہونے کا معیار یہ ہے کہ اس کا علم وصلاح ہمارے نبی ﷺ تک سند یافتہ ہو۔

لطیفہ: مصنف رحمہ اللہ کے الفاظ "سید وسند" میں علم بدیع کی صنعت تجنیس پائی جا رہی ہے کہ دونوں تلفظ میں موافق ہیں۔

وَعَلٰى اَحْبَابِهِ الْمُعَارِضِيْنَ لِاَعْدَائِهٖ مِنَ الْكُفَّارِ الْمُنْكِرِيْنَ لِلتَّوْحِيْدِ وَرِسَالَتِهٖ ﷺ بِاللِّسَانِ وَالسِّنَانِ وَالْمُعْجِزَاتِ وَالْفُرْقَانِ بِحَيْثُ عَجَزُوْا عَنِ الْاِتْيَانِ بِمِثْلِ اَقْصَرِ سُوْرَةٍ مِّنْهُ وَلَمْ يَبْقَ فِىْ مَكَّةَ مُشْرِكٌ اِلَّا وَاَنْ يَّظْهَرَ الْاِيْمَانَ وَالْاَحْبَابُ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَهٗ ﷺ بِصَمِيْمِ قَلْبِهِمْ وَخُلُوْصِ اعْتِقَادِهِمْ وَالْاٰلُ دَاخِلٌ فِيْهِمْ فَلَا حَاجَةَ اِلَى التَّصْرِيْحِ بِهِمْ وَلَا يَذْهَبُ عَلَيْكَ مَا فِىْ لَفْظِ الْمَنْعِ وَالنَّقْضِ

www.besturdubooks.net

وَالسَّنَدِ وَالْمُعَارَضَةِ مِنْ حُسْنِ بَرَاعَةِ الْاِسْتِهْلَالِ الْمُنَاسِبِ لِاٰدَابِ الْمَقَالِ كَمَا نَبَّهْنَاكَ عَلَيْهِ فِيْ اَوَّلِ الْحَالِ.

ترجمہ: اور آپ کے ان احباب پر جو آپ کے دشمنوں یعنی ان کفار کا جو خدا تعالیٰ کی توحید اور آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے والے تھے مقابلہ کرنے والے تھے زبان، نیزوں، معجزات اور فرقان کے ساتھ۔ جب کہ وہ قرآن کی چھوٹی سی سورت کا مثل لانے سے عاجز آ گئے اور مکہ میں مشرک کوئی بھی نہ رہا مگر اس نے ایمان قبول کیا اور وہ احباب جو آپ ﷺ کے ساتھ دل کی گہرائیوں اور خلوصِ اعتقاد کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اور آل احباب میں داخل ہیں، اس لیے ان کو الگ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

لفظ منع، نقض، سند اور معارضہ میں کلام کے آداب کے مناسب جو بہترین براعت استہلال ہے وہ تجھ پر مخفی نہ رہے جیسا کہ ہم ابتداء کلام میں بھی اس پر متنبہ کر چکے ہیں۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ نے متن میں مذکور لفظ "اعداء" کا مصداق معارضہ کی صورت میں بیان کیا ہے اور احباب کا مصداق بیان کر کے ایک سوال کا جواب دیا ہے اور آخر میں عبارت کے لطائف بیان کیے ہیں۔ ان سب امور کی تفصیل یہ ہے۔

مصداق اعداء: مصداقِ اعداء وہ کفار ہیں جنہوں نے اللہ کی توحید اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار کیا۔

صورت معارضہ: دعوتِ لسانی، تلوار سے مقابلہ غرض معجزات اور ہر نمط پر کفار کو عاجز کرنا۔

مصداق احباب: وہ لوگ جنہوں نے خلوص اعتقاد اور دل کی گہرائیوں سے آپ سے محبت کی۔

سوال و جواب: کہ مصنف نے خطبہ میں آل کا ذکر نہیں کیا؟ شارح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احباب کا مذکورہ معنی چوں کہ آل کو بھی شامل ہے اس لیے احباب میں آل کا ذکر ضمناً آ گیا ہے، لہٰذا تصریح کی حاجت نہیں۔

فائدہ: متن میں مذکورہ الفاظ منع، نقض، سند اور معارضہ نظم عبارت میں مقصود معانی پر دلالت کر رہے ہیں اور براعت استہلال کے طور پر مقصود کی طرف اشارہ بھی کر رہے ہیں۔

وَبَعْدُ مِنَ الظُّرُوْفِ الزَّمَانِيَّةِ وَ اِذَا قُطِعَ عَنِ الْاِضَافَةِ بُنِيَ كَمَا تَرٰى هٰهُنَا

www.besturdubooks.net

وَالْعَامِلُ فِيْهِ مَعْنَى الْإِشَارَةِ فِيْ قَوْلِهِ هٰذِهٖ.

ترجمہ: اور "بعد" ظروف زمانیہ میں سے ہے اور جب اضافت کے بغیر ذکر کیا جائے تو مبنی برضمہ ہوتا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور عامل اس میں "ھذہٖ" میں اشارہ کا معنی ہے۔

قَوَاعِدُ الْبَحْثِ تَرَكَ الْفَاءَ لِئَلَّا يَحْتَاجَ إِلَى تَوَهُّمِ الْمُتَوَهِّمِ يَعْنِيْ مَا حَضَرَ فِي الذِّهْنِ مِنَ الْمُرَتَّبِ الْأَنِيْقِ الْمُصَوَّرِ بِصُوْرَةِ الْمُبْصَرِ أُمُوْرٌ كُلِّيَّةٌ يُفْهَمُ مِنْهَا جُزْئِيَّاتُ الْأَبْحَاثِ الصَّحِيْحَةِ الْمُمْتَازَةِ مِنَ السَّقِيْمَةِ وَالْبَحْثُ فِي اللُّغَةِ التَّفَحُّصُ وَالتَّفْتِيْشُ وَ فِي الْاِصْطِلَاحِ يُطْلَقُ عَلَى حَمْلِ شَيْءٍ عَلَى شَيْءٍ وَعَلَى إِثْبَاتِ النِّسْبَةِ الْخَبَرِيَّةِ بِالدَّلِيْلِ وَ عَلَى الْمُنَاظَرَةِ وَالْمُرَادُ هٰهُنَا ثَالِثُ الْمَعَانِيْ وَلَا شَنَاعَةَ فِيْ إِرَادَةِ الْمَعْنَى الثَّانِيْ سِوٰى أَنَّهٗ لَا يَصْدُقُ عَلَى الْمَنْعِ وَ يَصْدُقُ عَلَى إِثْبَاتِ الْمُعَلِّلِ حُكْمًا بِالْاِسْتِدْلَالِ مِنْ غَيْرِ خَصْمٍ يُخَاصِمُهٗ فِي الْحَالِ وَ أَمَّا الْأَوَّلُ فَلَا يَلِيْقُ إِرَادَتُهٗ لِأَنَّهٗ يَصْدُقُ عَلَى كُلِّ حُكْمٍ فِي الذِّهْنِ أَوْ فِي الْمَقَالِ.

ترجمہ: یہ بحث کے قواعد ہیں۔ "فا" کو اس لیے ترک کیا تاکہ وہم کرنے والے کو وہم نہ ہو بحث سے مراد ذہن میں کسی چیز کی ایسی بہترین ترتیب ہے جو دکھائی دینے والی صورت کی طرح ہو یعنی ایسے امور کلیہ ہیں جن کے ذریعے سے صحیح ابحاث کی جزئیات کو کمزور ابحاث کی جزئیات سے جدا کرنا معلوم کیا جاتا ہے۔

بحث لغت میں کریدنے اور چھان بین کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اس کا اطلاق ایک چیز کے دوسری چیز پر حمل کرنے پر کیا جاتا ہے اور دلیل کے ساتھ نسبت خبریہ کے اثبات پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے اور مناظرہ پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یہاں ان میں سے تیسرا معنی مراد ہے اور دوسرا معنی مراد لینے میں صرف یہ قباحت ہے کہ یہ منع پر صادق نہیں آتا اور معلل جب حکم کو ایسے مدمقابل کے بغیر جو فی الحال اس کے مقابل ہو دلیل کے ساتھ ثابت کرے تو اس پر بھی یہ معنی صادق آتا ہے۔ پہلا معنی مراد لینا مناسب نہیں کیوں کہ یہ ہر ایسے حکم پر صادق آتا ہے جو ذہن میں ہو یا کلام میں ہو۔

www.besturdubooks.net

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ نے دو سوالوں کا جواب دیا ہے اور متن میں مذکور لفظ بحث کا معنی بیان کیا ہے۔

① **سوال:** عموماً مصنفین بعد کے بعد "فا" کو ذکر کرتے ہیں لیکن سید المصنفین نے ترک کر دیا ہے اور بغیر کسی داعیہ کے مخالفت غیر مستحسن ہے؟

جواب: جواب سے پہلے ذکرِ فا کی وجہ سمجھیں۔

چوں کہ لفظِ بعد سے پہلے کثرت کے ساتھ لفظِ اما کا استعمال ہوتا ہے اس لیے اگر کسی مقام پر "اما" مذکور نہ ہو تو اس کا وجود فرض کر لیا جاتا ہے اور اس کے جواب میں "فا" ذکر کی جاتی ہے جیسے: اما کے وجودِ حقیقی میں "فا" لائی جاتی ہے تو اس کو کہتے ہیں کہ توہم اما کی وجہ سے فا لائی گئی۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے وہمِ اما وغیرہ کے تکلفات سے بچنے کے لیے فا کو ترک کر دیا اور تکلفات سے بچنا ایک اہم امر ہے۔

② **سوال:** مصنف رحمۃ اللہ علیہ "ھذا" سے مضامین کتب کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں جو خطبہ کے ابتدائیہ ہونے کی صورت میں غیر مبصر ہیں جب کہ "ھذا" سے مبصرات اور محسوسات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے؟

جواب: یہاں "ھذا" حقیقی معنی (حاضر فی الخارج) میں استعمال نہیں ہوا بلکہ مجازی معنی (حاضر فی الذہن) میں استعمال ہوا ہے، مناسبت یہ ہے کہ ذہنی مضامین مرتب ہونے کی وجہ سے محسوسات کی طرح ہیں اس لیے محسوسات کے لیے وضع کیا گیا لفظ ایسے امور ذہنیہ میں بھی استعمال ہو سکتا ہے جو ترتیب کی وجہ سے محسوسات کی طرح ہو گئے ہیں۔

بحث کا لغوی اور اصطلاحی معانی:

بحث لغۃً تلاش اور جستجو کے معنی میں ہے اور اصطلاحاً اس کے تین معانی ہیں:

(۱) شئ کا شئ پر حمل کرنا۔

(۲) نسبتِ خبریہ کو دلیل سے ثابت کرنا۔

(۳) مناظرہ۔

متن میں مذکور لفظ بحث کا معنی:

متن میں بحث کا معنی مناظرہ ہے کیوں کہ آگے متن میں مناظرہ کے قواعد بیان کیے

www.besturdubooks.net

گئے ہیں۔ دوسرا معنی بھی مراد لیا جاسکتا ہے، کیوں کہ مناظرہ کا مقصد بھی نسبت خبریہ کے ثبوت کا جائزہ ہوتا ہے۔ تاہم بحث کا لفظ قواعد مناظرہ کی قسم "منع" کو شامل نہ ہو سکے گا کیوں کہ "منع" میں اثبات مقصود نہیں ہوتا بلکہ منع کا مقصد طلب دلیل ہوتا ہے (جب کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ بحث کے جمیع قواعد جن میں منع بھی شامل ہے بیان کرنا چاہتے ہیں)۔ نیز اثبات اپنے عموم کی وجہ سے ایسے معلل کے اثبات کو بھی شامل ہو جائے گا جو حکم بغیر خصم کے ثابت کرتا ہے جب کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ مناظرے کے قواعد ذکر کرنا چاہتے ہیں اور مناظرہ وہ ہوتا ہے جو حکم کو خصم کے لیے ثابت کرے۔

پہلا معنی "حمل شيء علی شيء" مراد لینا مناسب نہیں ہے، کیوں کہ یہ حکم ذہنی اور لفظی دونوں کو شامل ہے جب کہ مناظرہ صرف احکامِ لفظیہ میں ہوتا ہے۔ بہر حال مصنف رحمۃ اللہ علیہ قواعد مناظرہ کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔

مُتَضَمِّنَةٌ رُفِعَ عَلٰى اَنَّهٗ خَبَرٌ بَعْدَ خَبَرٍ اَوْ نُصِبَ عَلَى الْحَالِ لِمَا اَيْ اُمُوْرٌ يَجِبُ اسْتِحْضَارُهٗ فِيْ فَنِّ الْمُنَاظَرَةِ.

ترجمہ: متضمنہ یا تو خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور یا قواعد سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یعنی وہ امور جن کا فن مناظرہ میں یاد رکھنا ضروری ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ متضمنہ کی ترکیب بیان کر رہے ہیں، چناں چہ دو ترکیبیں بیان کی ہیں:

① یہ ھذہ کی خبر ثانی ہے مطلب یہ ہوگا کہ یہ امور مناظرہ کے قواعد ہیں اور ان امور کو متضمن ہیں جن کا استحضار فن مناظرہ میں ضروری ہے۔

② یہ قواعد سے حال ہے۔ یعنی مناظرہ کے قواعد اس حال میں کہ . . .

وَهُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهٖ كَيْفِيَّةُ اٰدَابِ اِثْبَاتِ الْمَطْلُوْبِ اَوْ نَفْيِهٖ اَوْ نَفْيِ دَلِيْلِهٖ مَعَ الْخَصْمِ الْبَاحِثِ عَنْ كَيْفِيَّةِ الْبَحْثِ مِنْ كَوْنِهٖ صَحِيْحًا اَوْ سَقِيْمًا مَسْمُوْعًا اَوْ غَيْرَهٗ.

ترجمہ: اور مناظرہ کہتے ہیں ایسے علم کو جس کے ذریعے سے مدعا اور مطلوب کو ثابت کرنے یا مطلوب کی نفی یا اس کی دلیل کی نفی کرنے کے آداب کی کیفیت معلوم کی جاتی ہے اس مدمقابل کے ساتھ جو کسی بحث کے صحیح یا غیر صحیح ہونے کے بارے میں بحث کر رہا ہو، خواہ یہ بحث مسموع ہو یا نہ ہو۔

www.besturdubooks.net

تعریف علم مناظرہ از شارح رحمہ اللہ:

علم مناظرہ ایسا علم ہے جس میں اپنے مدعا اور مطلوب کو ثابت کرنے اور فریق مخالف کے مدعا اور اس کی دلیل کو توڑنے کی معرفت حاصل کی جائے۔

تعریف فن مناظرہ از مصنف رحمہ اللہ:

الباحث عن کیفیة البحث۔ اس تعریف میں بحث کی نوعیت میں ابہام ہے اس لیے شارح رحمہ اللہ نے الگ تعریف کی جس میں بحث کی انواع: اثبات مطلوب، نفی مطلوب خصم اور نفی دلیل خصم بھی آ گئی ہیں۔

صِيَانَةً لِلذِّهْنِ عَنِ الضَّلَالَةِ اَىْ لِيَصُوْنَ ذِهْنُ الْمُنَاظِرِ عَنْ أَنْ يَّسْلُكَ بِطَرِيْقٍ لَا يُوْصِلُ إِلَى الْمَطْلُوْبِ فَإِنَّ السَّالِكَ مَا لَمْ يَعْلَمِ الطَّرِيْقَ وَلَمْ يُرَاعِ مَا يَجِبُ رِعَايَتُهُ فِي السُّلُوْكِ فِيْهِ رُبَمَا يُخْطِئُ وَلَمْ يَصِلْ إِلَى مَا أَرَادَ وُصُوْلَهُ إِلَيْهِ

ترجمہ: ذہن کو گمراہی سے بچایا جائے، یعنی مناظر کا ذہن ایسے راستہ پر چلنے سے محفوظ رہے جو راستہ مطلوب تک نہ پہنچاتا ہو، یقیناً کسی راستہ پر چلنے والا جب تک راستہ نہ جانتا ہو اور ان امور کی رعایت نہ کرے جن کی رعایت کرنا راستہ میں ضروری ہوتا ہے تو بسا اوقات وہ غلطی کر جاتا ہے اور جہاں پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہے وہاں تک نہیں پہنچ پاتا۔

تشریح: سید المصنفین نے فن مناظرہ کی تعریف اس انداز سے کی ہے کہ اس سے فن مناظرہ کے موضوع کی طرف اشارہ ہو گیا ہے۔ موضوع فن مناظرہ بحث کے احوال و کیفیات ہیں۔

غرض علم مناظرہ:

صیانة للذهن عن الضلالة۔ ذہن کو ضلالت سے محفوظ رکھتی ہے یعنی علم مناظرہ غلطی سے بچا کر مناظرہ کا سلیقہ سکھاتا ہے۔

مُرَتَّبَةٌ رُفِعَ عَلَى مَا ذَكَرَ أَوْ نُصِبَ عَلَى أَنَّهُ حَالٌ مُتَرَادِفَةٌ أَوْ مُتَدَاخِلَةٌ.

ترجمہ: مرتبة یا تو خبر ہونے کی بنا پر مرفوع ہے یا حال مترادفہ یا متداخلہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے "مرتبة" کی ترکیب ذکر کی ہے:

www.besturdubooks.net

(۱) ھذہ کی تیسری خبر ہو۔

(۲) قواعد البحث سے حال متداخلہ ہو۔

(۳) قواعد البحث سے حال مترادفہ ہو۔

حال متداخلہ:

جس حال کا ذوالحال کسی ذوالحال کا حال ہو ایسے حال کو حال متداخلہ کہتے ہیں۔

حال مترادفہ:

ایک ہی ذوالحال کے دوسرے حال کو حال مترادفہ کہتے ہیں۔

عَلٰی مُقَدِّمَةٍ وَهِيَ مَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ الشُّرُوْعُ فِي الْمَقَاصِدِ عَلٰی وَجْهِ الْبَصِيْرَةِ وَ اَبْحَاثٍ تِسْعَةٍ وَ خَاتِمَةٍ وَهِيَ مَا يُخْتَمُ بِهِ الشَّيْءُ.

ترجمہ: یہ ایک مقدمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ اس کو کہتے ہیں جس پر مقاصد میں بصیرت کے ساتھ شروع ہونا موقوف ہو۔ یہاں نو بحثیں اور ایک خاتمہ ہے۔ خاتمہ کہتے ہیں جس کے ساتھ شیٔ کو ختم کیا جائے۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے مشتملات بیان کیے ہیں کہ یہ کتاب ایک مقدمہ، نو ابحاث اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

اَمَّا الْمُقَدِّمَةُ فَفِي التَّعْرِيْفَاتِ اَيْ اَمَّا الْمَفْهُوْمُ الْكُلِّيُّ الَّذِيْ هُوَ مُقَدِّمَةٌ مَذْكُوْرَةٌ فِيْ هٰذِهِ الرِّسَالَةِ فَهِيَ مُنْحَصِرَةٌ فِي التَّعْرِيْفَاتِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا.

ترجمہ: بہرحال مقدمہ تعریفات کے بیان میں ہے، یعنی مقدمہ وہ مفہوم کلی ہے جو تعریفات اور ان کے متعلقات کے بیان میں ہے اور اس رسالہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کا جواب دیا ہے۔

سوال: مقدمہ انہی تعریفات پر ہی مشتمل ہے جو کتاب میں مذکور ہیں، تو مقدمہ سے مراد بھی تعریفات ہی ہوں گی۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ المقدمۃ ففی التعریفات، یعنی تعریفات ہی مقدمہ ہیں تو

www.besturdubooks.net

اس سے بظاہر ظرفیۃ الشیء لنفسہ لازم آتا ہے کیوں کہ اس کا مطلب یہی بنے گا کہ تعریفیں تعریفوں میں ہیں تو یہ ظرفیۃ الشیء لنفسہ ہے جو ناممکن ہے۔

جواب: شارح رحمہ اللہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ سائل نے المقدمۃ میں الف لام کو عہد پر محمول کیا ہے لیکن اگر الف لام کو جنس پر محمول کریں تو مطلب ہوگا جنس مقدمہ جو کتابوں کی ابتدا میں ہوتا ہے تو کسی کتاب میں تعریفات کے علاوہ بھی ہوتا ہے لیکن مطلق مقدمہ اس کتاب میں تعریفات کے بیان میں ہے۔

سوال: مصنف کے اس کلام میں حصر ہے کیوں کہ مصنف رحمہ اللہ نے کہا "المقدمۃ ففی التعریفات"۔ ❶ حالاں کہ مقدمہ میں تعریفات کے علاوہ بھی کچھ امور مذکور ہیں مثلاً بعض اشیاء کے ایک سے زائد نام بتائے گئے ہیں اور تقسیمات بھی بتائی گئی ہیں لہٰذا یہ حصر صحیح نہیں۔

جواب: اگرچہ مقدمہ میں کچھ امور اور بھی ہیں لیکن وہ امور بھی تعریفات کے ہی متعلق ہیں اور شئی اپنے متعلقات سے ملا کر ایک شمار کر لی جاتی ہے۔

وَالْمُقَدِّمَةُ مَاخُوْذَةٌ مِنْ مُقَدِّمَةِ الْجَيْشِ، وَ وَجْهُ الْمُنَاسَبَةِ غَيْرُ خَفِيٍّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنَ الْمُحَصِّلِيْنَ.

ترجمہ: مقدمہ ماخوذ ہے مقدمۃ الجیش سے اور وجہ مناسبت کسی طالب علم پر مخفی نہیں ہے۔

تشریح: لفظ مقدمۃ: مقدمۃ الجیش سے ہے۔ تو اس مقدمہ کی مناسبت مقدمہ مذکورہ فی الکتب کے ساتھ یہ ہے کہ جس طرح مقدمۃ الجیش آگے جا کر لشکر کے لیے انتظام کرتا ہے اسی طرح کتابوں کے مقدمات ابتدا میں آ کر کتاب میں آنے والے مطالب کے لیے طالب علم کی استعداد بناتے ہیں۔

وَالتَّعْرِيْفَاتُ جَمْعُ تَعْرِيْفٍ بِمَعْنَى الْمُعَرِّفِ أَوْ عَلٰى مَعْنَاهُ الْمَصْدَرِيِّ أَعْنِي الْفِكْرَ وَالنَّظْرَ لِتَحْصِيْلِ تَصَوُّرٍ.

ترجمہ: تعریفات تعریف کی جمع ہے اور معرف کے معنی میں ہے یا مصدری معنی میں ہے یعنی

---

❶ التعریفات معرف باللام ہے اور خبر معرف باللام حصر کا فائدہ دیتی ہے تو مطلب ہوگا کہ مقدمہ میں تعریفات ہی ہیں۔

www.besturdubooks.net

تصور حاصل کرنے کے لیے غور وفکر کرنا۔

تشریح: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں مذکور لفظ تعریف کی وضاحت کرتے ہوئے شارح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ معرف کے معنی میں ہے یا معنی مصدری مراد ہے یعنی فکر ونظر جو کسی متصور چیز کو حاصل کرنے کے لیے کی جائے۔

وَلَمَّا كَانَتِ الْمُنَاظَرَةُ هِيَ الْمَقْصُوْدَةُ بِالنَّظَرِ هٰهُنَا قَدَّمَهَا وَبَدَأَ بِتَعْرِيْفِهَا. فَقَالَ

ترجمہ: جب یہاں مناظرہ ہی مقصور ہے اس لیے اسے مقدم کیا اور اس کی تعریف سے ابتدا کی۔

تشریح: مناظرہ کی تعریف کو مقدم کرنے کی وجہ: یہ عبارت اس سوال کا جواب ہے کہ تمام اصطلاحات میں مناظرہ کو مقدم کرنے کی وجہ کیا ہے تو شارح رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اس فن میں چوں کہ مقصود مناظرہ ہی ہے اس لیے اسے مقدم کیا۔

اَلْمُنَاظَرَةُ مَاخُوْذَةٌ اِمَّا مِنَ النَّظِيْرِ بِمَعْنٰى اَنَّ مَاْخَذَهُمَا شَيْءٌ وَاحِدٌ اَوْ مِنَ النَّظَرِ بِمَعْنَى الْاِبْصَارِ اَوْ بِمَعْنَى اِلْتِفَاتِ النَّفْسِ اِلَى الْمَعْقُوْلَاتِ وَالتَّأَمُّلِ فِيْهَا اَوْ بِمَعْنَى الْاِنْتِظَارِ اَوْ بِمَعْنَى الْمُقَابَلَةِ وَوَجْهُ الْمُنَاسَبَةِ غَيْرُ خَفِيٍّ وَفِي الْاَوَّلِ اِيْمَاءٌ اِلٰى اَنَّهٗ يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ الْمُنَاظِرَانِ مُتَمَاثِلَيْنِ بِاَنْ لَّا يَكُوْنَ اَحَدُهُمَا فِيْ غَايَةِ الْعُلُوِّ وَالْكَمَالِ وَالْاٰخَرُ فِيْ نِهَايَةِ الدَّنَاءَةِ وَالنُّقْصَانِ وَفِي الثَّالِثِ اِيْمَاءٌ اِلٰى اَوْلَوِيَّةِ التَّاَمُّلِ بِاَنْ لَا يَقُوْلَ مَا لَمْ يَتَاَمَّلْ فِيْهَا يُرِيْدُ اَنْ يَقُوْلَ وَفِي الرَّابِعِ اِلٰى اَنَّهٗ جَدِيْرٌ اَنْ يَّنْتَظِرَ اَحَدُ الْمُتَخَاصِمَيْنِ اِلٰى اَنْ تَمَّ كَلَامُ الْاٰخَرِ لَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ فِيْ خِلَالِ كَلَامِهٖ وَفِي الْاِصْطِلَاحِ. يقال بقوله

ترجمہ: مناظرہ یا تو نظیر سے ماخوذ ہے اس اعتبار سے کہ دونوں کا ماخذ ایک ہے یا نظر سے ماخوذ ہے یعنی گہری نظر رکھنا یا اس معنی میں کہ نفس کا معقولات کی طرف متوجہ ہونا اور اس میں سوچ وبچار کرنا یا انتظار کرنے کے معنی میں ہے یا مقابلہ کے معنی میں ہے یعنی آمنے سامنے ہونا اور وجہ مناسبت مخفی نہیں۔ پہلے ماخذ ہونے کی صورت میں اس طرف اشارہ ہے کہ دو مناظرہ کرنے والوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ ایک جیسے ہوں اس طور پر کہ ایک بلندی اور کمال

www.besturdubooks.net

کے مقام پر اور دوسرا پست اور کم درجے کا نہ ہو۔ اور تیسری صورت میں غور وفکر کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے اس طور پر کہ جو بات مناظر کہنا چاہے وہ سوچ و بچار کے بغیر نہ کہے اور چوتھی صورت میں اس طرف اشارہ ہے کہ فریقین میں سے ہر ایک اس بات کا خیال رکھے کہ دوسرے شخص کا کلام مکمل ہونے سے پہلے درمیان میں بات نہ کرے۔

تشریح: مناظرہ کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ میں مناسبت:

اگر مناظرہ کا لغوی معنیٰ ہو تو اصطلاحی معنیٰ کے ساتھ مناسبت یہ ہوگی کہ دونوں مناظر ہم پلہ ہونے چاہییں، ایسا نہ ہو کہ ایک تو انتہائی بلند مرتبہ ومقام میں ہو اور دوسرا بالکل کم مرتبہ ہو۔ بلکہ دونوں مناظر مروجہ علوم سے فارغ التحصیل ہوں تیسرا معنیٰ نفس کا معقولات کی طرف متوجہ ہونا یہ بتلاتا ہے کہ مناظرے میں غور وفکر ضروری ہے۔ چوتھا معنیٰ "انتظار" کے پیش نظر ضروری ہے کہ ایک مناظر دوسرے مناظر کی بات مکمل ہونے کا انتظار کرے، اس کے کلام کے درمیان بولنا مناسب نہیں ہے۔

فائدہ: شارح کی بیان کردہ مناسبتیں مناظرہ کے چند آداب پر بھی روشنی ڈال رہی ہیں۔

تَوَجُّهُ الْمُتَخَاصِمَيْنِ فِي النِّسْبَةِ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ اِظْهَارًا لِلصَّوَابِ.

ترجمہ: اصطلاح میں مناظرہ کہتے ہیں کہ فریقین کا دو چیزوں کے درمیان درست نسبت ظاہر کرنے کے لیے غور وفکر۔

تشریح: اس عبارت میں سید السند رحمہ اللہ نے مناظرہ کی اصطلاحی تعریف ذکر کی ہے۔

تعریف: فریقین کا کسی قضیہ میں درستگی کے اظہار کے لیے غور کرنا۔

يُرِيْدُ قُدِّسَ سِرُّهٗ أَنَّ الْمُتَخَاصِمَيْنِ أَيِ اللَّذَيْنِ مَطْلَبُ أَحَدِهِمَا غَيْرُ مَطْلَبِ الْاٰخَرِ اِذَا تَوَجَّهَا فِي النِّسْبَةِ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ اللَّذَيْنِ أَحَدُهُمَا مَحْكُوْمٌ عَلَيْهِ وَالْاٰخَرُ مَحْكُوْمٌ بِهٖ وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ التَّوَجُّهُ فِي النَّفْسِ كَمَا كَانَ لِلْحُكَمَاءِ الْاِشْرَاقِيِّيْنَ.

ترجمہ: مصنف رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ فریقین یعنی وہ دو شخص جن کی مراد ایک دوسرے کے خلاف ہو، جب غور وفکر کریں تو ایسی دو چیزوں میں جن میں سے ایک محکوم علیہ اور دوسرا محکوم بہ

www.besturdubooks.net

ہو۔ اگرچہ یہ غور وفکر کرنا نفس میں ہی ہو، جیسے حکماء اشراقیین کا طریقہ ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے مصنف رحمہ اللہ کی عبارت میں مذکور الفاظ "متخاصمین، شیئین اور توجہ" کی وضاحت کی ہے کہ متخاصمین سے مراد وہ دو شخص ہیں جن کا مطلب اور دعویٰ ایک دوسرے کے مخالف ہو۔ شیئین سے محکوم علیہ اور محکوم بہ مراد ہیں اور توجہ میں عموم ہے۔ قضایا ملفوظہ میں ہو یا معقولہ میں۔ تو اس علم کا فائدہ یہ ہوگا کہ مناظرہ کی یہ تعریف اشراقیہ کے درمیان ہونے والے مناظروں کو بھی شامل ہو جائے گی۔

وَكَانَ غَرَضُهُمَا مِنْ ذٰلِكَ اِظْهَارُ الْحَقِّ وَالصَّوَابُ يُسَمّٰى ذٰلِكَ التَّوَجُّهُ مُنَاظَرَةً فِي الْاِصْطِلَاحِ.

ترجمہ: اگر دونوں کی غرض اس سوچ و بچار سے حق بات اور درستگی کو ظاہر کرنا ہو تو اس غور وفکر کو اصطلاح میں مناظرہ کہتے ہیں۔

تشریح: اس عبارت میں یہ اشارہ ہے کہ اظہار الحق والصواب کان کی خبر ہے۔

شارح کی تشریحات کی روشنی میں مناظرہ کی تعریف:

دو فریقین جن کا دعویٰ ایک دوسرے کے مخالف ہو جب قضایا ملفوظہ یا معقولہ کی نسبت میں اظہار صواب کے لیے غور کریں تو یہ غور کرنا مناظرہ ہوگا۔

وَ اَوْرَدَهٰهُنَا سُؤَالَانِ اِنْ تَاَمَّلْتَ فِيْمَا تَلَوْنَا عَلَيْكَ يَظْهَرُ لَكَ انْدِفَاعُهُمَا اَحَدُهُمَا اَنَّ الْغَرَضَ مِنْ تَوَجُّهِ كُلٍّ مِّنَ الْمُتَخَاصِمَيْنِ اَوْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا قَدْ يَكُوْنُ تَغْلِيْظُ صَاحِبِهٖ وَ اِلْزَامُهٗ فَقَطْ وَلَا يَدْخُلُ فِيْ هٰذَا التَّعْرِيْفِ فَلَا يَكُوْنُ جَامِعًا. وَ ثَانِيْهِمَا اَنَّهٗ اِذَا فُرِضَ مُنَاظِرٌ اِنْ بَلَغَ حَالُهُمَا فِيْ غَايَةِ التَّصْفِيَةِ اِلٰى اَنْ يَّعْلَمَ كُلٌّ مَا فِيْ ضَمِيْرِ صَاحِبِهٖ وَ يُنَاظِرُ كُلٌّ فِيْ نَفْسِهٖ مَعَ الْاٰخَرِ مُنَاظَرَةً. كَالْمُنَاظَرَةِ الْوَاقِعَةِ بَيْنَ الْحُكَمَاءِ الْاِشْرَاقِيِّيْنَ لَا يَصْدُقُ التَّعْرِيْفُ عَلٰى مِثْلِ هٰذِهِ الْمُنَاظَرَةِ لِاَنَّ الْخُصُوْمَةَ قَوْلُ كُلٍّ خِلَافَ مَا يَقُوْلُهُ الْاٰخَرُ.

ترجمہ: یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں اگر آپ پچھلے مضمون پر غور کریں تو ان کا جواب واضح

www.besturdubooks.net

ہو جائے گا۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کبھی فریقین یا ان میں سے کسی ایک کا مقصد یا دونوں مقصد دوسرے کو غلط قرار دینا یا دوسرے پر الزام دینا ہوتا ہے تو یہ بحث مباحثہ اس تعریف میں داخل ہی نہ ہوگا، لہٰذا تعریف جامع نہ ہوگی۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ مثال کے طور پر مناظرہ کرنے والے باطن کی صفائی میں اس انتہا کو پہنچے ہوں کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے مافی الضمیر کو جان جائے اور ہر ایک دوسرے سے دل ہی دل میں مناظرہ کرے جیسا کہ حکماء اشراقیین کرتے ہیں۔ تو اس پر بھی مناظرہ کی یہ تعریف صادق نہیں آتی۔ کیوں کہ خصومت تب ہوتی ہے کہ ایک کا قول دوسرے کے خلاف ہو (اور یہاں قول پایا ہی نہیں گیا)۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مناظرہ کی اس تعریف پر دو اعتراض ہوتے ہیں اور ذرا سی توجہ ان اعتراضات کو رفع کر سکتی ہے۔

اعتراض نمبر ۱: مناظرے میں سے بعض دفعہ کسی کی غرض اظہارِ حق نہیں بلکہ دوسرے کی تغلیط ہوتی ہے۔ لیکن اس تعریف میں مناظرہ کی غرض اظہارِ حق بتائی گئی ہے۔ لہٰذا یہ تعریف مناظرہ کی مذکورہ بالا قسم کو شامل نہ ہونے کی وجہ سے جامع نہیں۔

اعتراض نمبر ۲: بعض مناظرین الفاظ میں نہیں بلکہ باطن میں غور کرتے ہیں (جب دونوں مناظر اشراقیہ ہوں) لہٰذا یہ تعریف ایسے مناظرے کو شامل نہیں۔

جواب سوال نمبر ۱: پہلے سوال میں مذکور مناظرہ اصطلاحی مناظرہ نہ ہونے کی وجہ سے تعریف کے تحت داخل ہی نہیں اور تعریف کی جامعیت کے لیے صرف معرف کے افراد کو حاوی ہونا ضروری ہوتا ہے اور دوسرا اعتراض لفظِ "توجہ" کی وجہ سے پیدا ہوا تھا تو شارح رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعریف میں جو عموم کیا ہے اس میں غور و فکر کرنا اس اعتراض کو رفع کر سکتا ہے۔

ثُمَّ الْمُرَادُ بِالنِّسْبَةِ الْخَبَرِيَّةُ اَعَمُّ مِنْ اَنْ تَكُوْنَ حَمْلِيَةً اَوْ اِتِّصَالِيَةً اَوْ اِنْفِصَالِيَةً.

ترجمہ: نسبت سے مراد نسبت خبریہ ہے چاہے حملیہ ہو، اتصالیہ ہو یا انفصالیہ ہو۔

تشریح: نسبتِ حملیہ: جس میں ایک امر کو دوسرے امر کے لیے ثابت کیا گیا ہو۔ مقدم اور تالی کے درمیان اتصال یعنی تالی کے ثبوت کا دعویٰ مقدم کے ثبوت کی تقدیر پر ہو تو یہ نسبت اتصالیہ کہلاتی ہے۔

www.besturdubooks.net

نسبتِ انفصالیہ: مقدم اور تالی کے درمیان تنافی کا ثبوت ہو۔ چناں چہ نسبتِ حملیہ کے دعویٰ میں مناظرہ اس امر پر ہوگا کہ محمول موضوع کے لیے ثابت ہے یا نہیں اور اتصالیہ میں اس بات پر کہ تالی مقدم کی تقدیر پر ثابت ہے یا نہیں اور انفصالیہ میں اس امر پر مناظرہ ہوگا کہ مقدم اور تالی کے درمیان تنافی ہے یا نہیں۔

وَ اعْلَمْ اَنَّهٗ كَانَ آدَابُ الْمُصَنِّفِيْنَ أَنْ يُّعَرِّفُوا الْمُنَاظَرَةَ وَالْآدَابَ بِقَوْلِهِمْ هِيَ النَّظْرُ مِنَ الْجَانِبَيْنِ فِي النِّسْبَةِ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ إِظْهَارًا لِلصَّوَابِ وَ لَمَّا كَانَ يَرِدُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنَّ النَّظْرَ مِنَ الْجَانِبَيْنِ لَا يَصْدُقُ عَلٰى مَا إِذَا اقْتَصَرَ السَّائِلُ عَلٰى مُجَرَّدِ الْمَنْعِ وَ اَيْضًا اَنَّ الْجَانِبَيْنِ اَعَمُّ مِنَ الْمُتَخَاصِمَيْنِ وَالْمُنَاظَرَةُ لَا تُوْجَدُ إِلَّا بَيْنَهُمَا وَإِنْ كَانَ دَفْعُ الْاَوَّلِ بِإِرَادَةِ الْتِفَاتِ النَّفْسِ إِلَى الْمَعَانِيْ مِنَ النَّظْرِ دُوْنَ تَرْتِيْبِ أُمُوْرٍ مَّعْلُوْمَةٍ لِلتَّأَدِّيْ إِلٰى مَجْهُوْلٍ وَ دَفْعِ الثَّانِيْ بِإِرَادَةِ الْمُتَخَاصِمَيْنِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ بِحَسْبِ مُتَفَاهَمِ الْعُرْفِ عَدَلَ الْمُصَنِّفُ قُدِّسَ سِرُّهٗ عَنِ الْقَيْدَيْنِ وَ ذَكَرَ مَا لَا يَرِدُ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّمَّا ذُكِرَ.

ترجمہ: جان لیجیے کہ مصنّفین کی عادت یہ ہے کہ وہ مناظرہ اور آداب کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ مناظرہ دو چیزوں کے درمیان درستگی کو ظاہر کرنے کے لیے جانبین سے نسبت میں غور کرنے کو کہتے ہیں۔ جب اس تعریف پر اعتراض ہوتا ہے کہ جانبین کی طرف سے غور و فکر اس وقت صادق نہیں آتی جب سائل محض منع کرنے پر اکتفا کرے، اسی طرح جانبین اعم ہے متخاصمین سے، حالاں کہ مناظرہ تو متخاصمین کے درمیان ہی ہوتا ہے۔ پہلے کا جواب دینا اس طرح ممکن ہے کہ نظر سے مراد محض نفس کا نفس کے معانی کی طرف متوجہ ہونا ہے نہ کہ امور معلومہ کو ترتیب دینا تا کہ مجہول تک پہنچائے، اور دوسرے کا جواب اس طرح ممکن ہے کہ جانبین سے مراد متخاصمین ہیں۔ یہ مراد لینا مناظرین کے اپنے عرف کے مطابق ہے۔ مصنف قدس سرہ نے دونوں قیود سے عدول کیا اور ایسی بات ذکر کی ہے جس پر ان اعتراضات میں سے کچھ بھی وارد نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.net

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے مصنف کی تعریفِ مناظرہ کا دیگر مصنفین کی بیان کردہ تعریف سے موازنہ کیا ہے۔

ملحوظہ: شارح رحمہ اللہ کئی مقامات پر مصنف کی عبارات کا دیگر مصنفین کی عبارات سے اولویت موازنہ کریں گے لیکن مقصود مصنف کی عبارات کی توجیہ ہے نہ کہ دیگر مصنفین کی عبارات کی تغلیط۔ چناں چہ شارح رحمہ اللہ نے مصنف کی تعریف میں مذکور لفظ "توجہ اور متخاصمین" کا موازنہ دیگر مصنفین کی تعریف میں مذکور لفظ "نظر اور جانبین" سے کیا ہے کہ اس تعریف میں لفظ "نظر" خاص ہے، یعنی "ترتیب امور معلومہ" کے معنیٰ میں ہے اور مصنف رحمہ اللہ کی تعریف میں مذکور لفظ "توجہ" عام ہے۔ اور مقصودِ مقام بھی عام ہے اور مشہور تعریف میں مذکور لفظ "جانبین" خاص ہے، جو استاد اور شاگرد کی گفتگو کو بھی شامل ہے اور اس گفتگو کا مقصد اظہارِ صواب نہیں بلکہ افہام وتفہیم ہوتا ہے، لیکن مصنف کی تعریف میں لفظ "متخاصمین" خاص ہونے کی وجہ سے ایسی گفتگو کو شامل نہیں۔ چناں چہ شارح رحمہ اللہ نے لفظ "نظر" میں یہ تاویل کی ہے کہ نظر بھی عام معنیٰ "التفاتِ نفسی" میں استعمال ہوا ہے اور دوسرے لفظ "جانبین" میں یہ تاویل کی ہے کہ یہ بھی خاص معنیٰ "متخاصمین" میں استعمال ہوا ہے جو کہ اہلِ فن کے ہاں اسی معنیٰ میں متعارف ہے مذکورہ تاویلات کے مطابق یہ تعریف بھی اگرچہ صحیح ہے لیکن مصنف کی عبارت ایسی صاف ہے کہ وہ ان اعتراضات سے سالم ہے۔

ثُمَّ اعْتُرِضَ عَلَيْهِ بِأَنَّهُ قَدْ يَظْهَرُ أَنَّ الْمُنَاظِرَ غَيْرُ مُصِيبٍ فَخَرَجَ بِقَوْلِهِ إِظْهَارًا لِلصَّوَابِ وَلَا يَخْفَى مَا فِيهِ مِنَ الرَّكَاكَةِ حَيْثُ لَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ الشَّيْءِ غَرَضًا مِنْ فِعْلٍ أَنْ يُوجَدَ ذٰلِكَ الْغَرَضُ عَقِيبَ ذٰلِكَ الْفِعْلِ كَمَا كَانَ غَرَضُ ذٰلِكَ الْمُعْتَرِضِ مِنْ عَرْضِ هٰذَا الْكَلَامِ تَخْطِئَةَ الْمُعَرِّفِ الْعَلَّامِ وَلَمْ يَحْصُلْ مَا قَصَدَهُ مِنَ الْمُرَامِ.

ترجمہ: پھر اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ مناظر درستگی کو نہیں پہنچتا تو یہ صورت نکل جائے گی۔ مصنف کے قول "اظہارا للصواب" سے اور اس میں جو کمزوری ہے وہ کسی سے مخفی نہیں کیوں کہ کسی بھی فعل کی غرض کا فعل کے بعد پایا جانا ضروری نہیں، جیسا کہ اس

www.besturdubooks.net

معترض کی غرض مصنف علام کے اس کلام کا خطا ثابت کرنا ہے، جس کا قصد اس معترض نے کیا تھا وہ حاصل نہیں ہوا۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے متن پر ہونے والے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ مناظرہ کی غرض اظہار صواب بتائی گئی ہے۔ جب کہ بسا اوقات مناظر کا درشتگی پر ہونا ظاہر نہیں ہوسکتا لہٰذا مناظرے کی مذکورہ تعریف اس قسم کے مناظروں کو شامل نہ ہونے کی وجہ سے جامع نہیں۔

جواب میں شارح رحمہ اللہ نے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ غرض فعل کا فعل پر ترتب ضروری نہیں مثلاً اعتراض مذکور سے معترض کی غرض مصنف کی تعریف کا ابطال ہے جو نہیں ہوسکا۔

وللہ در المصنف رحمہ اللہ حیث عَرَّفَ الْمُنَاظَرَةَ عَلٰی وَجْهٍ يَفْهَمُ مِنْهُ الْمُنَاظِرُ الْعِلَلَ الْاَرْبَعَ لَهَا فَإِنَّ التَّوَجُّهَ عِلَّةٌ صُوْرِيَّةٌ وَالْمُتَخَاصِمَيْنِ عِلَّةٌ فَاعِلِيَّةٌ وَالنِّسْبَةُ عِلَّةٌ مَادِّيَّةٌ وَ اِظْهَارُ الصَّوَابِ عِلَّةٌ غَائِيَّةٌ وَالْقَيْدُ الْاَخِيْرُ اِحْتِرَازٌ عَنِ الْمُجَادَلَةِ وَالْمُكَابَرَةِ فَالْاَوَّلُ مَا فَسَّرَهٗ بِقَوْلِهٖ۔

ترجمہ: اور اللہ کی طرف سے مصنف رحمہ اللہ کا کمال ہے کہ انہوں نے مناظرے کی تعریف اس انداز سے کی ہے کہ جس سے مناظر مناظرے کی علل اربعہ سمجھ سکتا ہے تو لہٰذا غور و فکر کرنا علت صوریہ ہے اور متخاصمین علت فاعلیہ ہے اور نسبت مادیہ اور اظہار صواب علت غائیہ ہے اور آخری قید مجادلہ اور مکابرہ سے احتراز کے لیے ہے۔ چناں چہ اول جس کو اپنے اس قول سے بیان کیا۔

وَالْمُجَادَلَةُ هِيَ الْمُنَازَعَةُ لَا لِاِظْهَارِ الصَّوَابِ بَلْ لِاِلْزَامِ الْخَصْمِ۔

ترجمہ: اور مجادلہ اور منازعہ ہے خصم پر الزام عائد کرنے کے لیے نہ کہ اظہار صواب کے لیے۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ نے مجادلہ کی تعریف کی ہے کہ وہ ایک ایسا جھگڑا ہے کہ جس کی غرض اظہار صواب نہیں، بلکہ الزام خصم ہے، تفصیل شرح میں آرہی ہے۔

فَاِنْ كَانَ الْمُجَادِلُ مُجِيْبًا كَانَ سعيه اَنْ لَّا يَلْزَمَ وَ يَسْلَمَ عَنْ اِلْزَامِ الْغَيْرِ اِيَّاهُ وَ

www.besturdubooks.net

اِنْ كَانَ سَائِلًا كَانَ سَعْيُهٗ أَنْ يَّلْزَمَ الْغَيْرَ.

ترجمہ: اگر مجادلہ کرنے والا مجیب ہوتو اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ لاجواب نہ ہو اور جو الزام سائل نے اس پر لگایا ہے اس سے محفوظ رہے۔ اور اگر سائل ہوتو اس کی کوشش خصم پر الزام لگانا ہوتی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے مجادلہ کی تشریح کی ہے جو ترجمہ سے واضح ہے۔

وَ قَدْ يَكُوْنُ السَّائِلُ وَالْمُجِيْبُ كِلَاهُمَا مُجَادِلَيْنِ فَلِذَا قَالَ قُدِّسَ سِرُّهٗ وَهِيَ الْمُنَازَعَةُ الَّتِيْ تَدُلُّ عَلَى الْمُشَارَكَةِ وَ اَمَّا اِذَا كَانَ الْمُجَادِلُ أَحَدُهُمَا فَلَمَّا كَانَ مِنْ شَأْنِ غَيْرِ الْمُجَادِلِ أَنْ لَا يَتَوَجَّهَ اِلٰى قَوْلِ الْمُجَادِلِ وَ يَعْرِضَ عَنْهُ غَلَبَ الْمُجَادِلَ وَ أَطْلَقَ صِيْغَةَ الْمُشَارَكَةِ.

ترجمہ: اور کبھی سائل اور مجیب دونوں مجادل ہوتے ہیں اسی وجہ سے مصنف قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ منازعہ مشارکت پر دلالت کرتا ہے۔ اور جب مجادل دونوں میں سے ایک ہوتو غیر مجادل کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ مجادل کی بات کی طرف دھیان نہ کرے اور اس سے اعراض کرے۔ مصنف رحمہ اللہ نے مجادل کو غلبہ دیتے ہوئے تغلیباً مشارکت کے صیغہ مجادلہ کا اطلاق کیا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے ایک فائدہ بیان کیا ہے کہ لفظ "منازعت" باب مفاعلہ سے ہے جس کا خاصہ مشارکت ہے اگر سائل و مجیب دونوں مجادل ہوں تو لفظ کا استعمال برمحل ہے، لیکن اگر کوئی ایک مجادل ہوتو پھر اس کا استعمال محل نظر ہے چناں چہ شارح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں غیر مجادل کو اس سے بچنا چاہیے تھا، لیکن وہ اس سے اعراض نہیں کرسکا گویا مجادل اس پر غالب آ گیا اس لیے تغلیباً دونوں کو مجادل کہہ دیا گیا ہے۔

وَالثَّانِيْ مَا بَيَّنَهٗ بِقَوْلِهٖ وَالْمُكَابَرَةُ هٰذِهٖ اَيِ الْمُنَازَعَةُ لَا لِاِظْهَارِ الصَّوَابِ.

ترجمہ: اور دوسرے کو اپنے قول "المکابرة هذه" کے ساتھ بیان فرمایا ہے یعنی وہ منازعہ کرنا ہے نہ کہ اظہار حق۔

www.besturdubooks.net

إِلَّا أَنَّهُ لَا لِإِلْزَامِ الْخَصْمِ أَيْضًا كَمَا أَنَّهُ لَيْسَ لِإِظْهَارِ الصَّوَابِ وَ تَذْكِيْرُ الضَّمِيْرِ فِيْ أَنَّهُ لِأَنَّ الْمَصْدَرَ ذَا التَّاءِ يُذَكَّرُ وَيُؤَنَّثُ.

ترجمہ: مگر یہ بھی الزام خصم کے لیے نہیں ہے جیسا کہ یہ اظہار حق کے لیے نہیں ہوتا اور "انہ" میں ضمیر مذکر کی لائے ہیں کیوں کہ وہ مصدر جس کے آخر میں ۃ ہو وہ مذکر و مؤنث ہونے میں برابر ہے۔

تشریح: اس عبارت میں ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ انہ میں ضمیر کا (مرجع) مکابرہ ہے ضمیر اور مرجع میں تذکیر اور تانیث کی مطابقت نہیں۔ شارح رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ مکابرہ مصدر ذا التاء ہے اور مصادر مذکر و مؤنث نہیں ہوتے لہٰذا ان کی طرف دونوں طرح کی ضمیروں کا لوٹانا صحیح ہے۔

ثُمَّ * لَمَّا فَرَغَ مِنْ تَعْرِيْفِ الْمُنَاظَرَةِ وَ ضِدَّيْهَا الَّذَيْنِ بِهِمَا تَبَيَّنَ حَقِيْقَتُهَا كَمَا قَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ حَقَائِقُ الْأَشْيَاءِ تَتَبَيَّنُ بِأَضْدَادِهَا وَ كَانَ النَّقْلُ مِنَ الْكِتَابِ أَوْ مِنَ الثِّقَةِ فِيْ زَمَانِنَا أَوْلٰى مِنَ الْإِثْبَاتِ بِالدَّلِيْلِ لِكَوْنِهِ مُفْضِيًا إِلٰى كَثْرَةِ النِّزَاعِ أَرْدَفَهُ بِتَعْرِيْفِهِ. فَقَالَ

ترجمہ: مصنف رحمہ اللہ جب مناظرہ اور مناظرہ کی دونوں ضدوں کہ جن سے مناظرے کی حقیقت واضح ہوتی ہے کی تعریفوں سے فارغ ہوئے جیسا محققین نے کہا ہے چیزوں کی حقیقت اپنی اضداد سے واضح ہوتی ہیں وکان النقل۔ ہمارے زمانہ میں کتاب یا کسی ثقہ سے نقل کرنا ثابت بالدلیل سے اولی ہے کیوں کہ دلیل سے ثابت کرنا کثرت نزاع کی طرف لے جانے والا ہے۔ تو مناظرہ کے ساتھ نقل کی تعریف ذکر کی۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے ایک فائدہ بیان کیا ہے جس سے مصنف رحمہ اللہ کی عبارت میں ربط بھی معلوم ہورہا ہے۔ شارح رحمہ اللہ کے زمانے میں ریا اور عجب کی کثرت کی وجہ سے دلائل عقلیہ چوں کہ مفضی الی النزاع ہیں اس لیے دلائل عقلیہ کی بجائے حوالہ جات کا پیش

* اس قسم کی عبارات سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ آئندہ عبارت سابقہ کی تتمہ نہیں بلکہ مستقل بحث ہے۔

www.besturdubooks.net

کرنا اولیٰ ہے۔ چناں چہ مناظرہ کے پہلو میں تعریف نقل ذکر کرنے کی وجہ نقل کی اولویت ہے۔

وَالنَّقْلُ هُوَ الْاِتْيَانُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ بِحَسَبِ الْمَعْنٰى مُظْهِرًا اَنَّهٗ قَوْلُ الْغَيْرِ يُرِيْدُ اَنَّهٗ لَا يَلْزَمُ فِي النَّقْلِ الْاِتْيَانُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ بِحَيْثُ لَا يَتَغَيَّرُ لَفْظُهٗ بَلْ اِنَّمَا يَلْزَمُ الْاِتْيَانُ بِهٖ عَلٰى وَجْهٍ لَّا يَتَغَيَّرُ مَعْنَاهُ وَ مَعَ ذٰلِكَ يَلْزَمُ اِظْهَارُ اَنَّهٗ قَوْلُ الْغَيْرِ كَاَنْ يَقُوْلَ مَثَلًا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلنِّيَّةُ فِي الْوُضُوْءِ لَيْسَتْ بِفَرْضٍ وَ اَمَّا الْاِتْيَانُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ عَلٰى وَجْهٍ لَّا يَظْهَرُ مِنْهُ اَنَّهٗ قَوْلُ الْغَيْرِ لَا صَرِيْحًا وَلَا ضِمْنًا وَلَا كِنَايَةً وَلَا اِشَارَةً فَهُوَ اِقْتِبَاسٌ وَالْمُقْتَبَسُ مدع فِي اِصْطِلَاحِهِمْ.

ترجمہ: غیر کے قول کو نقل کرنا جیسا کہ وہ معنی کے لحاظ سے ہے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ وہ قول غیر کا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ نقل میں قولِ غیر کو پیش کرنے میں ضروری نہیں کہ لفظ بھی متغیر نہ ہو بلکہ اس طور پر پیش کرنا ضروری ہے کہ اس کے معنی میں تغیر نہ ہو اس کے ساتھ اظہار کرنا ضروری ہے کہ وہ غیر کا قول ہے۔ مثلاً وہ کہے: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: نیت وضو میں فرض نہیں ہے اور قولِ غیر کو اس اس طور پر پیش کرنا کہ اس کا قولِ غیر ہونا ظاہر نہ ہو نہ صراحتاً نہ ضمناً نہ کنایۃً نہ اشارۃً تو وہ اقتباس ہے اور مقتبس مناظرین کی اصطلاح میں مدعی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے نقل کی تعریف میں ذکر کردہ قیود کے فوائد بیان کیے ہیں چناں چہ قید "بقول الغیر علی ماھو علیہ بحسب المعنٰی" کے بارے میں فرمایا کہ یہ قید اس بات کو بتاتی ہے کہ حوالہ میں بلفظہٖ نقل ضروری نہیں بلکہ ادائے معنی کافی ہے اگرچہ عبارت مغیر ہو جائے۔ قید نمبر دو "مظھرا انہ قول الغیر" کے متعلق فرمایا کہ اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ یہ غیر کا قول ہے۔ اگر یہ امر صراحتاً یا ضمناً ظاہر نہ ہو تو یہ نقل نہیں بلکہ اقتباس ہوگا اور مقتبس مناظرین کی اصطلاح میں مدعی ہے اور مدعی اور ناقل کے احکام جدا جدا ہیں مدعی کے ذمہ دلائل اور ناقل کے ذمہ تصحیح حوالہ ہے۔

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّهٗ بَعْدَ مَا نَقَلَ اَحَدُ الْمُتَخَاصِمَيْنِ قَوْلًا اِنْ كَانَتْ صِحَّتُهٗ وَ كَوْنُهٗ

www.besturdubooks.net

مُطَابِقًا لِلْوَاقِعِ مَعْلُوْمَةً لِلْاٰخَرِ فَلَا يَصِحُّ طَلَبُ تَصْحِيْحِهٖ فَاِنَّهٗ مَعَ الْعِلْمِ بِذٰلِكَ لَوْ طَلَبَ تَصْحِيْحَهٗ كَانَ مُكَابِرًا اَوْ مُجَادِلًا وَاِنْ لَمْ تَكُنْ مَعْلُوْمَةً لَا بُدَّ لَهٗ مِنْ طَلَبِ التَّصْحِيْحِ وَاِلَّا لَمْ يَكُنْ مُنَاظِرًا وَلِهٰذَا اَرْدَفَ قُدِّسَ سِرُّهٗ تَعْرِيْفَ النَّقْلِ بِتَعْرِيْفِ التَّصْحِيْحِ.

ترجمہ: متخاصمین میں سے کسی ایک قول کو نقل کرنے کے بعد اگر دوسرے متخاصم کو اس قول منقول کی صحت یا واقعہ کے ساتھ مطابقت معلوم ہے تو دوسرے متخاصم کو قول غیر کی تصحیح کا مطالبہ کرنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ صحتِ نقل کے علم کے باوجود اس نے تصحیح کا مطالبہ کیا تو وہ مجادل یا مکابر ہوگا۔ اور اگر دوسرے متخاصم کو معلوم نہیں تو اس کے لیے طلب تصحیح ضروری ہے ورنہ وہ مناظر نہ ہوگا۔ اس لیے مصنف تعریفِ نقل کے پہلو میں تصحیح نقل کی تعریف کو لے آئے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے فائدہ بیان کیا ہے کہ اس سے مصنف کی عبارتوں کے درمیان ربط بھی معلوم ہو گیا یعنی متخاصمین میں سے کوئی حوالہ دیتا ہے تو دوسرے متخاصم کو اگر وہ حوالہ معلوم ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس حوالے کی سند طلب نہ کرے۔ کیوں کہ مطالبہ کی صورت میں وہ مجادل یا مکابر شمار ہوگا۔ اگر حوالہ معلوم نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ حوالہ طلب کرے ورنہ وہ مناظر نہ رہے گا۔ کیونکہ وہ اپنی ذمہ داری نہیں نبھا رہا۔ نقل میں چوں کہ حوالے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے، اس لیے مصنف نے نقل کے بعد تصحیح نقل کی تعریف بیان کی ہے۔

فَقَالَ تَصْحِيْحُ النَّقْلِ هُوَ بَيَانُ صِدْقِ نِسْبَةِ مَا اَيْ قَوْلٍ نُسِبَ اِلَى الْمَنْقُوْلِ عَنْهُ وَقَوْلُهٗ تَصْحِيْحُ النَّقْلِ اَوْلٰى مِنْ قَوْلِ الْقَاضِي الْعَضُدِ صِحَّةَ النَّقْلِ لِاَنَّ الظَّاهِرَ مِنْهُ كَوْنُ النَّقْلِ صَحِيْحًا وَلَا يَطْلُبُ ذٰلِكَ بَلْ يَطْلُبُ التَّصْحِيْحَ وَهُوَ اِظْهَارُ اَنَّ مَا نَسَبَ النَّاقِلُ اِلَى الْمَنْقُوْلِ عَنْهُ مَنْسُوْبٌ اِلَيْهِ فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ فَافْهَمْ وَتَرَكَ الْعَطْفَ لِاَنَّ التَّصْحِيْحَ مِنْ مُتَعَلِّقَاتِ النَّقْلِ.

ترجمہ: تصحیح نقل منقول عنہ کی طرف منسوب قول کی نسبت کی واقعیت کا بیان کرنا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ کا قول "تصحیح النقل" قاضی عضد الدین کے قول صحۃ النقل سے بہتر ہے کیوں کہ اس

www.besturdubooks.net

کا ظاہر تو نقل کا صحیح ہونا ہے جب کہ اس کا مطالبہ نہیں بلکہ مطالبہ تصحیح نقل کا ہوتا ہے اور وہ اس سے ظاہر ہے کہ ناقل نے جو منقول عنہ کی طرف منسوب کیا ہے وہ نفس الامر میں بھی منقول عنہ کی طرف منسوب ہے، خوب سمجھ لیجیے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حرف عطف کو چھوڑ دیا کیوں کہ تصحیح نقل کے متعلقات میں سے ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ نے سید السند کی عبارت کا قاضی عضد الدین کی عبارت سے موازنہ کیا ہے کہ انہوں نے "تصحیح النقل" کی بجائے "صحة النقل" ذکر کر لیا۔

شارح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس تعریف کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ناقل سے حوالے کی صحت اور واقعیت کا مطالبہ کیا جائے گا۔ حالاں کہ ناقل سے حوالے کی صحت کا مطالبہ نہیں بلکہ اس امر کا مطالبہ ضروری ہے کہ منقول عنہ کی طرف جو چیز منسوب ہے اس کی نسبت کی واقفیت

تعریف تصحیح نقل: جو قول ناقل نے منقول عنہ کی طرف منسوب کیا ہے، اس کے بارے میں ثابت کرنا کہ حقیقت اور واقع میں بھی یہ منقول عنہ کی طرف منسوب ہے۔

فائدہ: جو فرقے اپنے کو اہل السنۃ والجماعۃ میں شمار کرتے ہیں ایسے تمام فرقوں کو پابند کیا جائے گا کہ وہ اپنے عقائد اور نظریات کو اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلمہ اصولوں سے ثابت کریں۔ مثلاً اگر کوئی شخص حنفی ہو تو اس کو کہا جائے گا کہ اپنے اس نظریے کو فقہ حنفی کی ظاہر الروایہ اور مفتی بہ قول سے ثابت کرے۔

وَالْمُدَّعِيْ مَنْ هٰذَا أَوْلٰى مِنْ قَوْلِ الْبَعْضِ مَا لِأَنَّ الْمُنَاظَرَةَ تَكُوْنُ بَيْنَ ذَوَاتِ الْعُقُوْلِ نَصَبَ نَفْسَهٗ لِإِثْبَاتِ الْحُكْمِ.

ترجمہ: اور مدعی وہ ہے جو اپنے آپ کو حکم ثابت کرنے کا پابند بنائے اور تعریف میں مَنْ کا استعمال مَا کے استعمال سے بہتر ہے کیوں کہ مناظرہ ذوی العقول کے درمیان ہی ہوتا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مدعی کی تعریف کی ہے، تفصیل شرح میں آ رہی ہے۔

أَيْ تَصَدّٰى لِأَنْ يُّثْبِتَ الْحُكْمَ الْخَبَرِيَّ الَّذِيْ تَكَلَّمَ بِهٖ مِنْ حَيْثُ إِنَّهٗ إِثْبَاتٌ.

ترجمہ: یعنی اس بات کے درپے ہو کہ جس حکم کا اس نے دعویٰ کیا ہے وہ یقیناً ثابت ہے۔

www.besturdubooks.net

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر ایک قید (من حیث انہ إثبات) کا اضافہ کیا ہے جس کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فہمِ مخاطب پر اعتماد کرتے ہوئے چھوڑ دیا تھا شارح کی اس اضافی قید کے تناظر میں مدعی کی تعریف یہ ہوگی: جو اپنے آپ کو حکم خبری متکلم بہ کو ثابت کرنے کا پابند بنائے۔

فَلَا يَرِدُ مَا قِيلَ إِنَّهُ يَصْدُقُ هٰذَا التَّعْرِيفُ عَلَى النَّاقِضِ بِالنَّقْضِ الْإِجْمَالِيِّ وَالْمُعَارِضِ وَهُمَا لَيْسَا بِمُدَّعِيَيْنِ فِي عُرْفِهِمْ لِأَنَّهُمَا لَمْ يَتَصَدَّيَا لِإِثْبَاتِ الْحُكْمِ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ إِثْبَاتٌ بَلْ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ نَفْيٌ لِإِثْبَاتِ حُكْمٍ تَصَدّٰى لِإِثْبَاتِهِ الْخَصْمُ وَمِنْ حَيْثُ إِنَّهُ مُعَارَضَةٌ لِدَلِيلِهِ.

ترجمہ: لہٰذا مدعی کی اس تعریف میں یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ یہ تعریف ناقض اور معارض پر بھی صادق آتی ہے حالاں کہ وہ اہل مناظرہ کی اصطلاح میں مدعی نہیں، کیوں کہ انہوں نے اپنے آپ کو اثباتِ حکم کا پابند نہیں بنایا بلکہ خصم نے جس حکم کو ثابت کیا ہے یہ اس کی نفی کرتے ہیں اور اس کی دلیل سے معارضہ کرتے ہیں۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے "من حیث انہ اثباتٌ" کی قید کا فائدہ بیان کیا ہے کہ یہ قید نہ لگائی جائے تو مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ تعریف ناقض اور معارض پر بھی صادق آتی ہے کیوں کہ وہ بھی اثباتِ حکم کی کوشش کرتے ہیں۔ شارح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگرچہ وہ اثباتِ حکم کی کوشش کرتے ہیں لیکن اثبات کی حیثیت سے نہیں بلکہ ناقض حکم کو اس لیے ثابت کرتا ہے کہ وہ مدعی کے دعویٰ کی دلیل کی نفی کرے اور معارض حکم کو اس لیے ثابت کرتا ہے تاکہ یہ حکم مدعی کی دلیل کے معارض ہو۔ ثابت کرنے کی حیثیت سے حکم کو صرف مدعی ہی حکم ثابت کرتا ہے لہٰذا "من حیث انہ اثبات" قید کی وجہ سے یہ تعریف مدعی پر ہی منحصر رہے گی۔

بِالدَّلِيلِ فِيمَا إِذَا كَانَ الْحُكْمُ نَظَرِيًّا أَوِ التَّنْبِيهِ فِيمَا إِذَا كَانَ بَدِيهِيًّا غَيْرَ أَوَّلِيٍّ.

ترجمہ: دلیل کے ساتھ جب حکم نظری ہو یا تنبیہ کے ذریعہ سے جب حکم بدیہی، غیر اولی ہو۔

تشریح: متن کے درمیان شارح نے دلیل اور تنبیہ کے محل کو متعین کرنے کے لیے اضافی

www.besturdubooks.net

عبارتیں نقل کی ہیں، تفصیل آگے آ رہی ہے۔

قَالَ الْمُصَنِّفُ فِيْمَا نُقِلَ عَنْهُ فِيْهِ مُسَامَحَةٌ لِأَنَّ التَّنْبِيْهَ لَا يُفِيْدُ الْإِثْبَاتَ كَمَا سَيَجِيْءُ تَمَّ كَلَامُهُ.

ترجمہ: شارح فرماتے ہیں کہ ماتن نے جو اس بارے میں نقل کیا ہے اس میں تسامح ہو گیا ہے اس لیے کہ تنبیہ اثبات حکم کا فائدہ نہیں دیتی جیسا کہ مصنف کا کلام آ رہا ہے۔

تشریح: مدعی کی تعریف کے متعلق مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جس میں انہوں نے فرمایا کہ مدعی کی تعریف میں ذرا مسامحت ہے کیونکہ تنبیہ مفید اثبات نہیں۔

فَإِنْ قُلْتَ لَمَّا كَانَ التَّنْبِيْهُ غَيْرُ مُفِيْدٍ لِلْإِثْبَاتِ لَا يَصِحُّ تَعَلُّقُ قَوْلِهِ بِالتَّنْبِيْهِ بِقَوْلِهِ لِإِثْبَاتِ الْحُكْمِ فَكَيْفَ حُكِمَ بِالْمُسَامَحَةِ الَّتِيْ هِيَ إِرَادَةُ خِلَافِ الظَّاهِرِ قُلْتُ يُمْكِنُ تَصْحِيْحُ التَّعَلُّقِ بِإِرَادَةِ عُمُوْمِ الْمَجَازِ فِي الْإِثْبَاتِ بِأَنْ يُرَادَ بِالْإِثْبَاتِ تَمْكِيْنُ الْحُكْمِ فِيْ ذِهْنِ الْمُخَاطَبِ وَ ذٰلِكَ قَدْ يَكُوْنُ بِالْإِثْبَاتِ وَ قَدْ يُوْجَدُ بِالْإِظْهَارِ.

ترجمہ: اگر آپ کہیں کہ تنبیہ اثبات حکم میں مفید نہیں تو ماتن کے قول "بالتنبیہ" کو "لاثبات الحکم" کے ساتھ متعلق کرنا درست نہیں۔ لہٰذا تسامح کا حکم لگانا کیسے درست ہے جو خلاف ظاہر مراد لینے کو کہتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ اثبات سے عموم مجاز مراد لے کر اس کے متعلق کرنا ممکن ہے اس طور پر کہ اثبات سے مراد حکم کو مخاطب کے ذہن میں پختہ کرنا ہے اور یہ کبھی اثبات سے ہوتا ہے کبھی اظہار سے ہوتا ہے۔

تشریح: یہ عبارت منہیہ کی عبارت پر ہونے والے ایک اشکال کا جواب ہے۔

سوال: کہ تنبیہ اثبات میں مفید نہیں لہٰذا تنبیہ کا تعلق مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اثبات الحکم سے صحیح نہیں ہے لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے خود حاشیہ منہیہ میں فرمایا کہ اس کا تعلق اثبات الحکم سے بالتاویل صحیح ہے۔ وہ کون سی تاویل ہے جس کی طرف مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا۔

جواب: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں اثبات عموم مجاز پر محمول ہے، یعنی "تمکین الحکم فی

www.besturdubooks.net

ذهن المخاطب" اور تمکین کبھی اثبات سے ہوگی اور کبھی اظہار سے۔

مدعی کی تعریف:

شارح رحمہ اللہ کی عبارات کے تناظر میں مدعی کی تعریف اس طرح ہوگی جو شخص حکم کو مخاطب کے ذہن میں متمکن کرنے کی کوشش کرے نظری ہونے کی صورت میں تمکین دلیل کے ذریعے اور بدیہی غیر اولی ہونے کی صورت میں تنبیہ کے ذریعے ہوگی۔

ثُمَّ عَرَّفَ مَوْلَانَا عِصَامُ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ فِيْ شَرْحِهٖ لِلرِّسَالَةِ الْعَضُدِيَّةِ الْمُدَّعِيَ بِقَوْلِهٖ: هُوَ مَنْ يُّفِيْدُ مُطَابَقَةَ النِّسْبَةِ لِلْوَاقِعِ وَ قِيْلَ فِيْهِ نَظَرٌ إِذْ هُوَ يَصْدُقُ عَلٰى كُلِّ مَنْ قَالَ بِجُمَلٍ لِإِفَادَتِهَا كُلُّهَا الصِّدْقَ بِالْاِتِّفَاقِ وَلٰكِنْ بَعْضُهَا لَا يَدَّعِيْ بِهَا الصِّدْقَ كَأَطْرَافِ الشَّرْطِيَّاتِ فَلَا يَكُوْنُ التَّعْرِيْفُ مُطَّرِدًا أَقُوْلُ مَعْنٰى كَلَامِهٖ أَنَّ الْمُدَّعِيَ مَنْ تَصَدّٰى نَفْسَهٗ لِإِفَادَةِ مُطَابَقَةِ النِّسْبَةِ الْخَبَرِيَّةِ لِلْوَاقِعِ عَلٰى أَنَّ أَطْرَافَ الشَّرْطِيَّاتِ حِيْنَ كَوْنِهَا أَطْرَافًا لَهَا لَيْسَتْ بِجُمَلٍ۔

ترجمہ: مولانا عصام الملۃ والدین نے رسالہ عضدیہ میں مدعی کی تعریف یہ کی ہے کہ مدعی وہ ہے جو نسبت کو واقع کے مطابق کرنے کا فائدہ دے اور کہا گیا ہے کہ اس میں نظر ہے کیونکہ یہ تعریف ہر اس شخص پر صادق آتی ہے جس نے کئی جملے بولے، کیونکہ سب صدق کا فائدہ دیتے ہیں لیکن بعض جملے ایسے ہیں جن کے صدق کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا، جیسے جمل شرطیہ کے اطراف، لہٰذا تعریف مانع نہ رہی؟ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ مدعی وہ شخص ہے جو اپنی ذات کو نسبت خبریہ کے واقع کے مطابق کرنے کا فائدہ دے جب کہ اطراف شرطیات، اطراف ہونے کی وجہ سے جملے نہیں ہیں۔

تشریح: یہاں سے شارح رحمہ اللہ مصنف رحمہ اللہ کی بیان کردہ تعریف اور ملا عصام کی بیان کردہ تعریف میں موازنہ کرنا چاہتے ہیں۔ ملا عصام نے تعریف یہ بیان کی "هو من يفيد مطابقة النسبة للواقع" یعنی جو نسبت کلامیہ کا نسبت خارجیہ کے ساتھ مطابقت کا فائدہ دے۔ لیکن اس عبارت کے ظاہر پر ایک اعتراض ہوتا ہے کہ اس تعریف کے مطابق مدعی ہر اس شخص کو کہہ

www.besturdubooks.net

سکیں گے جس نے کوئی بھی جملہ بولا کیونکہ تمام جملے صدق کا احتمال رکھتے ہیں۔ تو تمام جملوں کے محتملِ صدق ہونے کی وجہ سے متکلم کوئی بھی جملہ بول کر اپنی ذات کو صدق کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی جملہ بولنے والا مدعی ہے جب کہ اطراف جمل شرطیہ کے صدق کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا اور اس تعریف کے ذریعے اطراف شرطیات پر تکلم کرنے والا بھی اس تعریف میں داخل ہو جاتا ہے حالانکہ وہ مدعی نہیں کہلاتا۔

جواب: شارح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ یہاں پر "من تصدی" والی عبارت محذوف تھی حذف ماننے کے بعد بات پوری ہے کہ جس نے اپنے آپ کو حکم کا پابند کیا اور حکم کے اثبات کا قصد کیا تو کوئی بھی جملہ بولنے والا نسبت کے وقوع کا قصد نہیں کرتا۔ اگر چہ اس میں صدق ہوتا ہے لہٰذا اس پر یہ تعریف صادق نہ آئے گی اس طرح دوسری بات یہ ہے کہ اطراف شرطیہ کے درمیان حکم ہوتا ہی نہیں ہے، کیونکہ ان میں ادوات شرط کے آنے کی وجہ سے حکم باقی نہیں رہتا۔ ان سوالات کے جوابات اگر چہ دیئے جا سکتے ہیں لیکن اس کے ظاہر پر اعتراض ہوتے ہیں اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ایسی صریح ہے کہ اعتراض متوجہ ہی نہیں ہوتا۔

ثُمَّ الْمُدَّعِیْ إِنْ شَرَعَ فِی الدَّلِیْلِ الْإِنِّیِّ یُسَمّٰی مُسْتَدِلًّا وَ إِنْ شَرَعَ فِی الدَّلِیْلِ اللِّمِّیِّ یُسَمّٰی مُعَلِّلًا وَقَدْ یُسْتَعْمَلُ کُلٌّ مِّنْهُمَا مَقَامَ الْآخَرِ بِمَعْنَی الْمُتَمَسِّكِ بِالدَّلِیْلِ مُطْلَقًا.

ترجمہ: پھر مدعی اگر دلیل اِنّی سے کلام کرے تو اسے مستدل اور اگر دلیل لِمّی سے کلام کرے تو اسے معلل کہتے ہیں اور کبھی دونوں ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں اگر دونوں کو مطلقاً دلیل سے استدلال کرنے والے کے معنی میں لیا جائے۔

تشریح: یہاں سے شارح رحمۃ اللہ علیہ ایک فائدہ بیان فرما رہے ہیں فائدہ سے پہلے دلیل لمی اور انی کی تعریف کی جاتی ہے۔

دلیل انّی: مدلول سے علت پر استدلال کرنا دلیل انی ہے، مثلاً دھواں دیکھ کر آگ پر استدلال کرنا۔

www.besturdubooks.net

دلیل لمّی: علت سے معلول پر استدلال کرنا مثلاً آگ کو دیکھ کر دھویں پر استدلال کرنا۔
شارح رحمہ اللہ کے فائدہ کا حاصل یہ ہے کہ دلیل انی سے جو بات پیش کرے اسے مستدل کہتے ہیں اور دلیل لمی سے جو بات پیش کرے اسے معلل کہتے ہیں لیکن کبھی معلل کو مستدل اور مستدل کو معلل بھی کہہ دیا جاتا ہے، کیونکہ معلل اور مستدل دونوں میں ایک معنی مشترک پایا جاتا ہے اور وہ ہے تمسک بالدلیل کیونکہ معلل بھی متمسک بالدلیل ہوتا ہے اور مستدل بھی۔ لہٰذا دونوں ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

وَالسَّائِلُ مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِنَفْيِهٖ أَيْ لِنَفْيِ الْحُكْمِ الَّذِي ادَّعَاهُ الْمُدَّعِيْ بِلَا نَصْبِ دَلِيْلٍ عَلَيْهِ فَعَلٰى هٰذَا يَصْدُقُ عَلَى الْمُنَاقِضِ فَقَطْ وَقَدْ يُطْلَقُ عَلٰى مَا هُوَ أَعَمُّ.

ترجمہ: اور سائل وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو اس کی نفی کے لیے مقرر کرے یعنی اس حکم کی نفی کے لیے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے اس پر دلیل قائم کیے بغیر ہی اور یہ تعریف محض مناقض پر صادق آتی ہے اور کبھی اس سے اعم پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔
تشریح: اس عبارت میں مصنف نے سائل کی تعریف کی ہے۔
فائدہ: فن مناظرہ میں مدعی کے مقابل میں مدعی علیہ نہیں بلکہ سائل ہوتا ہے۔
سائل کی تعریف: جس نے اپنے آپ کو مدعی کے ثابت کردہ حکم کی نفی کرنے کا پابند بنایا نفی پر دلیل قائم کیے بغیر۔
فائدہ: سائل کی تین قسمیں ہیں: (۱) مانع جو دلیل کے کسی معین مقدمہ پر دلیل کا مطالبہ کرے۔ (۲) ناقض جو مدعی کی دلیل کو باطل کرے۔ (۳) معارض جو مدعی کی دلیل کے علی العکس مدلول کو دلیل سے ثابت کرے۔

تعریف مشہور پر اعتراض:

دلیل کی یہ تعریف صرف ناقض پر صادق آتی ہے کیونکہ وہ دلیل قائم نہیں کرتا بلکہ مدعی کی دلیل کی نفی کرتا ہے اور ابطال دلیل کے ضمن میں مدعی کے حکم کی بھی نفی کرتا ہے لیکن معارض پر صادق نہیں آتی کیونکہ اگرچہ وہ ضمناً حکم مدعی کی نفی کرتا ہے لیکن دلیل بھی قائم کرتا ہے اور مانع

www.besturdubooks.net

پر بھی صادق نہیں آتی اس لیے کہ وہ صرف دلیل طلب کرتا ہے حکم کی نفی نہیں کرتا۔ لہٰذا یہ تعریف جامع لجمیع الافراد نہیں چنانچہ اس کمزوری کی طرف مصنف نے قد یطلق کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے کہ سائل کی تعریف ذرا عام لفظوں سے ہونی چاہیے۔

وَهُوَ كُلُّ مَنْ تَكَلَّمَ عَلٰى مَا تَكَلَّمَ بِهِ الْمُدَّعِيْ اَعَمُّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ مَانِعًا اَوْ نَاقِضًا اَوْ مُعَارِضًا.

ترجمہ: اور وہ ہر وہ شخص ہے جو مدعی کے کلام کے برخلاف کلام کرے عام ہے کہ وہ مانع ہو یا ناقض ہو یا معارض ہو۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف کی تجویز کے مطابق سائل کی عام تعریف فرمائی ہے۔ یعنی سائل وہ ہے جو مدعی کے کلام کے خلاف کلام کرے اس تعریف میں کلام ایک عام لفظ ہے جو ہر طرح کی کلام منع نقض اور معارضہ کو شامل ہے۔

فائدہ: تعریف مشہور کی اس کمزوری کی طرف خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے۔

وَالدَّعْوٰى مَا اَيْ قَضِيَّةٌ يَشْتَمِلُ عَلَى الْحُكْمِ اِشْتِمَالَ الْكُلِّ عَلَى الْجُزْءِ الْمَقْصُوْدُ اِثْبَاتُهٗ بِالدَّلِيْلِ اَوْ اِظْهَارُهٗ بِالتَّنْبِيْهِ.

ترجمہ: دعویٰ وہ قضیہ ہے جو حکم پر مشتمل ہو کل کے جزء پر مشتمل ہونے کی طرح اور مقصود اس حکم کا دلیل کے ذریعہ اثبات ہوتا ہے یا تنبیہ کے ذریعے اظہار ہوتا ہے۔

تشریح: دعویٰ وہ قضیہ ہے جو مشتمل علی الحکم ہو اور مقصود اس قضیہ سے اثبات یا اظہار ہو لیکن اثبات بذریعہ دلیل ہوگا اور اظہار بذریعہ تنبیہ ہوگا۔

وَفِيْهِ اَنَّهٗ قَدْ يَكُوْنُ الْحُكْمُ الْمُدَّعٰى بَدِيْهِيًّا اَوَّلِيًّا وَ يُمْكِنُ اَنْ يُّقَالَ اِذَا كَانَ الْحُكْمُ كَذٰلِكَ لَمْ تَتَحَقَّقِ الْمُنَاظَرَةُ لِاَنَّهٗ لَمْ يُنْكِرْهُ اِلَّا مُجَادِلٌ اَوْ مُكَابِرٌ.

ترجمہ: اور حکم مدعیٰ کبھی بدیہی اولی ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ جب حکم اسی طرح ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ مناظرہ محقق نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ مجادل یا مکابر ہو۔

تشریح: اس عبارت میں شارح متن پر ہونے والے اعتراض کا جواب دے رہے ہیں کہ

www.besturdubooks.net

دعویٰ کی یہ تعریف ایسے احکام کو تو شامل ہے جو نظری ہوں اور ایسے احکام کو بھی جو بدیہی غیر اولی ہوں لیکن بدیہی اولی قضایا کو یہ تعریف شامل نہیں ہے۔

جواب: یہ ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ مطلق قضیہ کی تعریف نہیں کرنا چاہ رہے۔ بلکہ ان قضایا جن کو دعویٰ کہتے ہیں جن میں مناظرہ ہوتا ہے ان کی تعریف کرنا چاہتے ہیں اور اگر حکم بدیہی اولی ہو تو اس میں مناظرہ کا تحقق ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ایسے امور کا انکار یا تو مجادلہ ہوگا یا مکابرہ ہوگا۔

وَ يُسَمّٰى ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ إِنَّهٗ يَرِدُ عَلَيْهِ أَوْ عَلٰى دَلِيْلِهِ السُّؤَالُ أَوِ الْبَحْثُ مَسْئَلَةً وَ مَبْحَثًا وَ مِنْ حَيْثُ إِنَّهٗ يُسْتَفَادُ مِنَ الدَّلِيْلِ نَتِيْجَةً وَ مِنْ حَيْثُ إِنَّهٗ قَدْ يَكُوْنُ كُلِّيًّا قَاعِدَةً وَ قَانُوْنًا.

ترجمہ: اور اس کا نام مسئلہ اور مبحث رکھا جاتا ہے اس حیثیت سے کہ اس حکم یا اس کی دلیل پر سوال یا بحث کرنا پڑتی ہے اور نتیجہ کہا جاتا ہے اس حیثیت سے کہ دلیل اس سے مستفاد ہوتی ہے اور قاعدہ اور قانون کہا جاتا ہے اس حیثیت سے کہ کبھی یہ کلی بھی ہوتا ہے۔

تشریح: اب یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ دعویٰ کے مختلف نام بیان فرما رہے ہیں دعویٰ کا ایک نام مسئلہ ہے۔ یہ اس حیثیت سے کہ دعویٰ کی دلیل پر سوالات وارد ہوتے ہیں دوسرا نام مبحث ہے یہ اس وجہ سے کہ چوں کہ اس میں بحث ہوتی ہے، تیسرا نام دعویٰ کا نتیجہ ہے یہ اس وجہ سے کہ دعاوی مستفاد من الدلیل ہوتے ہیں۔ چوتھا نام اس کا قاعدہ اور قانون بھی ہے یہ اس وجہ سے کہ دعویٰ کبھی بصورت کلیہ ہوتا ہے۔

وَالْمَطْلُوْبُ أَعَمُّ مِنَ الدَّعْوٰى تَصَوُّرِيٌّ كَمَاهِيَةِ الْإِنْسَانِ مَثَلًا أَوْ تَصْدِيْقِيٌّ مِثْلُ الْعَالَمُ حَادِثٌ.

ترجمہ: اور مطلوب دعویٰ سے عام ہے تصوری ہو جیسے کہ انسان کی ماہیت یا تصدیقی ہو جیسے العالم حادث۔

تشریح: دعویٰ کے لیے ایک لفظ مطلوب بھی استعمال ہوتا ہے اس کے بارے میں مصنفؒ نے فرمایا کہ وہ دعویٰ سے اعم ہے تصوری ہو یا تصدیقی ہو۔ یعنی دعویٰ کا لفظ خاص طور پر تصدیقات

www.besturdubooks.net

ہی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور مطلوب تصور و تصدیق دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

وَيُسَمّٰى مِنْ حَيْثُ إِنَّهٗ مَوْضِعُ الطَّلَبِ كَأَنَّهٗ يَقَعُ فِيْهِ الطَّلَبُ مَطْلَبًا أَيْضًا،

ترجمہ: اور اسے مطلب بھی کہا جاتا ہے اس حیثیت سے کہ یہ طلب کے لیے وضع ہے گویا طلب اسی میں واقع ہوئی ہے۔

تشریح: دعویٰ کا ایک نام مطلب بھی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ موضع طلب ہے۔

وَقَدْ يُقَالُ الْمَطْلَبُ دُوْنَ الْمَطْلُوْبِ لِمَا يُطْلَبُ بِهِ التَّصَوُّرَاتُ مِثْلَ قَوْلِهِمْ اَلْاِنْسَانُ مَاهُوَ وَالتَّصْدِيْقَاتُ كَمَا يُقَالُ هَلِ الْعَالَمُ حَادِثٌ.

ترجمہ: اور کبھی اسے مطلب بھی کہا جاتا ہے نہ کہ مطلوب کیونکہ اس سے تصورات طلب کیے جاتے ہیں جیسے مناطقہ کا قول الانسان ماھو اور تصدیقات طلب کی جاتی ہیں جیسے ھل العالم حادث۔

تشریح: یہاں سے مطلب کا ایک دوسرا اطلاق بیان کر رہے ہیں یعنی وہ الفاظ جو مختلف اشیاء دریافت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں ان کو بھی مطلب کہا جاتا ہے مثلاً ما اور ھل، ما کی وضع تصورات کو دریافت کرنے کے لیے اور ھل کی وضع تصدیقات دریافت کرنے کے لیے ہے۔

وَلَمَّا كَانَ اِكْتِسَابُ الْمَطْلُوْبِ التَّصَوُّرِيِّ بِالتَّعْرِيْفِ وَاِكْتِسَابُ التَّصْدِيْقِيِّ بِالدَّلِيْلِ وَكَانَتِ التَّصَوُّرَاتُ مُقَدَّمَةً عَلَى التَّصْدِيْقَاتِ قَدَّمَ تَفْصِيْلَ التَّعْرِيْفِ بِحَيْثُ يُعْلَمُ مِنْهُ تَعْرِيْفُ أَقْسَامِهٖ.

ترجمہ: اور جب مطلوب تصوری کا حصول تعریف کے ذریعے اور مطلوب تصدیقی کا حصول دلیل کے ذریعے ہوتا ہے اور تصورات چوں کہ تصدیقات سے مقدم ہیں اس لیے تعریف کی تفصیل کو مقدم کیا ہے اس طور پر کہ اس کی تمام اقسام کی تعریف معلوم ہو جائے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے تعریف کو دلیل پر مقدم کرنے کی وجہ بیان فرمائی ہے۔ تصدیقات کے لیے تصور کی حیثیت جزو کی ہے اور جزو کل پر مقدم ہوتا ہے۔ یعنی تصورات تصدیقات پر مقدم ہوئے اور تعریفات تصور کے اکتساب کے ذرائع ہیں جب کہ دلیل

www.besturdubooks.net

تصدیقات کے تو اس لیے مصنف نے تصورات کے ذرائع یعنی تعریفات کو مقدم کیا ہے۔

فَقَالَ ثُمَّ التَّعْرِيْفُ إِمَّا حَقِيْقِيٌّ يُقْصَدُ بِهٖ تَحْصِيْلُ صُوْرَةٍ غَيْرِ حَاصِلَةٍ فَإِنْ عُلِمَ وُجُوْدُهَا فَبِحَسْبِ الْحَقِيْقَةِ أَيْ فَهُوَ تَعْرِيْفٌ بِحَسْبِ الْحَقِيْقَةِ وَ إِلَّا فَبِحَسْبِ الْاِسْمِ وَإِمَّا لَفْظِيٌّ يُقْصَدُ بِهٖ تَفْسِيْرُ مَدْلُوْلِ اللَّفْظِ .

ترجمہ: پھر تعریف یا تو حقیقی ہوتی ہے اور مقصود اس سے صورۃ غیر حاصلہ کی تحصیل ہوتی ہے اگر اس تعریف سے اس کے وجود کا علم حاصل ہو جائے تو وہ تعریف ہوگی حقیقت کے اعتبار سے ورنہ وہ تعریف اسم کے اعتبار سے ہوگی۔ یا لفظی ہوتی ہے اور لفظی سے مقصود لفظ کے مدلول کی تفسیر ہوتی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف نے تعریف کی تمام اصولی اور ضمنی اقسام کی تعریفیں بیان فرمائی ہیں۔ تفصیل شرح میں آ رہی ہے فهو تعريف بحسب الحقيقة اس عبارت میں شارح نے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ مصنف نے فرمایا ہے کہ فان علم وجودها بحسب الحقيقة یہ شرط ہے لیکن بحسب الحقیقۃ جزاء نہیں بن سکتا کیوں کہ جزاء جملہ ہوتا ہے اور یہ جملہ نہیں ہے تو شارح نے تقدیری عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے اور فرمایا کہ وہ محذوف عبارت هو تعريف بحسب الحقيقة سے مل کر جملہ ہے اور یہ جزاء ہے۔

اِعْلَمْ أَنَّ التَّعْرِيْفَ إِمَّا أَنْ يُحَصِّلَ فِي الذِّهْنِ صُوْرَةً غَيْرَ حَاصِلَةٍ هُوَ يُفِيْدُ تَمْيِيْزَ صُوْرَةٍ حَاصِلَةٍ عَمَّا عَدَاهَا اَلثَّانِي لَفْظِيٌّ إِذْ فَائِدَتُهٗ مَعْرِفَةُ كَوْنِ اللَّفْظِ بِإِزَاءِ مَعْنًى مُعَيَّنٍ كَقَوْلِنَا الْغَضَنْفَرُ الْأَسَدُ.

ترجمہ: جان لیجئے کہ تعریف یا تو ذہن میں غیر حاصلہ صورت کے حصول کے لیے ہوتی ہے یا صورت حاصلہ کو ماعدا سے ممتاز کرنے کے لیے، دوسری قسم کی تعریف لفظی ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے لفظ کے کسی معین معنی کے مقابلہ میں ہونے کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے جیسے الغضنفر اسد۔

تشریح: یہاں سے شارح نے تعریف کی دو قسموں (تعریف لفظی اور تعریف حقیقی کی) تعریف

www.besturdubooks.net

کی ہے۔تعریف حقیقی کی تعریف: تعریف حقیقی وہ تعریف ہے کہ جس کے ذریعے ذہن میں وہ صورتیں حاصل ہوجائیں جو پہلے سے حاصل نہیں تھیں۔تعریف لفظی کی تعریف: وہ تعریف ہے جس کے ذریعے ذہن میں ان صورتوں کے درمیان تمیز حاصل ہو جائے جو صورتیں پہلے سے ذہن میں حاصل تھیں۔ اذ فائدته ... سے تعریف لفظی کی وجہ تسمیہ بیان کر دی ہے کہ تعریفات لفظیہ کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے یہ معرفت حاصل ہوتی ہے کہ یہ لفظ اِس معین معنی کے مقابلہ میں وضع کیا گیا ہے جیسے غضنفر کی وضاحت اسد سے کریں۔

وَ ذٰلِكَ قَدْ يَكُوْنُ مُفْرَدًا كَمَا ذَكَرْنَا وَهُوَ الْاَكْثَرُ وَ قَدْ يَكُوْنُ مُرَكَّبًا كَتَعْرِيْفَاتِ الْوُجُوْدِ حَيْثُ صَرَّحَ الْعُلَمَاءُ بِاَنَّهَا لَفْظِيَّةٌ.

ترجمہ: اور کبھی یہ (تعریف) مفرد ہوتی ہے جیسے ہم نے ذکر کیا اور اکثر یوں ہی ہوتا ہے اور کبھی مرکب ہوتی ہے جیسے کہ وجود کی تعریفات لفظیہ ہیں جیسا کہ علماء نے اس کی صراحت کی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے تعریفات لفظیہ کی اقسام کو ذکر کیا ہے۔ چناں چہ تعریفات لفظیہ کی دو قسمیں ہیں: نمبر ۱ تعریف لفظی مفرد کہ تعریفات میں مفرد لفظ استعمال کیے جائیں جیسے غضنفر کی تعریف اسد سے کرنا۔نمبر ۲: تعریف لفظی مرکب کہ جن میں تعریف الفاظ مرکبہ کے ذریعے کی جائے جیسے وجود کی تعریفیں مثلاً الثابت العین وغیرہ۔

وَالْاَوَّلُ اِمَّا اَنْ يُّحَصِّلَ فِي الذِّهْنِ صُوْرَةً عُلِمَ وُجُوْدُهَا بِحَسْبِ نَفْسِ الْاَمْرِ كَتَعْرِيْفِ الْاِنْسَانِ بِاَنَّهٗ حَيَوَانٌ نَاطِقٌ اَوْ لَا بِاَنْ لَا يُحَصِّلَ اِلَّا صُوْرَةً لَا وُجُوْدَ لَهَا اِلَّا بِحَسْبِ الْاِصْطِلَاحِ مِنَ الْمَاهِيَاتِ الْاِعْتِبَارِيَّةِ كَتَعْرِيْفِ الْكَلِمَةِ بِاَنَّهَا لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ فَالْاَوَّلُ تَعْرِيْفٌ بِحَسْبِ الْحَقِيْقَةِ وَالثَّانِيْ بِحَسْبِ الْاِسْمِ.

ترجمہ: تعریف لفظی مفرد سے یا تو ذہن میں ایسی صورت حاصل ہوگی جس کا وجود نفس الامر میں پائے جانے کا علم ہو جیسے انسان کی تعریف کرنا کہ یہ حیوان ناطق ہے یا صرف ایسی صورت حاصل ہوگی جس کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہوگا بلکہ ماہیات اعتباریہ کی طرح اصطلاحاً وہ موجود ہوں گی جیسے کلمہ کی تعریف کرنا کہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہے پہلی

www.besturdubooks.net

تعریف حقیقت کے اعتبار سے اور دوسری اسم کے اعتبار سے ہے۔

تشریح: اس عبارت سے شارح تعریف حقیقی کی قسمیں ذکر کر رہے ہیں، چناں چہ تعریف حقیقی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) تعریف حقیقی بحسب الحقیقة۔

(۲) تعریف حقیقی بحسب الاسم۔

(۱) تعریف حقیقی بحسب الحقیقة: وہ تعریف ہے کہ جس کے ذریعے ماہیات حقیقیہ کی تعریف کی جائے (یعنی جن کا وجود نفس الامر میں ہے) جیسے انسان کی تعریف کرنا حیوان ناطق کے ساتھ۔

(۲) تعریف حقیقی بحسب الاسم: وہ تعریف ہے جس کے ذریعے ماہیات اعتباریہ یعنی ایسی ماہیات کی تعریف کی جائے جن کا وجود خارج میں نہیں ہے۔ بلکہ محض معتبر کے اعتبار میں ان کا وجود ہے تو ایسی تعریفات حقیقیہ بحسب الاسم کہلاتی ہیں اس کی مثال علوم وفنون کی اصطلات ہیں مثلاً کلمہ کی تعریف کرنا الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد اس سے ایک صورت ذہن میں تو حاصل ہوئی لیکن اس کا وجود خارجی نہیں ہے بلکہ محض ذہنی ہے۔

وَقَدْ أَشَارَ الْمُحَقِّقُ الطُّوسِيُّ إِلَى أَنَّ التَّعْرِيفَ اللَّفْظِيَّ يُنَاسِبُ بِاللُّغَةِ وَالْحَقِيقِيَّ بِغَيْرِهَا.

ترجمہ: اور محقق طوسی نے اشارہ کیا ہے کہ تعریف لفظی وہ ہے جو لغت کے مطابق ہو اور حقیقی وہ ہے جو لغت کے مطابق نہ ہو۔

تشریح: محقق طوسی کی اس عبارت کے ذکر کی غرض یہ ہے کہ تعریفات لفظیہ مرکبہ میں بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے کہ اس کو تصور کہیں گے یا تصدیق کہیں گے۔ تو شارح محقق طوسی کی عبارت سے یہ بات ثابت کر رہے ہیں کہ تعریفات لفظیہ کا تعلق لغت سے ہے جب کہ تصور وتصدیق معقولات کے مباحث ہیں۔

لَا يُقَالُ تَقْسِيمُ الْحَقِيقِيِّ إِلَى مَا هُوَ بِحَسَبِ الْحَقِيقَةِ وَإِلَى مَا هُوَ بِحَسَبِ الْإِسْمِ تَقْسِيمٌ إِلَى نَفْسِهِ وَإِلَى غَيْرِهِ لِأَنَّا نَقُولُ أَرَادَ الْمُصَنِّفُ قُدِّسَ سِرُّهُ بِالْحَقِيقِيِّ مَا

www.besturdubooks.net

يُفِيْدُ مَعْرِفَةَ مَاهِيَةِ الشَّيْءِ اَعَمُّ مِنْ اَنْ تَكُوْنَ تِلْكَ الْمَاهِيَةُ مَوْجُوْدَةً اَوْ لَا وَ بِمَا هُوَ بِحَسْبِ الْحَقِيْقَةِ مَا يُفِيْدُ مَعْرِفَةَ الْحَقِيْقَةِ الْمَوْجُوْدَةِ وَ بِمَا هُوَ بِحَسْبِ الْاِسْمِ مَا يُفِيْدُ مَعْرِفَةَ الْحَقِيْقَةِ الْاِعْتِبَارِيَّةِ الْاِصْطِلَاحِيَّةِ كَمَا يَظْهَرُ لَكَ مِنْ وَجْهِ الضَّبْطِ.

ترجمہ: یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تعریف حقیقی کی تعریف باعتبارِ حقیقت اور باعتبارِ اسم کرنے سے "تعریف الشيء إلى نفسه و الى غيره" لازم آتا ہے، کیوں کہ ہم کہیں گے کہ مصنف قدس سرہ کی تعریفِ حقیقی سے مراد وہ تعریف ہے جو شئے کی ماہیت کلی کا فائدہ دے۔ عام ہے کہ یہ ماہیت موجود ہو یا نہ ہو اور "بحسب الحقيقة" کا مطلب یہ ہے جو اس حقیقت کا فائدہ دے جو موجود ہو اور "بحسب الاسم" سے وہ مراد ہے جو اصطلاحِ اعتباری کی معرفت کا فائدہ دے جیسا کہ وجہ ضبط سے ظاہر ہو چکا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح متن پر ہونے والے ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مصنف نے تعریف بحسب الحقیقۃ اور تعریف بحسب الاسم دونوں قسموں کا مقسم تعریف حقیقی کو قرار دیا ہے لہٰذا اس عبارت کے ظاہر سے معلوم ہو رہا ہے کہ تعریف حقیقی کی تقسیم تعریف بحسب الحقیقۃ اور تعریف بحسب الاسم کی طرف کرنا یہ تقسیم الشئ الی نفسہ والی غیرہ ہے جب کہ تقسیم الشئ الی نفسہ والی غیرہ جائز نہیں، یعنی کوئی بھی مقسم اپنے اقسام کا ایک عام مفہوم ہوتا ہے اور اس کی قسمیں اس سے خاص ہوتی ہیں۔ ان کا آپس میں تعلق عام و خاص کا ہوتا ہے نہ کہ تساوی اور تباین کا۔ جب کہ مصنف کی تعریف کے ظاہر سے معلوم ہو رہا ہے کہ مقسم اور اقسام میں تعلق تساوی کا بھی ہے اور تباین کا بھی۔

جواب: اس سوال کے جواب میں شارح نے مقسم کی ایسی وضاحت فرمائی ہے کہ مقسم اپنی دونوں قسموں کو عام ہے اور کہا کہ تعریف حقیقی کا مطلب یہ ہے کہ وہ تعریف جو ماہیات کی ہو، ماہیت لفظ کے مقابلہ میں ہے۔ تعریفات لفظیہ میں الفاظ کی وضاحت ہوتی ہے اور تعریفات حقیقیہ میں ماہیات کی وضاحت ہوتی ہے تو اقسام میں اسی ماہیت کو مقید کر دیا گیا کہ وہ ماہیت وجودیہ ہوگی یا اعتباریہ، اگر وجودیہ ہو تو تعریف بحسب الحقیقۃ ہے اور اگر ماہیت اعتباریہ ہو تو تعریف بحسب الاسم ہے۔ اب مقسم اور اقسام کا تعلق عام و خاص کا ہوگا نہ کہ تساوی یا تباین کا۔

www.besturdubooks.net

ثُمَّ الشَّيْخُ ابْنُ الْحَاجِبِ ذَكَرَ فِيْ تَعْرِيْفِ التَّعْرِيْفِ اللَّفْظِيِّ قَوْلَهُ بِلَفْظٍ اَظْهَرَ مُرَادِفٍ فَيَرِدُ عَلَيْهِ أَنَّ تَعْرِيْفَاتِ الْوُجُوْدِ لَفْظِيَّةٌ مَعَ أَنَّهَا لَا تُوْصَفُ بِالتَّرَادُفِ لِأَنَّ التَّرَادُفَ مِنْ اَوْصَافِ الْمُفْرَدِ وَالْجَوَابُ عَنْهُ أَنَّهُ إِذَا قُصِدَ التَّمْيِيْزُ بِلَفْظٍ مُرَكَّبٍ لَا يُقْصَدُ بِهٖ تَفْصِيْلُهٗ بَلْ يُعْتَبَرُ الْمَجْمُوْعُ مِنْ حَيْثُ هُوَ مَجْمُوْعٌ فَيُوْصَفُ بِالتَّرَادُفِ حُكْمًا وَلَا يَخْفٰى مَا فِيْهِ مِنَ التَّكَلُّفِ فَظَهَرَ بِذٰلِكَ وَجْهُ الْعُدُوْلِ مِنْ ذٰلِكَ إِلٰى مَا ذَكَرَهٗ قُدِّسَ سِرُّهٗ ثُمَّ عَرَّفَ الدَّلِيْلَ وَقَالَ:

ترجمہ: پھر شیخ ابن حاجب رحمہ اللہ نے تعریف لفظی کی تعریف اپنے اس قول سے کی ہے کہ وہ لفظ جو اظہر اور مرادف ہو۔ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ موجود کی تعریفات لفظی ہوتی ہیں حالاں کہ وہ مترادف نہیں ہیں اس لیے کہ ترادف تو مفرد کے اوصاف میں سے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ مرکب کو جدا کرنے کا جو قصد کیا جاتا ہے اس سے تفصیل مراد نہیں بلکہ مجموع من حیث المجموع مراد ہے تو ترادف حکماً سمجھا جائے گا۔ لیکن اس جواب میں جو تکلف ہے وہ مخفی نہیں۔ لہٰذا اس سے مصنف رحمہ اللہ کے قول کی طرف عدول کرنے کی وجہ ظاہر ہوگئی۔ پھر دلیل کی تعریف فرمائی ہے۔

تشریح: یہاں سے شارح رحمہ اللہ مصنف کی عبارت کا علامہ ابن حاجب کی تعریف سے موازنہ کر رہے ہیں۔ علامہ ابن حاجب نے تعریف لفظی کی تعریف کی ہے "هو تعريف بلفظ اظهر مرادف" چوں کہ انہوں نے تعریف میں لفظ مرادف ذکر کیا ہے اور ترادف مفردات کی صفت ہے جب کہ تعریفات لفظیہ کی ایک قسم مرکب بھی ہے تو اس تعریف کے ظاہر سے معلوم ہو رہا ہے کہ تعریفات لفظیہ مفردات ہی میں منحصر ہیں مرکب نہیں ہوتیں، جب کہ علماء نے تصریح کی ہے کہ وجود کی جتنی تعریفیں ہیں وہ مرکب بھی ہیں اور لفظی بھی ہیں۔

اس کے جواب میں شارح رحمہ اللہ نے ایک تاویل کی ہے کہ ایک الفاظ کی تفصیلی حیثیت ہوتی ہے اور ایک اجمالی حیثیت، لفظی حیثیت سے بعض الفاظ مرکب معلوم ہوتے ہیں لیکن اجمالی حیثیت سے مفرد معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً حیوان ناطق تفصیلی طور پر دیکھا جائے تو حیوان ایک لفظ ہے اور ناطق ایک لفظ ہے یہ ایک مرکب ہے۔ لیکن اجمالی طور پر ان پر نظر ڈالی جائے

www.besturdubooks.net

تو تعریف انسان ہے اور مفرد ہے، لہٰذا اس تاویل سے یہ بات ہو سکتی ہے کہ جس کو عام حضرات مرکب کہتے ہیں وہ بھی تفصیلی حیثیت سے کہتے ہیں ورنہ اجمالی حیثیت سے وہ بھی مفرد ہی ہے لہٰذا ان کے ساتھ ترادف وغیرہ کا تعلق صحیح ہوگا۔

بہر حال علامہ ابن حاجب کی تعریف کے ظاہر پر اعتراض ہوتا ہے اور مصنف کی تعریف اتنی واضح ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔

وَالدَّلِيْلُ هُوَ الْمُرَكَّبُ مِنْ قَضِيَّتَيْنِ لِلتَّأَدِّيْ إِلٰى مَجْهُوْلٍ نَظَرِيٍّ.

ترجمہ: دلیل وہ ہے جو دو قضیوں سے مرکب ہو، تاکہ مجہول نظری تک پہنچائے۔

تشریح: ربط: تصورات کا اکتساب تعریف سے ہوتا ہے اور تصدیقات کا دلائل سے۔ تصورات کے اکتساب کے ذرائع یعنی تعریف کے ذکر کے بعد تصدیقات کے ذرائع کو بیان کیا۔

دلیل کی تعریف:

جو دو قضیوں سے مرکب ہو اور مجہول نظری تک رسائی کا ذریعہ بنے۔

وَهٰذَا التَّعْرِيْفُ أَوْلٰى مِنَ التَّعْرِيْفِ الْمَشْهُوْرِ وَهُوَ مَا يَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمِ بِهِ الْعِلْمُ بِشَيْءٍ آخَرَ فَإِنَّهُ يَرِدُ عَلٰى ظَاهِرِهِ الْمَلْزُوْمَاتُ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى لَوَازِمِهَا الْبَيِّنَةِ وَإِنْ أَمْكَنَ تَوْجِيْهُهُ بِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْعِلْمِ التَّصْدِيْقِيُّ وَالْمَعْنٰى مَا يَلْزَمُ مِنَ التَّصْدِيْقِ بِهِ التَّصْدِيْقُ بِشَيْءٍ آخَرَ بِطَرِيْقِ الْاِكْتِسَابِ كَمَا يُسْتَفَادُ مِنْ كَلِمَةِ مِنْ.

ترجمہ: اور یہ تعریف مشہور تعریف سے بہتر ہے۔ مشہور تعریف یہ ہے کہ دلیل وہ ہے جس کے علم سے دوسری چیز کا علم لازم آئے۔ اس تعریف پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہاں تو ملزومات کی نسبت اپنے لوازم بینہ کی طرف ہے اگرچہ یہ توجیہ ممکن ہے کہ علم سے تصدیق مراد ہے اور ایک تصدیق سے دوسری تصدیق کا علم اکتساب کے طور پر ہوتا ہے جیسا کہ کلمہ "من" سے سمجھا جا رہا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ مصنف کی بیان کردہ تعریف سے تعریف مشہور کا موازنہ کر رہے ہیں۔ دلیل کی مشہور تعریف یہ ہے "وهو ما يلزم من العلم به العلم بشیء آخر" اس تعریف کے ظاہر پر اعتراض ہوتا ہے کہ اس تعریف میں ایک شے کے علم کو دوسری

www.besturdubooks.net

شے کے علم کے لیے لازمی بتایا گیا ہے، جب کہ یہ صورت ان مفردات میں بھی پائی جاتی ہے جن میں لازم بین ہو لہٰذا دلیل کی یہ تعریف ان تصورات پر بھی صادق آتی ہے، حالاں کہ دلیل تصدیق ہوتی ہے لہٰذا دلیل کی یہ تعریف مانع عن دخول غیر نہیں ہے۔

جواب: دلیل کی اس تعریف میں علم سے مراد تصدیق ہے تو دلیل کی اصل تعریف یہ ہے ما یلزم من التصدیق به التصدیق بشيء آخر۔ لیکن اس پر یہ اشکال ہوگا کہ ہر تصدیق دلیل سے حاصل ہوسکتی ہے؟ شارح نے تعریف میں طریق الاکتساب کے لفظ کا اضافہ کیا، معلوم ہوا دلائل سے وہ تصدیق حاصل ہوگی جو مکتسب یعنی نظری ہو۔ اس قید پر قرینہ لفظ "من" ہے، کیوں کہ "من" عموماً مقام اکتساب میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً کہا جاتا ہے: یلزم من تصور المعرف تصور المعرف، یعنی معرف کے تصور سے معرف کا اکتساب ہوسکتا ہے۔ تعریف مشہور پر ہونے والے اعتراض کو بھی اگرچہ حل کیا جاسکتا ہے لیکن شارح یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مصنف کی تعریف ایسی عمدہ ہے کہ اس پر اشکال نہیں ہوتا۔

فَإِنْ حُمِلَ ذٰلِكَ التَّعْرِيْفُ عَلَى تَعْرِيْفِ الدَّلِيْلِ الْقَطْعِيِّ الْبَيِّنِ الْإِنْتَاجِ فَمَعْنَى الْإِسْتِلْزَامِ ظَاهِرٌ وَإِنْ أُرِيْدَ بِهِ التَّعْمِيْمُ كَمَا هُوَ الظَّاهِرُ حُمِلَ الْإِسْتِلْزَامُ عَلَى الْمُنَاسَبَةِ الْمُصَحِّحَةِ لِلْإِنْتِقَالِ لَا عَلَى إِمْتِنَاعِ الْإِنْفِكَاكِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْمُصَنِّفُ قُدِّسَ سِرُّهُ فِيْ حَاشِيَةِ شَرْحِ الْمُخْتَصَرِ وَلَا يَرِدُ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى هٰذَا التَّعْرِيْفِ حَتّٰى يُحْتَاجَ فِي الْجَوَابِ إِلَى التَّكَلُّفِ.

ترجمہ: اگر اس تعریف کو واضح نتیجہ والی دلیل قطعی پر محمول کیا جائے تو استلزام کا معنی ظاہر ہے اور اگر اس سے مراد تعمیم ہو جیسا کہ ظاہر ہے تو استلزام کو مناسبت مصححہ للانتقال پر محمول کیا جائے گا نہ کہ امتناع انفکاک پر جیسے کہ مصنف قدس سرہ نے حاشیہ شرح مختصر میں اس کی تصریح کی ہے اس تعریف پر ایسا کوئی اشکال واقع نہیں ہوتا جس کے جواب کے لیے تکلفات سے کام لیا جائے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح دلیل میں مذکور لفظ لزوم کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ لزوم کے دو معنی ہیں۔ (۱) امتناع انفکاک۔ (۲) مناسبۃ مصححہ للانتقال۔ اگر دلیل سے مراد دلیل

www.besturdubooks.net

قطعی ہے تو لزوم کو معنی اوّل پر محمول کریں گے۔ کیوں کہ دلیل قطعی پر ہی نتائج کا ترتب لازمی ہوتا ہے یعنی دلیل قطعی ہی میں مدلول دلیل سے جدا نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ تعریف دلیل مطلق کی ہے جس کی ایک قسم دلیل ظنی بھی ہے تو دلائل ظنیہ سے مدلول جدا ہوسکتا ہے مثلاً شکل رابع تو اس صورت میں مدلول کو دوسرے معنی پر محمول کریں گے یعنی شکل رابع کی وہ مثالیں جن میں شکل اوّل کی طرف لوٹنے کی صلاحیت ہو۔ تو وہ شکل اوّل میں لوٹ کر بدیہی الانتاج اور لازم المدلول ہوتی ہے۔

لٰكِنْ بَقِيَ أَنَّهُ لَا يَتَنَاوَلُ الدَّلِيْلَ الْفَاسِدَ حَيْثُ لَا يَكُوْنُ مُؤَدِّيًا إِلَى الْمَطْلُوْبِ وَ أَنَّهُ قَدْ يَتَرَكَّبُ الدَّلِيْلُ مِنْ أَكْثَرَ مِنْ قَضِيَّتَيْنِ وَلَا يَتَنَاوَلُهُ التَّعْرِيْفُ وَ جَوَابُ الْأَوَّلِ أَنَّ اللَّامَ فِي لِلتَّأَدِّيْ لِلْغَرَضِ أَيْ مَا يَكُوْنُ تَرْكِيْبُهُ لِغَرَضِ التَّأَدِّيْ أَعَمُّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ الْغَرَضُ بَعْدَ التَّرْكِيْبِ حَاصِلًا أَوْ لَا وَ جَوَابُ الثَّانِيْ أَنَّ الدَّلِيْلَ الْمُرَكَّبَ مِنْ أَكْثَرَ مِنْ قَضِيَّتَيْنِ فِي الْحَقِيْقَةِ دَلِيْلَانِ أَوْ أَدِلَّةٌ إِذِ التَّحْقِيْقُ أَنَّ الدَّلِيْلَ لَا يَتَرَكَّبُ إِلَّا مِنْ قَضِيَّتَيْنِ فَحَسْبُ.

ترجمہ: لیکن یہ تعریف دلیل فاسد کو شامل نہیں کیوں کہ وہ مطلوب تک لے جانے والی نہیں ہوتی اور اسی طرح کبھی دلیل دو سے زائد قضایا پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کو تعریف شامل نہیں ہے۔ پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ للتادی میں لام غرض کے لیے ہے یعنی جس کی ترکیب مجہول نظری تک پہنچانے والی ہو، عام ہے کہ یہ غرض ترکیب کے بعد حاصل ہو یا نہ ہو اور دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جو دلیل دو قضیوں سے مرکب ہے وہ حقیقت میں دو دلیلیں یا کئی دلیلیں ہیں۔ اس لیے کہ محقق بات یہی ہے کہ دلیل دو ہی قضیوں سے مرکب ہوتی ہے۔

تشریح: یہاں سے شارح مصنفؒ کی عبارت پر ہونے والے اعتراضات کو حل کر رہے ہیں۔

اعتراض نمبر ۱: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل کی غرض بتائی ہے فتأدی الی مجہول النظری لہٰذا یہ تعریف دلیل فاسد کو شامل نہیں کیوں کہ اس سے مجہول نظری حاصل نہیں ہوتا لیکن کہتے اسے بھی دلیل ہی ہیں۔

جواب: کسی بھی فعل کی غرض کا فعل پر ترتب ضروری نہیں ہوتا جیسا کہ معترض چاہتا ہے کہ دلیل

www.besturdubooks.net

کی تعریف کو غلط قرار دے لیکن ایسا نہیں کر سکا۔

اعتراض نمبر ۲: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل کی تعریف میں فرمایا: المرکب من قضیتین لیکن دلائل کی ایک قسم قیاس مرکب دو سے زائد مقدمات پر مشتمل ہوتی ہے لہٰذا دلیل کی یہ تعریف اس کو حاوی نہ ہونے کی وجہ سے جامع نہیں ہے۔

جواب: سید الاذکیاء علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ قیاس منتج مطلوب دو مقدموں پر مشتمل ہوتا ہے نہ اس سے کم نہ زیادہ، لیکن کبھی قیاس کا مقدمہ کسی مقدمے کا محتاج ہوتا ہے۔ اس محتاج الیہ مقدمہ کو بھی دلیل اور قیاس میں ذکر کر دیا جاتا ہے۔ لیکن مطلوب کے منتج ہونے میں مؤثر مقدمات دو ہی ہوتے ہیں اس لیے دلیل دو ہی قضیوں سے مرکب ہوگی دو سے زیادہ مقدمات پر دلیل اگر مشتمل ہو تو اس کو دو دلیلیں کہیں گے ایک دلیل مقدمہ کی ہوگی۔

وَقَوْلُهُ مِنْ قَضِيَّتَيْنِ أَوْلٰى مِنْ قَوْلِ الْبَعْضِ مِنْ مُقَدِّمَتَيْنِ إِذِ الْمُقَدِّمَةُ فِي الْمَشْهُوْرِ مُفَسَّرَةٌ بِمَا جُعِلَ جُزْءَ الدَّلِيْلِ فَيُوْهِمُ الدَّوْرَ.

ترجمہ: اور ماتن کا قول قضیتین یہ بہتر ہے بعض کے قول من مقدمتین سے اس لیے کہ مقدمہ کی مشہور تعریف کے مطابق ما جعل جزء الدلیل سے تعریف کی جائے تو دور کا وہم ہوگا۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے مصنف کی عبارت اور قاضی عضد الدین کی عبارت کا موازنہ کیا ہے قاضی عضد الدین نے المرکب من قضیتین سے تعریف کی ہے۔

اعتراض: مقدمہ کی تعریف کی جاتی ہے جو جز دلیل ہو۔ اب اگر دلیل کی تعریف کریں جو مرکب من المقدمتین ہو تو دلیل اور مقدمہ دونوں کا فہم ایک دوسرے پر موقوف ہو جائے گا اور یہ دور ہے۔

جواب: قاضی عضد الدین کی عبارت میں مقدمہ سے مراد قضیہ ہے اس لیے شارح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ موہم دور ہے اگرچہ قاضی عضد الدین کی عبارت میں ہونے والے اعتراض کو حل کیا جا سکتا ہے لیکن مصنف کی خوبی یہ ہے کہ اشکال ہوتا ہی نہیں۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ هٰذَا التَّعْرِيْفَ عَلٰى رَأْيِ الْحُكَمَاءِ وَ اَمَّا عَلٰى رَأْيِ الْأُصُوْلِيِّيْنَ فَهُوَ مَا يُمْكِنُ التَّوَصُّلُ بِصَحِيْحِ النَّظَرِ فِيْ أَحْوَالِهِ إِلٰى مَطْلُوْبٍ خَبَرِيٍّ كَالْعَالَمِ مَثَلًا

www.besturdubooks.net

فَإِنَّهُ مَنْ تَأَمَّلَ فِيْ أَحْوَالِهٖ بِصَحِيْحِ النَّظَرِ بِأَنْ يَّقُوْلَ إِنَّهُ مُتَغَيِّرٌ وَ كُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ وَصَلَ إِلٰى مَطْلُوْبٍ خَبَرِيٍّ وَهُوَ قَوْلُنَا الْعَالَمُ حَادِثٌ فَعِنْدَ الْأُصُوْلِيِّيْنَ الْعَالَمُ دَلِيْلٌ وَ عِنْدَ الْحُكَمَاءِ مَجْمُوْعُ الْعَالَمِ مُتَغَيِّرٌ وَ كُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ.

ترجمہ: پھر جان لیجیے کہ یہ تعریف حکماء کی رائے کے مطابق ہے بہر حال اصولیین کی رائے کے مطابق دلیل وہ ہے جس کے احوال میں غور وفکر کرنے سے مطلوب خبری تک پہنچا جا سکے جیسا کہ "العالم" کہ جس نے بھی اس عالم کے احوال میں صحیح طور پر غور وفکر کیا تو وہ یہی کہے گا کہ عالم متغیر ہے اور متغیر حادث ہوتا ہے تو ایسا غور کرنے والا مطلوب خبری تک پہنچ جائے گا اور وہ مطلوب خبری ہمارا قول "العالم حادث" ہے تو لہٰذا اصولیین کے ہاں صرف "العالم" دلیل ہے اور حکماء کے ہاں العالم متغیر و کل متغیر حادث یہ سارا مجموعہ دلیل ہوگا۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے ایک فائدہ بیان کیا ہے کہ دلیل کی مذکورہ تعریفات حکماء اور متکلمین کے نزدیک ہیں اصولیین کے ہاں دلیل کی تعریف یہ ہے کہ کسی شے کے احوال میں غور وفکر کرنا جس سے کوئی ایسی بات حاصل ہو سکے جس کی تعبیر جملہ خبریہ سے کی جا سکے۔ مثلاً جو آدمی عالم کے احوال میں نظر صحیح کے ساتھ غور کرے اور کہے العالم متغیر و کل متغیر حادث تو اس کو ایک ایسا امر حاصل ہوگا جس کی تعبیر جملہ خبریہ سے ہو سکے گی یعنی العالم حادث چناں چہ حکماء اور اصولیین کے ہاں دلیل کا فرق اس طرح واضح ہوگا کہ اصولیین کے ہاں مثال مذکورہ میں عالم دلیل ہے حکماء اور متکلمین کے ہاں مجموعہ یعنی العالم متغیر و کل متغیر حادث دلیل ہے۔

وَ إِنْ ذُكِرَ ذٰلِكَ الْمُرَكَّبُ مِنْ قَضِيَّتَيْنِ لِإِزَالَةِ خِفَاءِ الْبَدِيْهِيِّ الْغَيْرِ الْأَوَّلِيِّ يُسَمّٰى تَنْبِيْهًا.

ترجمہ: اور اگر دلیل کی وہ تعریف جو المرکب من القضیتین سے کی گئی ہے اس کو بدیہی غیر اولی سے خفا دور کرنے کے لیے ذکر کیا جائے تو وہ تنبیہ کہلائے گی۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ نے ایک فائدہ بیان کیا ہے کہ اگر دو قضیے غیر اولی قضایا

www.besturdubooks.net

کے بعد مذکور ہوں تو انہیں دلیل نہیں بلکہ تنبیہ کہیں گے کیوں کہ مذکورہ قضایا مستفاد من ھذہ المرکب نہیں اور مرکب من قضیتین کو دلیل اس صورت میں کہیں گے جب اس سے مجہول نظری حاصل ہو۔

وَقَدْ يُقَالُ لِمَلْزُوْمِ الْعِلْمِ أَيْ مَا يَلْزَمُ مِنَ التَّصْدِيْقِ بِهِ التَّصْدِيْقُ الْيَقِيْنِيُّ بِغَيْرِهٖ دَلِيْلٌ وَمَلْزُوْمُ الظَّنِّ أَمَارَةٌ.

ترجمہ: اور کبھی علم کے ملزوم کو بھی دلیل کہا جاتا ہے۔ یعنی ایک شی کی تصدیق سے دوسری شی کی تصدیق یقینی طور پر بلا دلیل لازم آئے اور ظن کے ملزوم کو امارہ کہا جاتا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں ماتن نے ایک فائدہ بیان کیا ہے جس میں دلیل قطعی اور دلیل ظنی کے ناموں کا فرق آرہا ہے کہ اگر دلیل قطعی طور پر کسی شے کو مستلزم ہو تو اس کو دلیل کہتے ہیں اور اگر دلیل ظنی طور پر کسی شے کو مستلزم ہو تو اس کو دلیل نہیں بلکہ امارہ کہیں گے۔

وَيَنْبَغِيْ أَنْ يُلَاحِظَ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْاِسْتِلْزَامِ هِيَ الْمُنَاسَبَةُ الْمُصَحِّحَةُ لِلْاِنْتِقَالِ كَمَا ذَكَرْنَا لِئَلَّا يَرِدَ عَلَيْهِ عَدَمُ صِدْقِهٖ عَلَى الْأَقْيِسَةِ الْغَيْرِ الْبَيِّنِ الْاِنْتَاجِ كَالشَّكْلِ الرَّابِعِ مَثَلًا.

ترجمہ: اور مناسب یہ ہے کہ اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ استلزام سے المناسبة المصححة للانتقال ہی مراد لیا جائے، جیسا کہ بیان کیا جا چکا تا کہ وہ قیاس جن کا نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا، ان پر اس تعریف کے عدم صدق کا اعتراض نہ کیا جا سکے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں پر وقد یقال ملزوم العلم میں بھی استلزام کا معنی مناسبة مصححة للانتقال ہی کریں گے۔ ورنہ تعریف پر اشکال آئے گا کہ یہ تعریف قیاس کی ان اقسام کو شامل نہیں جو بیّن الانتاج نہیں ہیں مثلاً شکل رابع لیکن اگر استلزام سے مناسبة مصححة للانتقال مراد ہو تو دلیل کی وہ اقسام جو بین الانتاج تو نہیں ہیں لیکن ان میں ایسی مناسبت پائی جاتی ہے جس کی بنیاد پر ان اقسام کو شکل اوّل کی طرف لوٹا کر بین الانتاج بنایا جا سکتا ہے ان اقسام کو بھی یہ تعریف شامل ہو جائے گی۔

www.besturdubooks.net

وَ تَرَكَ الْمُصَنِّفُ قُدِّسَ سِرُّهٗ لَفْظَ الشَّيْءِ الْمَذْكُوْرَ فِيْ كَلَامِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مِنْ قَوْلِهِمْ مَا يَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمِ بِهِ الْعِلْمُ بِشَيْءٍ آخَرَ لِئَلَّا يَرِدَ أَنَّ الْمَدْلُوْلَ قَدْ يَكُوْنُ عَدَمِيًّا فَكَيْفَ يُطْلَقُ عَلَيْهِ لَفْظُ الشَّيْءِ فَيُحْتَاجُ إِلٰى أَنْ يُجَابَ بِأَنَّ الْمُرَادَ بِالشَّيْءِ مَا يُمْكِنُ أَنْ يُعْلَمَ وَ يُخْبَرَ عَنْهُ.

ترجمہ: اور مصنف رحمہ اللہ نے لفظ "شیء" کو دلیل کی تعریف میں ذکر نہیں کیا جیسا کہ متقدمین کے کلام میں مذکور ہے ان کے نزدیک دلیل کی تعریف ہے کہ جس کے علم سے دوسری شئی کا علم لازم آئے تا کہ یہ اعتراض وارد نہ ہو کہ مدلول کبھی عدمی بھی ہوتا ہے تو لفظ شئی کا اطلاق اس پر کیسے کیا جا سکتا ہے پھر جواب کی ضرورت پیش آئی کہ شئی وہ ہے جسے معلوم کیا جا سکے اور خبر دی جا سکے۔

تشریح: اس عبارت میں ایک سوال کا جواب ہے کہ مصنف نے مشہور تعریف سے عدول کیوں کیا تو شارح رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیا کہ لفظ شئی میں اختلاف ہے، بعض حضرات کی رائے ہے کہ شئی امر موجود کو کہتے ہیں اور بعض کی رائے ہے کہ شئی امر معلوم کو کہتے ہیں۔ ثمرہ اختلاف ایسے ظاہر ہوگا کہ جنہوں نے شئی موجود کو کہا ہے تو ان کے ہاں معدوم کو شئی نہیں کہہ سکیں گے تاہم مجہول کو کہہ سکیں گے اور جنہوں نے کہا کہ شئی معلوم کو کہتے ہیں اور ان کے ہاں معدوم کو تو شئی کہہ سکیں گے لیکن مجہول کو شئی نہیں کہہ سکیں گے لہٰذا جن لوگوں نے تعریف میں شئی کا لفظ بھی ذکر کیا تو ان پر اشکال ہوتا ہے (اس معنی کے اعتبار سے جس میں شئی کا معنی معلوم کیا جائے) کہ مطلوب کبھی کبھی عدمی بھی ہوتا ہے مثلاً نفی شریک پر دلیل پیش کرنا چاہیں تو مدلول یعنی شریک ایک عدمی شئی ہے تو اس وقت شئی میں تاویل کرنی پڑے گی کہ شئی سے ما یعلم و یخبر عنہ مراد ہے۔ موجود مراد نہیں ہے۔ اس وجہ سے مصنف رحمہ اللہ نے شئی کا لفظ ذکر ہی نہیں کیا تا کہ نہ اشکال ہو اور نہ ہی اس کا جواب دینا پڑے۔

ثُمَّ لَمَّا كَانَ الدَّلِيْلُ لَا بُدَّ لَهٗ فِي التَّأَدِّيْ إِلَى الْعِلْمِ مِنَ التَّقْرِيْبِ ذَكَرَ تَعْرِيْفَ التَّقْرِيْبِ بَعْدَ تَعْرِيْفِهٖ بِهٰذَا التَّقْرِيْبِ.

ترجمہ: پھر جب کہ دلیل کے لیے علم تک پہنچنے میں تقریب ضروری ہے لہٰذا مصنف نے دلیل

www.besturdubooks.net

کی تعریف کے بعد تقریب کی تعریف کی۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ نے ربط بیان کیا ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل کے بعد تقریب کا ذکر کیا تو ان میں مناسبت یہ ہے کہ دلیل کی ایک خوبی یہ ہے کہ تقریب بھی ہو اس وجہ سے دلیل کے پہلو ہی میں تقریب کا ذکر ضروری تھا۔ چناں چہ تقریب کا معنی ہے دلیل کو اس انداز سے بیان کرنا کہ اپنے مطلوب تک پہنچا جا سکے۔

فَقَالَ اَلتَّقْرِيْبُ سَوْقُ الدَّلِيْلِ عَلٰى وَجْهٍ يَسْتَلْزِمُ الْمَطْلُوْبَ اِلٰى فَاِنْ كَانَ الدَّلِيْلُ يَقِيْنِيًّا يَسْتَلْزِمُ الْيَقِيْنَ بِهٖ وَاِنْ كَانَ ظَنِّيًّا يَسْتَلْزِمُ الظَّنَّ بِهٖ وَالْمُرَادُ بِالْاِسْتِلْزَامِ مَا عَرَفْتَ.

ترجمہ: سو فرمایا کہ تقریب کہا جاتا ہے کہ دلیل کو ایسے طریقے پر چلانا جو مطلوب کو مستلزم ہو سو اگر دلیل یقینی ہو تو اس کے ساتھ مطلوب بھی یقینی ہوگا اور اگر دلیل ظنی ہو تو مطلوب بھی ظنی ہوگا اور استلزام سے مراد وہی ہے جو آپ جان چکے ہیں۔

اَلتَّعْلِيْلُ تَبْيِيْنُ عِلَّةِ الشَّيْءِ وَالْمُرَادُ بِالْعِلَّةِ الْعِلَّةُ التَّامَّةُ بِقَرِيْنَةِ التَّبْيِيْنِ بِاعْتِبَارِ أَنَّ الْمَقْصُوْدَ الْاَصْلِيَّ مِنَ التَّبْيِيْنِ الْعِلْمُ بِالْمَطْلُوْبِ وَ ذَا لَا يَحْصُلُ بِغَيْرِ الْعِلَّةِ التَّامَّةِ فَسَقَطَ مَا قِيْلَ اِنَّهٗ لَا يَصِحُّ هٰهُنَا اِرَادَةُ الْعِلَّةِ التَّامَّةِ وَ لَا اِرَادَةُ الْعِلَّةِ النَّاقِصَةِ وَ لَا اِرَادَةُ اَعَمَّ مِنْهُمَا اَمَّا الْاَوَّلَانِ فَلِاَنَّ الْعَامَّ لَا يَدُلُّ عَلٰى خَاصٍّ مُعَيَّنٍ وَ اَمَّا الثَّالِثُ فَلِاَنَّ الْعِلَّةَ بِالْمَعْنَى الْاَعَمِّ لَا تُوْجِبُ الْعِلْمَ بِالْمَعْلُوْلِ وَالْمَقْصُوْدُ ذٰلِكَ وَمَا أَجَابَ بَعْضُهُمْ مِنْ أَنَّ الْمُرَادَ الْاَوَّلَ بِقَرِيْنَةِ أَنَّ الْعِلْمَ لَا يَحْصُلُ اِلَّا بِهٖ لَا يَخْلُوْ عَنْ شَيْءٍ لِاَنَّ مُجَرَّدَ كَوْنِهٖ كَذٰلِكَ لَا يُحْسِنُ كَوْنَهٗ قَرِيْنَةً وَ قَدْ يُجَابُ بِأَنَّ الْمُطْلَقَ يَنْصَرِفُ اِلَى الْكَامِلِ وَالْكَامِلُ فِي الْعِلِّيَّةِ هِيَ التَّامَّةُ ثُمَّ اللَّامُ فِيْ قَوْلِهِ الشَّيْءِ لِلْعَهْدِ وَالْمَعْهُوْدُ الشَّيْءُ الَّذِيْ هُوَ الدَّعْوٰى لِاَنَّ الْعِلَّةَ اِنَّمَا تُبَيَّنُ لِاِثْبَاتِهَا.

www.besturdubooks.net

ترجمہ: تعلیل کا مطلب ہے کسی شئی کی علت کو بیان کرنا اور علت سے مراد علت تامہ ہے تبیین کے قرینے کے ساتھ، اس اعتبار سے کہ تبیین سے مقصود دراصل مطلوب کا علم ہے اور یہ علت تامہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا سو اس تقریر سے یہ اعتراض ساقط ہو گیا کہ یہاں علت سے نہ تو علت تامہ مراد لینا صحیح ہے اور نہ ہی علت ناقصہ اور نہ ان دونوں سے عام مراد لینا صحیح ہے۔ پہلی دو علتیں تو اس وجہ سے مراد نہیں لی جاسکتیں کہ عام کسی معین خاص پر دلالت نہیں کرتا۔ اور تیسری صورت اس لیے مراد نہیں لی جا سکتی کہ علت عام معنی کے اعتبار سے معلول کے علم کا موجب نہیں ہے حالاں کہ مقصود معلول کا علم ہے اور بعض حضرات نے جواب دیا ہے کہ علت سے مراد پہلی یعنی علت تامہ ہے اس قرینہ کی وجہ سے کہ علم صرف علت تامہ سے ہی حاصل ہوتا ہے لیکن یہ جواب بھی اعتراض سے خالی نہیں اس لیے کہ محض یہ کہہ دینا کہ حصول علم علت تامہ پر ہی موقوف ہے یہ کوئی بہتر قرینہ نہیں اور کبھی یہ جواب دیا جاتا ہے کہ لفظ مطلق کو فرد کامل کی طرف پھیرا جاتا ہے اور علت کا فردِ کامل علت تامہ ہے۔ پھر الشیء میں الف لام عہد کا ہے اور معہود دعویٰ ہے اس لیے کہ علت اسی دعویٰ کے اثبات کے لیے بیان کی جاتی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں تعلیل کی تعریف نقل کی گئی ہے نیز تعلیل کی تعریف پر ہونے والے اعتراض کے تین جواب مذکور ہیں۔ ایک جواب شارح رحمہ اللہ نے اپنی طرف سے دیا ہے اور دو جواب شارح رحمہ اللہ نے نقل کر کے ان کی تضعیف کی ہے۔

تعریف تعلیل۔ دعویٰ کی علت بیان کرنا:

تعریف تعلیل پر ہونے والے اعتراض کو سمجھنے کے لیے تمہید کے طور پر علت کی اقسام ذکر کی جاتی ہیں، چناں چہ علت کی دو قسمیں ہیں۔

① **علت تامہ:** جس کے پائے جانے سے معلول کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے، اور یہ (۱) علت فاعلیہ (۲) مادیہ (۳) صوریہ (۴) غائیہ (۵) شرط (۶) ارتفاع مانع کے مجموعے کا نام ہے۔

② **علت ناقصہ:** مذکورہ چھ اشیاء میں سے کسی ایک کو کہتے ہیں۔

سوال: تبیین علۃ الشیء میں مذکور لفظِ علت کو علت تامہ ناقصہ اور علت مطلقہ میں سے کسی پر بھی محمول نہیں کیا جاسکتا۔ علت تامہ اور ناقصہ پر تو اس لیے نہیں کہ عبارت میں مذکور لفظِ علت مطلق

www.besturdubooks.net

اور عام ہے۔ اور عام کی دلالت خاص معین پر نہیں ہوسکتی۔ مثلاً حیوان کی دلالت انسان یا فرس پر نہیں ہوتی۔ اور علت مطلقہ اس لیے مراد نہیں لی جاسکتی کہ وہ حصول مقصد میں مفید نہیں۔

① **جواب:** شارح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تبیین علة الشئ سے مراد علت تامہ ہے اور مصنف کی عبارت میں اس پر ایک قرینہ بھی موجود ہے کہ انہوں نے فرمایا: تبیین علة الشئ اور تبیین علّت کا مقصد علم بالمعلول ہوتا ہے اور علم بالمعلول میں مؤثر علت تامہ ہی ہے۔ علت ناقصہ نہیں۔ لہٰذا تبیین کے قرینہ سے اس کو علت تامہ پر ہی محمول کریں گے۔

② **جواب:** تبیین علة الشیء سے مراد علت تامہ لیں گے کیوں کہ علم بالمطلوب میں علت تامہ ہی مؤثر ہے۔ شارح اس کو رد کر رہے ہیں کہ اس میں بھی اگر چہ قرینہ ذکر کیا گیا ہے لیکن قرینہ کے بعض الفاظ اس میں چھوڑ دیئے گئے ہیں پورا قرینہ اس طرح ہے کہ تبیین علت سے مقصود علم بالمعلول ہے اور علم بالمعلول علت تامہ سے حاصل ہوتا ہے۔

③ **جواب:** بعض حضرات نے جواب دیا کہ المطلق اذا یطلق یراد به الفرد الکامل تو علت کا فرد کامل علت تامہ ہے لہٰذا یہاں پر علت مطلق بول کر علت تامہ ہی مراد ہے۔ شارح رحمہ اللہ نے اس کا رد کیا ہے کہ مصنف کی عبارت میں جب واضح قرائن موجود ہیں تو ان واضح قرائن کے ہوتے ہوئے عمومی قواعد سے جواب دینا صحیح نہیں ہے۔

تحقیق لام: تبیین علة الشیء میں الشیء پر الف لام عہد کا ہے اور معہود دعویٰ ہے کیوں کہ تبیین علت سے مقصود اثبات دعویٰ ہے۔

وَالْعِلَّةُ أَعَمُّ مِنْ أَنْ تَكُوْنَ قَرِيْبَةً أَوْ بَعِيْدَةً مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الشَّيْءُ فِيْ مَاهِيَتِهٖ بِأَنْ لَّا يُتَصَوَّرَ ذٰلِكَ الشَّيْءُ بِدُوْنِهٖ كَالْقِيَامِ وَالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَالْقَعْدَةِ الْأَخِيْرَةِ لِلصَّلٰوةِ وَيُسَمّٰى رُكْنًا أَوْ فِيْ وُجُوْدِهٖ بِأَنْ كَانَ مُؤَثِّرًا فِيْهِ أَوْ فِيْ مُؤَثِّرِهٖ وَلَا يُوْجَدُ بِدُوْنِهٖ كَالْمُصَلِّيْ لَهَا وَجَمِيْعُهٗ أَيْ مَجْمُوْعُ مَا ذَكَرْنَا مِمَّا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ فِيْ وُجُوْدِهٖ أَوْ مَاهِيَتِهٖ يُسَمّٰى عِلَّةً تَامَّةً.

ترجمہ: علتِ مطلقہ (عام ہے چاہے قریبہ ہو یا بعیدہ) وہ ہے کہ شئی اپنی ماہیت میں اس کی

www.besturdubooks.net

طرف محتاج ہو بایں طور کہ بغیر اس کے شئی کا وجود ہی متصور نہ ہو سکے جیسا کہ نماز کے لیے قیام، رکوع، سجود اور قعدہ اخیرہ اور اسے رکن کہا جاتا ہے۔ یا اپنے وجود میں اس کی طرف محتاج ہو اس طرح کہ وہ اس میں موثر ہو یا موثر میں موثر ہو اس کے بغیر نہ پائی جائے جیسا کہ نماز کے لیے نمازی اور اگر وجود اور ماہیت دونوں میں کوئی شئی اس کی طرف محتاج ہو تو اسے علت تامہ کہتے ہیں۔

تشریح: اس عبارت میں علت تامہ کی دو قسموں کا ذکر ہے تفصیل درج ذیل ہے۔

① **علت ماهیه:** جس کی طرف کوئی شئی اپنی ماہیت میں محتاج ہو یعنی اس علت کے بغیر وہ متصور ہی نہ ہو سکے، مثلاً قیام، رکوع وغیرہ نماز کے لیے علت ماہیہ ہیں کیوں کہ نماز ان کے بغیر متصور ہی نہیں۔

② **علت علت وجود:** جس کی طرف شئی اپنے وجود میں محتاج ہو یعنی اس علت کے بغیر پائی نہ جاسکتی ہو، بایں طور کہ علت شئی میں موثر ہو یا اس میں موثر ہونے والی شئی میں موثر ہو۔ مثلاً نمازی، اس کے بغیر نماز وجود میں نہیں آسکتی۔ اگرچہ ارکان کے تصور سے عقلاً نماز متحقق ہو جائے گی لیکن وجود خارجی میں نمازی کی محتاج ہے اس لیے نمازی نماز کی علت وجود ہے۔

بَقِيَ هٰهُنَا كَلَامٌ وَهُوَ أَنَّهُ إِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِيْ وُجُوْدِهِ مَا يَكُوْنُ مُؤَثِّرًا فِيْهِ كَمَا ذَكَرْنَا يَصِحُّ تَعْرِيْفُ الْعِلَّةِ الْمُطْلَقَةِ وَلَا يَصْدُقُ عَلَى الشَّرْطِ كَالْوُضُوْءِ لِلصَّلَاةِ لٰكِنْ لَا يَصْدُقُ تَعْرِيْفُ الْعِلَّةِ التَّامَّةِ عَلَى مَجْمُوْعِ الْعِلَلِ وَالشُّرُوْطِ إِلَّا أَنْ يُّدَّعٰى كَوْنُ الشُّرُوْطِ خَارِجَةً عَنِ الْعِلَّةِ التَّامَّةِ.

ترجمہ: یہاں ایک بحث باقی ہے وہ یہ کہ اگر ما یحتاج الیه فی وجوده سے مراد ما یکون مؤثرا فیه ہو جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو یہ تعریف علت مطلقہ کی تعریف ہوگی اور شرط پر صادق نہیں آئے گی جیسا کہ نماز کے لیے وضو لیکن علت تامہ کی تعریف علل اور شروط کے مجموعہ پر صادق نہیں آتی الا یہ کہ شروط کے علت تامہ سے خارج ہونے کا دعویٰ کیا جائے۔

تشریح: علت وجود کی تشریح میں "ان کان مؤثرا" کے الفاظ جو شارح نے ذکر کیے تھے یہ تعریف علت میں اہل فن سے منقول ہے اس عبارت میں شارح اُن پر ایک اعتراض کرنا چاہ

www.besturdubooks.net

رہے ہیں۔

اعتراض: علت وجود علت تامہ کی قسم ہے اور علت تامہ جن چھ چیزوں پر مشتمل ہے ان میں شرط بھی ہے اور علت وجود کی تعریف میں مذکورہ الفاظ کو ملحوظ رکھنے کا مطلب ہوگا کہ علت تامہ معلول میں داخل ہوتی ہے۔ تو اس تفصیل کے مطابق علت تامہ کا اطلاق شرط پر نہیں ہو سکے گا چناں چہ شارح نے ایک تاویل کی تجویز دی ہے کہ شرط کو علت تامہ سے خارج کر دیا جائے لیکن اہل فن شرط کو علت کا حصہ قرار دیتے ہیں گویا زیر لب شارح فرما رہے ہے کہ اس مقام میں اہل فن کا کلام متناقض محسوس ہوتا ہے۔

وَلَمَّا كَانَ التَّعْلِيْلُ قَدْ يَكُوْنُ بِصُوْرَةِ الْقِيَاسِ الْاِسْتِثْنَائِيِّ الْمُتَضَمِّنِ لِلْمُلَازَمَةِ اِحْتَاجَ إِلَى تَفْسِيْرِ الْمُلَازَمَةِ.

ترجمہ: چوں کہ تعلیل کبھی قیاس استثنائی کی صورت میں ہوتی ہے جو کہ ملازمہ کو متضمن ہے لہٰذا تعلیل کی تعریف کے بعد ملازمہ کی تعریف ضروری تھی۔

تشریح: تعلیل کی بعض صورتیں چوں کہ قیاسِ استثنائی کی صورت میں ہوتی ہیں اور قیاس استثنائی ملازمہ کو متضمن ہوتا ہے مثلاً "كلما كانت الشمس طالعة فالنهار موجود لكن الشمس طالعة فالنهار موجود" اس تعریف سے تعلیل کے پہلو میں ملازمہ کی تعریف ذکر کی گئی ہے۔

فَقَالَ الْمُلَازَمَةُ هِيَ وَالتَّلَازُمُ وَالْاِسْتِلْزَامُ فِيْ اِصْطِلَاحِهِمْ بِمَعْنًى وَاحِدٍ وَهُوَ كَوْنُ الْحُكْمِ مُقْتَضِيًا لِآخَرَ أَيْ لِحُكْمٍ آخَرَ.

ترجمہ: سو فرمایا کہ ملازمہ ایک حکم کا دوسرے حکم کے لیے تقاضا کرنے کو کہتے ہیں ان (اہل مناظرہ) کی اصطلاح میں ملازمہ، تلازم اور استلزام ایک ہی معنی میں ہیں۔

بِأَنْ يَكُوْنَ إِذَا وُجِدَ الْمُقْتَضِيْ وُجِدَ الْمُقْتَضٰى وَقْتَ وُجُوْدِهٖ كَكَوْنِ الشَّمْسِ طَالِعَةً وَكَوْنِ النَّهَارِ مَوْجُوْدًا فَإِنَّ الْحُكْمَ بِالْأَوَّلِ مُقْتَضٍ لِلْحُكْمِ بِالْآخِرِ وَلَا يَصْدُقُ مَعْنَى الْاِقْتِضَاءِ عَلَى الْمُتَّفِقَيْنِ فِي الْوُجُوْدِ كَكَوْنِ الْإِنْسَانِ نَاطِقًا

www.besturdubooks.net

وَالْحِمَارِ نَاهِقًا فَلَا حَاجَةَ إِلَى تَقْيِيْدِ الْإِقْتِضَاءِ بِالضَّرُوْرِيِّ.

ترجمہ: یعنی جب مقتضی پایا جائے تو مقتضی بھی پایا جائے جیسا کہ سورج کا طلوع ہونا اور دن کا موجود ہونا تو پہلے کا حکم تقاضا کرنے والا ہے دوسرے کے حکم کے لیے اور اقتضاء کا معنی متفقین فی الوجود پر صادق نہیں آتا جیسا کہ انسان کا ناطق ہونا اور حمار کا ناھق ہونا لہٰذا اقتضاء کو ضروری کے ساتھ مقید کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے ملازمہ کی تعریف کی وضاحت فرمائی ہے کہ مقتضی پائے جانے کے وقت مقتضی کا پایا جانا ضروری ہے۔ مثلاً طلوع شمس وجود نہار کا مقتضی ہے (بالفاظ دیگر دونوں میں ملازمہ ہے) چناں چہ طلوع شمس کے وقت مقتضی یعنی وجود نہار ضروری ہے۔ ملازمہ کی جو وضاحت شارح نے ذکر کی ہے، بعض حضرات نے اس میں اقتضائے ضروری کی قید کا اضافہ ضروری سمجھا ہے۔ کیوں کہ یہ تعریف متفقین فی الوجود پر بھی صادق آتی ہے۔ لیکن شارح کی رائے یہ ہے کہ اقتضاء کے معنی کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اس قید کا اضافہ ضروری سمجھا گیا ہے۔

ثُمَّ إِنَّهُ خَصَّ الْمُلَازَمَةَ بِالْحُكْمِ وَإِنْ كَانَتْ قَدْ تَحَقَّقَ بَيْنَ الْمُفْرَدَاتِ أَيْضًا إِمَّا لِأَنَّهَا مُخْتَصَّةٌ فِي الْإِصْطِلَاحِ بِالْقَضَايَا وَإِمَّا لِأَنَّ التَّلَازُمَ بَيْنَ الْمُفْرَدَاتِ فِي الْحَقِيْقَةِ تَلَازُمٌ بَيْنَ الْأَحْكَامِ كَمَا يَظْهَرُ بِأَدْنَى تَأَمُّلٍ وَالْحُكْمُ الْأَوَّلُ يَعْنِي الْمُقْتَضِيَ إِسْمَ الْفَاعِلِ يُسَمَّى مَلْزُوْمًا وَالْحُكْمُ الثَّانِي يَعْنِي الْمُقْتَضَى إِسْمَ مَفْعُوْلٍ يُسَمَّى لَازِمًا وَقَدْ يَكُوْنُ الْإِسْتِلْزَامُ مِنَ الْجَانِبَيْنِ فَأَيٌّ يُتَصَوَّرُ مُقْتَضِيًا يُسَمَّى مَلْزُوْمًا وَأَيٌّ يُتَصَوَّرُ مُقْتَضًى يُسَمَّى لَازِمًا.

ترجمہ: پھر ماتن نے ملازمہ کو حکم کے ساتھ خاص کیا ہے اگر چہ یہ ملازمہ مفردات کے درمیان بھی پایا جاتا ہے یا تو اس لیے کہ ملازمہ اصطلاح میں قضایا کے ساتھ خاص ہے یا اس لیے کہ مفردات کے درمیان تلازم درحقیقت احکام کے درمیان تلازم ہے۔ جیسا کہ تھوڑے سے غور و فکر سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے اور پہلا حکم یعنی مقتضی اسم فاعل کے صیغہ کے ساتھ اس کو ملزوم

www.besturdubooks.net

کہا جاتا ہے اور دوسرا حکم یعنی مقتضی اسم مفعول کے صیغہ کے ساتھ اسے لازم کہا جاتا ہے اور کبھی استلزام دونوں طرف سے پایا جاتا ہے تو ان میں سے جس کو مقتضی تصور کیا جائے اس کو ملزوم اور جس کو مقتضی تصور کیا جائے اس کو لازم کہا جائے گا۔

تشریح: اس عبارت میں ایک سوال کا جواب ہے کہ ملازمہ کی تعریف میں کہا گیا "ھی کون الحکم ... الخ" اس سے محسوس ہوتا ہے کہ تلازم مختص بالقضایا ہے حالاں کہ تلازم مفردات میں بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ انسان اور ضاحک میں، تو شارح نے اس کے دو جواب دیئے ہیں:

(۱) فرمایا کہ ملازمہ کی یہ اصطلاح اس تلازم کے ساتھ مختص ہے جو قضایا میں ہوتا ہے کیوں کہ دلائل کا جائزہ لینے کے لیے یہ اصطلاح وضع کی گئی ہے نہ کہ تلازم کا جائزہ لینے کے لیے اور اہل فن اپنے دائرہ کار میں گفتگو کرتے ہیں۔

(۲) مفردات میں تلازم بھی دراصل احکام میں تلازم ہے مثلاً انسان اور ضاحک کے تلازم کا مطلب بھی یہ ہے کہ "کلما وجد الانسان وجد الضاحك"۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ قُدِّسَ سِرُّهُ بَيَّنَ الْمَلْزُوْمَ وَاللَّازِمَ وَلَمْ يُبَيِّنِ الْمَدْلُوْلَ مَعَ الدَّلِيْلِ لِأَنَّهُ كَثِيْرًا مَا يَرِدُ الْمَنْعُ عَلَى بُطْلَانِ اللَّازِمِ كَمَا يَرِدُ عَلَى أَصْلِ الْمُلَازَمَةِ وَلِهٰذَا أَرْدَفَ تَعْرِيْفَهَا بِتَعْرِيْفِ الْمَنْعِ،

ترجمہ: پھر جان لیجئے کہ ماتن قدس سرہ نے لازم اور ملزوم دونوں کو بیان کیا ہے لیکن دلیل کے ساتھ مدلول کو بیان نہیں کیا اس لیے کہ جس طرح منع اصل ملازمہ پر وارد کی جاتی ہے اسی طرح بطلان لازم پر بھی منع وارد کی جاتی ہے اسی لیے ملازمہ کی تعریف کے بعد منع کی تعریف کو ذکر کیا۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے ایک ضابطہ بیان کیا ہے جس سے مصنف رحمہ اللہ کی عبارت کے درمیان ربط پر بھی روشنی پڑ رہی ہے، چناں چہ شارح نے فرمایا کہ جو تعلق ملازمہ اور لازم کے درمیان ہے وہی تعلق دلیل اور مدلول میں بھی ہے لیکن مصنف نے جب دلیل کا ذکر کیا تو مدلول کا ذکر ترک کر دیا جب کہ ملازمہ کے ذکر میں لازم کی بھی وضاحت کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ منع جس طرح ملازمہ پر وارد ہوتی ہے اسی طرح لازم پر بھی، اس لئے دونوں کی

www.besturdubooks.net

وضاحت ضروری تھی، نیز اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ملازمہ کے ساتھ منع کا تعلق زیادہ ہے اس قرب کی وجہ سے ملازمہ کے پہلو میں منع کو ذکر کیا۔

وَ قَالَ الْمَنْعُ طَلَبُ الدَّلِيْلِ عَلٰى مُقَدِّمَةٍ مُعَيَّنَةٍ وَيُسَمّٰى ذٰلِكَ الطَّلَبُ مُنَاقَضَةً وَنَقْضًا تَفْصِيْلِيًّا أَيْضًا كَمَا يُسَمّٰى مَنْعًا.

ترجمہ: اور فرمایا کہ منع کسی معین مقدمہ پر دلیل طلب کرنے کو کہتے ہیں اور اس طلب کو مناقضہ اور نقض تفصیلی بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ اس کو منع کہا جاتا ہے۔

تشریح: منع کی تعریف:

اس عبارت میں منع کی تعریف اور اس کے نام ذکر کیے گئے ہیں، جو ترجمہ سے واضح ہیں۔

تَرَكَ إِضَافَةَ الْمُقَدِّمَةِ إِلٰى ضَمِيْرِ الدَّلِيْلِ لِأَنَّهُ يُوْهِمُ ظَاهِرُهُ أَنَّ الْمَطْلُوْبَ طَلَبُ دَلِيْلٍ عَلٰى مُقَدِّمَةِ ذٰلِكَ الدَّلِيْلِ الْمَطْلُوْبِ وَلَيْسَ الْأَمْرُ كَذٰلِكَ.

ترجمہ: مصنف رحمہ اللہ نے ضمیر کی جانب مقدمہ کی اضافت نہیں کی کیوں کہ عبارت کے ظاہر سے یہ وہم ہوسکتا تھا کہ مقصود اس دلیل مطلوب کے مقدمہ پر دلیل طلب کرنا ہے حالاں کہ معاملہ ایسا نہیں۔

تشریح: مصنف اور دیگر مصنفین کی عبارات کے درمیان موازنہ:

عام مصنفین نے منع کی تعریف میں مقدمہ کی اضافت ضمیر کی طرف کی ہے لیکن مصنف رحمہ اللہ نے اس اضافت کو ترک کیا ہے، اس ترک کی وجہ دوسروں کی عبارت پر ہونے والے اعتراض سے بچنا ہے۔

اعتراض: ھو ضمیر کے مرجع میں دو احتمال ہیں: (۱) طلب دلیل (۲) دلیل، پہلے احتمال کی صورت میں مطلب یہ بنے گا کہ منع سے مقصود دلیل مطلوب کے کسی معین مقدمہ پر دلیل کا مطالبہ ہے، جب کہ ایسا نہیں کیوں کہ دلیل مطلوب تو وہ ہوتی ہے جو مانع کے مطالبے پر معلل پیش کرے اگر چہ اس اعتراض سے خلاصی ہوسکتی ہے کہ ضمیر کا مرجع دلیل ہے لیکن مصنف رحمہ اللہ کی عبارت ایسی صاف ہے کہ اس کی طرف اشکال متوجہ ہی نہیں ہوتا۔

www.besturdubooks.net

وَقَيَّدَهَا بِالْمُعَيَّنَةِ لِئَلَّا يَرِدَ النَّقْضُ الْإِجْمَالِيُّ.

ترجمہ: مقدمہ کو معینہ کے ساتھ مقید کیا تاکہ نقض اجمالی سے احتراز ہو جائے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ نے معینہ کی قید کا فائدہ بیان کیا ہے کہ یہ قید نقض اجمالی کو تعریف سے خارج کرنے کے لئے لگائی گئی ہے کہ نقض اجمالی کا مقصود اگرچہ ابطال دلیل ہے لیکن اس میں ضمناً دعویٰ پر دلیل کا مطالبہ ہوتا ہے۔ نقضِ تفصیلی اور اجمالی میں قدرِ مشترک مطالبہ دلیل ہے لیکن مابہ الفرق مقدمہ معینہ پر دلیل کا مطالبہ ہے۔

قِيلَ الْمَنْعُ قَدْ يَرِدُ عَلَى كِلْتَا مُقَدِّمَتَيِ الدَّلِيلِ عَلَى التَّفْصِيلِ كَمَا إِذَا قَالَ الْمُعَلِّلُ الزَّكَاةُ وَاجِبَةٌ فِي حُلِيِّ النِّسَاءِ لِأَنَّهُ مُتَنَاوِلُ النَّصِّ وَهُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ((أَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ)) وَكُلُّ مَاهُوَ مُتَنَاوِلُ النَّصِّ فَهُوَ جَائِزُ الْإِرَادَةِ وَكُلُّ مَاهُوَ جَائِزُ الْإِرَادَةِ فَهُوَ مُرَادٌ يُنْتِجُ أَنَّ مَحَلَّ النِّزَاعِ مُرَادٌ فَيَقُولُ السَّائِلُ لَانُسَلِّمُ أَنَّ مَحَلَّ النِّزَاعِ مُتَنَاوِلُ النَّصِّ وَإِنْ سَلَّمْنَاهُ لٰكِنْ لَا نُسَلِّمُ أَنَّ كُلَّ مَاهُوَ مُتَنَاوِلُ النَّصِّ فَهُوَ جَائِزُ الْإِرَادَةِ وَإِنْ سَلَّمْنَا ذٰلِكَ لٰكِنْ لَا نُسَلِّمُ أَنَّ كُلَّ مَاهُوَ جَائِزُ الْإِرَادَةِ فَهُوَ مُرَادٌ وَلَا يَذْهَبُ عَلَيْكَ أَنَّ ذٰلِكَ مُنُوعٌ لَا مَنْعٌ وَاحِدٌ فَالْحَقُّ مَا ذَكَرَهُ قُدِّسَ سِرُّهُ.

ترجمہ: یہ بھی کہا گیا ہے کہ کبھی منع بالتفصیل دلیل کے دونوں مقدموں پر وارد ہوتی ہے جیسا کہ جب معلل نے کہا کہ عورتوں کے زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے اس لیے کہ نص اس کو شامل ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو" اور ہر وہ چیز جس کو نص شامل ہو وہ جائز الارادہ ہوتی ہے اور جو جائز الارادہ ہوگی وہ مراد ہوتی ہے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ جس بات میں نزاع ہے وہ مراد ہے۔ سو سائل کہے گا کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ محل نزاع کو نص شامل ہے اور اگر اس کو تسلیم کرلیں تو یہ تسلیم نہیں کریں گے کہ جس کو بھی نص شامل ہو وہ جائز الارادہ ہوتی ہے اگر اس کو بھی مان لیں تو یہ بات ہمیں تسلیم نہیں کہ جو بھی جائز الارادہ ہو وہ مراد ہوتی ہے اور آپ پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ یہ ایک منع نہیں بلکہ کئی منعیں ہیں لیکن صحیح وہی

www.besturdubooks.net

ہے جس کو ماتن قدس سرہ نے ذکر کیا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں منع کی تعریف پر ہونے والے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے کہ منع کی تعریف میں کہا گیا ہے دلیل کے کسی ایک مقدمہ پر مطالبہ دلیل کا نام منع ہے جب کہ منع دلیل کے جمیع مقدمات پر بھی وارد ہوتی ہے۔ مثلاً احناف کے ہاں زیورات میں زکوٰۃ ہے اس پر دلیل قائم کرتے ہوئے احناف نے مقدمے پیش کیے۔

(۱) زیورات نص "زکوٰۃ اموالکم" کے مشتملات میں سے ہے۔ (۲) نص کے جمیع مشتملات کے بارے میں ممکن ہے کہ ان کا ارادہ کیا جا سکے۔ (۳) ممکن الارادہ امور کا مراد ہونا بھی ممکن ہے۔ شافعیہ نے اس کے ہر مقدمے پر منع وارد کی ہے۔ (۱) مقدمہ کے متعلق کہا کہ ہوسکتا ہے کہ اس نص میں اموال کی تخصیص کی گئی ہو۔ (۲) مقدمہ کے بارے میں کہا کہ ہوسکتا ہے کہ زیورات کسی مانع کی وجہ سے جائز الارادہ نہ ہوں۔ (۳) مقدمہ کے بارے میں کہا کہ ہوسکتا ہے جائز الارادہ ہونے کے باوجود کسی مانع کی وجہ سے مراد نہ ہو تو دیکھو یہاں منع دلیل کے تمام مقدمات پر وارد کی گئی ہے اور آپ نے کہا کہ منع صرف ایک مقدمہ پر وارد ہوتی ہے۔

جواب: اس سوال میں مذکور منوع متعدد ہیں ہماری تعریف منع واحد کی ہے۔

وَلِكَوْنِ الْمُقَدِّمَةِ مَأْخُوذَةً فِي تَعْرِيفِ الْمَنْعِ لَا بُدَّ مِنْ بَيَانِ مَعْنَاهَا فَلِذَا قَالَ:

ترجمہ: اور مقدمہ منع کی تعریف میں مذکور ہے لہٰذا اس کا معنیٰ بیان کرنے کی ضرورت تھی سو فرمایا:

تشریح: اس عبارت میں عباراتِ متن کے درمیان ربط بیان کیا گیا ہے کہ تعریف منع میں چوں کہ لفظ مقدمہ مذکور ہے اس لیے منع کے پہلو میں مقدمہ کی تعریف کا ذکر ضروری ہے تاکہ منع کو کما حقہ سمجھا جا سکے۔

اَلْمُقَدِّمَةُ مَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ صِحَّةُ الدَّلِيْلِ أَعَمُّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ جُزْءً مِنَ الدَّلِيْلِ أَوْ لَا.

ترجمہ: مقدمہ وہ ہوتا ہے جس پر دلیل کی صحت موقوف ہو چاہے وہ دلیل کا حصہ ہو یا نہ ہو۔

تشریح: اس عبارت میں مقدمہ کی تعریفیں بیان کی ہیں اور تفصیل شرح میں آ رہی ہے۔

www.besturdubooks.net

شارح رحمۃ اللہ علیہ نے اس توقف میں عموم پیدا کر کے فرمایا کہ دلیل اس پر اس حیثیت سے موقوف ہو کہ وہ مقدمہ دلیل کا حصہ بنے یا نہ بنے بلکہ دلیل کے لیے شرط بنے۔

فَكَانَ تَعْرِيْفُ الْمُقَدِّمَةِ مِنْ تَتِمَّةِ تَعْرِيْفِ الْمَنْعِ.

ترجمہ: اس لحاظ سے مقدمہ کی تعریف منع کی تعریف کا تتمہ ہے۔

تشریح: اس عبارت کا تعلق شارح کی عبارت "لا بد من بیان معناها" سے ہے کہ منع کے پہلو میں مقدمہ کی تعریف مذکور ہونے کی وجہ سے گویا مقدمہ منع کی تعریفات کے تتمات میں سے ہے۔

وَلَا شَكَّ فِيْ أَنَّ قَيْدَ الْحَيْثِيَّاتِ يُعْتَبَرُ فِي التَّعْرِيْفَاتِ فَكَانَ حَاصِلُ تَعْرِيْفِ الْمَنْعِ طَلَبُ الدَّلِيْلِ عَلٰى مُقَدِّمَةٍ مُعَيَّنَةٍ مِنْ حَيْثُ هِيَ مُقَدِّمَةٌ فَلَا يَرِدُ النَّقْضُ بِطَلَبِ الدَّلِيْلِ عَلٰى مُدَّعًى هُوَ فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ جُزْءُ دَلِيْلٍ.

ترجمہ: اور کوئی شک نہیں کہ تعریفات میں حیثیات کا اعتبار کیا جاتا ہے تو منع کی تعریف کا حاصل یہ ہوگا کہ مقدمہ معینہ پر اس حیثیت سے دلیل طلب کرنا کہ وہ مقدمہ ہے لہٰذا اس حیثیت سے ایسے مدعا پر دلیل طلب کرنے کی صورت میں نقض وارد نہ ہوگا جو کہ نفس الامر میں دلیل کا جز ہو۔

تشریح: اس عبارت میں منع کی تعریف پر ہونے والے ایک اشکال کا جواب ہے۔
وہ اشکال یہ ہے کہ دعویٰ بھی نفس الامر میں دلیل ہوتا ہے اور اس پر بھی دلیل کا مطالبہ ہوتا ہے حالاں کہ اس مطالبہ کو منع نہیں کہتے اور یہ اشکال مقدمہ کی تعریف کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

جواب: منع کی تعریف میں جو کہا گیا کہ مقدمہ معینہ پر دلیل کا مطالبہ منع ہے اس میں حیثیت کی قید کا اعتبار کرنا ضروری ہے کہ اس حیثیت سے کہ وہ جزء دلیل مقدمہ بھی ہو چناں چہ دعویٰ اگرچہ جزء دلیل ہے لیکن مقدمہ دلیل نہیں ہے۔

ثُمَّ قِيْلَ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ إِنَّ الْأَوْلٰى أَنْ يُفَسَّرَ الْمَنْعُ بِمَعْنَى الْمَبْنِيِّ لِلْمَفْعُوْلِ بِكَوْنِ الْمُقَدِّمَةِ بِحَيْثُ يُطْلَبُ عَلَيْهَا الدَّلِيْلُ وَالْبَاعِثُ لَهٗ عَلَى الْعُدُوْلِ عَنْ

www.besturdubooks.net

كَوْنِهٖ مَبْنِيًّا لِلْفَاعِلِ كَمَا هُوَ الظَّاهِرُ أَنَّهٗ لَا يَظْهَرُ مَعْنٰى قَوْلِ الْمَانِعِ هٰذِهِ الْمُقَدِّمَةُ مَمْنُوْعَةٌ وَلَا يَذْهَبُ عَلَيْكَ أَنَّ مَعْنَاهُ أَنَّهَا مَطْلُوْبٌ عَلَيْهَا الدَّلِيْلُ.

ترجمہ: پھر اس مقام پر یہ کہا گیا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ منع کی تفسیر مبنی للمفعول کے معنی میں کی جائے کہ مقدمہ کا اس حیثیت سے ہونا کہ اس پر دلیل طلب کی جائے اور مصنف رحمہ اللہ کے منع کو مبنی للفاعل کے معنی کو چھوڑ کر مبنی للمفعول کے معنی کی جانب عدول کی وجہ یہ ہے کہ یہ مقدمہ ممنوعہ ہے اس قول کا معنی ظاہر نہیں ہوتا جیسا کہ کلام سے ظاہر ہے اور یہ بات مخفی نہ رہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس پر دلیل طلب کی جارہی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں مذکور مصدر طلب کی وضاحت کی ہے فرمایا اصل تو یہ ہے کہ اس کو مبنی للفاعل کیا جائے لیکن اس مقام پر اولیٰ یہ ہے کہ اسے مبنی للمفعول مان کر تعریف کی جائے، مطلب یہ بنے گا کہ مقدمہ کا اس طرح ہونا کہ اس پر دلیل طلب کی جائے اور اصل سے عدول کی وجہ یہ ہے کہ اہل فن یہ جملہ بولتے ہیں هذه المقدمة ممنوعة اس عبارت میں منع چوں کہ مقدمہ کی صفت ہے، اور اہل فن کے کلام کی تغلیط نہیں کرنی چاہیے۔

وَقِيْلَ إِنَّ تَعْرِيْفَ الْمُقَدِّمَةِ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ يُوْجِبُ أَنْ يُّثْبِتَ الْمَانِعُ تَوَقُّفَ صِحَّةِ الدَّلِيْلِ عَلٰى مَا يَمْنَعُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ مَنْعُهٗ مَسْمُوْعًا وَفِيْ كَثِيْرٍ مِّمَّا شَاعَ فِيْهِ الْمَنْعُ ذٰلِكَ مُشْكِلٌ كَإِنْتَاجِ الدَّلِيْلِ وَ إِيْجَابِ الصُّغْرٰى وَكُلِّيَّةِ الْكُبْرٰى فَإِنَّ تَوَقُّفَ الصِّحَّةِ عَلَيْهَا غَيْرُ مُسَلَّمٍ لِجَوَازِ أَنْ تَكُوْنَ الصِّحَّةُ مَوْقُوْفَةً عَلٰى إِنْدِرَاجِ الْأَصْغَرِ تَحْتَ الْأَوْسَطِ وَ تَكُوْنَ هٰذِهِ الْأُمُوْرُ مِنْ لَوَازِمِ ذٰلِكَ الْإِنْدِرَاجِ وَلَازِمُ الْمَوْقُوْفِ عَلَيْهِ لَا يَجِبُ أَنْ يَّكُوْنَ مَوْقُوْفًا عَلَيْهِ وَإِثْبَاتُ التَّوَقُّفِ دُوْنَهٗ خَرْطُ الْقَتَادِ.

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ اس طریقہ سے مقدمہ کی تعریف کرنے سے لازم آتا ہے کہ مانع ثابت کرے کہ جس پر اس نے منع وارد کی ہے دلیل کی صحت کا مدار بھی اسی پر ہے تاکہ اس کی منع قابل سماعت ہو اور جن میں یہ بات پائی جاتی ہے ان میں سے اکثر میں یہ بات ثابت کرنا

www.besturdubooks.net

مشکل ہے۔ جیسا کہ کبھی دلیل نتیجہ کے صحیح ہونے پر موقوف ہوتی ہے اور نتیجہ کا صحیح ہونا ایجاب صغریٰ اور کلیہ کبریٰ پر موقوف ہے۔ اور صحت کا اس پر موقوف ہونا مسلّم نہیں کیوں کہ ممکن ہے کہ صحت دلیل حد اصغر کے حد اوسط کے تحت مندرج ہونے پر موقوف ہو اور یہ امور اس اندراج کے لوازم میں سے ہوں جب کہ یہ ضروری نہیں کہ موقوف کا لازم موقوف علیہ ہی ہو اور توقف کا اثبات اس کے بغیر بے سود ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے ایک فائدہ بیان کیا ہے کہ مقدمہ کی مذکورہ تعریف کے پیش نظر منع وارد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جس مقدمے پر منع وارد کی جائے اس مقدمہ کے بارے میں ثابت کیا جائے کہ صحت دلیل اس مقدمہ پر موقوف ہے اس کے بغیر منع وارد کرنا ایک فضول کام ہے اور یہ کس طرح ثابت ہوگا تفصیل عبارت میں مذکور ہے۔

ثُمَّ إِنَّهُ قَدْ يُذْكَرُ مَعَ الْمَنْعِ السَّنَدُ فَذَكَرَهُ بِقَوْلِهِ.

ترجمہ: پھر کبھی منع کے ساتھ سند بھی مذکور ہوتی ہے۔

اَلسَّنَدُ وَهُوَ فِي اللُّغَةِ وَكَذَا الْمُسْتَنَدُ وَمَا اُسْتُنِدَتْ إِلَيْهِ مِنْ حَائِطٍ أَوْ غَيْرِهِ وَفِي اِصْطِلَاحِ أَهْلِ الْمُنَاظَرَةِ مَا يُذْكَرُ لِتَقْوِيَةِ الْمَنْعِ وَيُسَمّٰى مُسْتَنَدًا أَيْضًا سَوَاءٌ كَانَ مُفِيدًا فِي الْوَاقِعِ أَوْ لَا وَيَنْدَرِجُ فِيهِ الصَّحِيحُ وَالْفَاسِدُ.

ترجمہ: السند اور اسی طرح مستند لغت میں اس کو کہا جاتا ہے جس کی جانب آپ ٹیک لگائیں جیسا کہ دیوار وغیرہ اور اہل مناظرہ کی اصطلاح میں سند اس کو کہا جاتا ہے جس کو منع کی تقویت کے لیے ذکر کیا جائے اور اس کو مستند بھی کہا جاتا ہے خواہ واقع میں وہ مفید ہو یا نہ ہو اور اس میں صحیح و فاسد دونوں داخل ہیں۔

تشریح: اس عبارت میں سند کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور سند کے نام ذکر کیے گئے ہیں جو ترجمہ سے واضح ہے۔ سواء کان مفیدا فی الواقع أولا۔ اس عبارت میں تعریف سند پر ایک قید کا اضافہ کیا گیا ہے۔ و یندرج فیہ الصحیح والفاسد۔ اس عبارت میں اضافی قید کا فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ سند کی دو قسمیں ہوں گی (۱) سند صحیح (۲) سند فاسد۔

www.besturdubooks.net

وَالْأَوَّلُ إِنَّمَا يَكُوْنُ أَخَصَّ أَوْ مُسَاوِيًا لِنَقِيْضِ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ.

ترجمہ: پہلی یعنی سند صحیح وہ ہوتی ہے جو مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے اخص ہو یا اس کے مساوی ہو۔

تشریح: اس عبارت میں سند صحیح کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔

(۱) وہ سند جو مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے اخص ہو اور اخص کے بارے میں چوں کہ قاعدہ ہے کہ جہاں اخص پایا جائے وہاں اعم کا پایا جانا ضروری ہے، مثلاً جہاں انسان پایا جائے وہاں حیوان کا پایا جانا ضروری ہے لہٰذا سند اگر مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے اخص ہوگی تو مقدمہ ممنوعہ کی نقیض کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۲) سند مقدمہ ممنوع کی نقیض کے مساوی ہو، اور متساویین کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک کے پائے جانے کی صورت میں دوسرا پایا جائے۔ چناں چہ ایسی سندیں پیش کرنے سے مقدمہ ممنوعہ کی چوں کہ نقیض ثابت ہو جاتی ہے لہٰذا ایسی سندیں مقوی منع ہیں۔

وَالثَّانِيْ إِنَّمَا هُوَ الْأَعَمُّ مِنْهُ مُطْلَقًا أَوْ مِنْ وَجْهٍ.

ترجمہ: اور دوسری یعنی سند فاسد وہ ہوتی ہے جو مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے عام مطلق ہو یا عام من وجہ ہو۔

تشریح: اس عبارت میں سند فاسد کی اقسام ذکر کی گئی ہیں۔(۱) سند مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے عام مطلق ہو۔(۲) عام من وجہ ہو۔ چوں کہ اعم کے بارے میں قاعدہ ہے کہ جہاں اعم ہو وہاں اخص کا تحقق ضروری نہیں مثلاً حیوان اور انسان، ابیض اور بکر، تو ایسی سند کے ثبوت سے مقدمہ ممنوعہ کی نقیض چوں کہ ثابت نہیں ہو سکتی اس لئے سند کی یہ اقسام تقویت سند کے لیے مفید نہیں۔

وَقِيْلَ إِنَّ الْأَعَمَّ لَيْسَ بِسَنَدٍ مُصْطَلَحٍ وَلِهٰذَا يَقُوْلُوْنَ فِيْهِ إِنَّ هٰذَا لَا يَصْلُحُ لِلسَّنَدِيَّةِ.

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ اعم اصطلاح کے مطابق سند نہیں ہے اور اسی وجہ سے اس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ یہ سندیت کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

تشریح: شارح رحمہ اللہ نے سندِ اعم یعنی سند فاسد کو بھی سند کہا ہے۔ لیکن بعض مصنفین فرماتے

www.besturdubooks.net

ہیں کہ سند اَعم سند مصطلح نہیں ہے کیوں کہ اہل فن ایسی اسناد کے بارے میں کہتے ہیں "ان ھذا لا یصلح للسندیة".

وَفِيْهِ أَنَّ مَعْنٰى قَوْلِهِمْ إِنَّ مَا ذُكِرَتْ لِلتَّقْوِيَةِ لَيْسَ بِمُفِيْدٍ لَهَا لَا أَنَّهُ لَيْسَ بِسَنَدٍ.

ترجمہ: اور اس کے بارے میں ان کے قول کا معنیٰ یہ ہے کہ سند تقویت کے لیے ذکر کی جاتی ہے جب کہ یہ سند تقویت کا فائدہ ہی نہیں دے رہی یہ مطلب نہیں کہ وہ بالکل سند ہی نہیں۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے بعض مصنفین کے مستدل کا جواب دیا ہے کسی شئے سے جب مقصد اصلی حاصل نہ ہو تو اس کو مبالغتاً کالعدم قرار دینا کلام عرب میں شائع ہے تو اہل فن کا ایسی سندوں کو سند نہ کہنا اسی قبیل سے ہے۔

ثُمَّ لَمَّا فَرَغَ مِنْ بَيَانِ النَّقْضِ التَّفْصِيْلِيِّ الَّذِيْ هُوَ الْمَنْعُ وَ بَيَانِ مَا يُذْكَرُ لِتَقْوِيَتِهِ أَرَادَ أَنْ يُبَيِّنَ النَّقْضَ الْإِجْمَالِيَّ.

ترجمہ: پھر جب مصنف رحمہ اللہ نقض تفصیلی کے بیان سے فارغ ہوئے جسے منع کہا جاتا ہے اور اس چیز کے بیان سے جو اس کی تقویت کے لیے ذکر کی جاتی ہے تو ارادہ فرمایا کہ نقض اجمالی کو بیان فرمائیں۔

تشریح: سابق میں مقدمہ اور سند کا ذکر چوں کہ منع کے تتمہ کے طور پر تھا لہٰذا شارح رحمہ اللہ نے اس پر تنبیہ پیش کی ہے کہ نقض منع کا تتمہ نہیں بلکہ ایک مستقل اصطلاح ہے۔

فَقَالَ اَلنَّقْضُ وَهُوَ فِي اللُّغَةِ الْكَسْرُ وَ فِيْ اِصْطِلَاحِ النُّظَّارِ إِبْطَالُ الدَّلِيْلِ أَيْ دَلِيْلُ الْمُعَلِّلِ بَعْدَ تَمَامِهِ مُتَمَسِّكًا بِشَاهِدٍ يَدُلُّ عَلٰى عَدَمِ اِسْتِحْقَاقِهِ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِهِ وَهُوَ أَيْ عَدَمُ اِسْتِحْقَاقِهِ اِسْتِلْزَامُهُ فَسَادًا مَّا

ترجمہ: سو فرمایا کہ النقض لغت میں توڑنے کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں نقض کہتے ہیں کہ معلل کی دلیل پوری ہو جانے کے بعد اس کی دلیل کو باطل کرنا اس حال میں کہ وہ ایسے شاہد

www.besturdubooks.net

کے ساتھ دلیل پکڑنے والا ہو جو معلل کے لیے استدلال کے عدم استحقاق پر دلالت کرے اور یہ عدم استحقاق اس کے کسی نہ کسی فساد کو لازم ہو۔

تشریح: اس عبارت میں نقض کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیا گیا ہے۔

نقض اصطلاحی معنی: معلل کی دلیل پوری ہو جانے کے بعد دلیل کو باطل کرنا ایسے شاہد سے دلیل پکڑتے ہوئے جو اس بات پر دلالت کرے کہ معلل کو اس دلیل سے استدلال کا حق نہیں، کیوں کہ اس دلیل سے استدلال کرنا کسی نہ کسی فساد کو مستلزم ہے۔

أَعَمُّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ تَخَلُّفُ الْمَدْلُوْلِ عَنِ الدَّلِيْلِ بِأَنْ يُوْجَدَ الدَّلِيْلُ فِيْ مَوْضِعٍ وَلَمْ يُوْجَدِ الْمَدْلُوْلُ فِيْهِ أَوْ فَسَادًا آخَرَ مِثْلَ لُزُوْمِ الْمُحَالِ عَلٰى تَقْدِيْرِ تَحَقُّقِ الْمَدْلُوْلِ وَيَتَّضِحُ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِ.

ترجمہ: عام ہے اس بات سے کہ مدلول دلیل سے جدا ہو جائے، بایں صورت کہ کسی مقام پر دلیل تو پائی جائے لیکن مدلول نہ پایا جائے، یا کوئی اور فساد لازم آئے، مثلاً مدلول کے تحقق کی صورت میں کوئی محال لازم آتا ہو اور اس بات کی وضاحت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ہوتی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں، متن میں مذکور لفظ "ما" کی وضاحت ہے کہ لزوم فساد کی استقراءً دو صورتیں ہیں:

(۱) تخلف المدلول عن الدلیل یعنی دلیل ہے مدلول نہیں۔

(۲) مدلول کا تحقق کسی محال کو مستلزم ہے۔

وَفُصِّلَ أَيِ النَّقْضُ بِدَعْوَى التَّخَلُّفِ أَوْ لُزُوْمِ مُحَالٍ وَيُسَمّٰى نَقْضًا إِجْمَالِيًّا أَيْضًا يَعْنِيْ كَمَا أَنَّهُ يُطْلَقُ لَفْظُ مُطْلَقِ النَّقْضِ عَلَى الْمَذْكُوْرِ يُطْلَقُ النَّقْضُ الْمُقَيَّدُ بِالْإِجْمَالِيِّ أَيْضًا عَلَيْهِ بِخِلَافِ الْمَنْعِ فَإِنَّهُ لَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ إِلَّا مُقَيَّدًا بِالتَّفْصِيْلِيِّ.

ترجمہ: نقض کی تفصیل کی جاتی ہے تخلف کے دعویٰ کے ساتھ یا لزوم محال کے ساتھ اور اس

www.besturdubooks.net

کا نام نقض اجمالی بھی رکھا جاتا ہے، یعنی جیسا کہ مطلق نقض کا لفظ اس پر بولا جاتا ہے اسی طرح نقض اجمالی کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے۔ بخلاف منع کے اس لیے کہ اس پر تو صرف اور صرف نقض اور صرف نقض تفصیلی کے ساتھ مقید ہی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں استلزام کی وضاحت اور نقض کا دوسرا نام بتایا گیا ہے، چناں چہ شارح فرماتے ہیں کہ ابطالِ دلیل کو نقض بھی کہتے ہیں اور نقض اجمالی بھی کہتے ہیں کیوں کہ اس میں دلیل کی غلطی کا موقع متعین نہیں کیا جاتا۔ بخلاف منع کے کہ اس میں طلب دلیل کے موقع کو متعین کر دیا جاتا ہے اس لیے اسے نقض تفصیلی کہتے ہیں۔

فَالشَّاهِدُ مَا يَدُلُّ عَلٰى فَسَادِ الدَّلِيْلِ لِلتَّخَلُّفِ أَوْ لِاِسْتِلْزَامِهٖ مُحَالًا.

ترجمہ: شاہد وہ ہے جو دلیل کے فساد پر دلالت کرے، چاہے فساد تخلف کی وجہ سے ہو یا لازم محال کی وجہ سے۔

تشریح: اس عبارت میں نقض کے تتمہ کے طور پر شاہد کی تعریف کی گئی ہے۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ التَّعْرِيْفَ الْمَشْهُوْرَ لِلنَّقْضِ وَهُوَ تَخَلُّفُ الْحُكْمِ عَنِ الدَّلِيْلِ عَدَلَ الْمُصَنِّفُ عَنْهُ لِاَنَّهٗ يَرِدُ عَلَيْهِ أَنَّ النَّقْضَ لَا يَخْتَصُّ بِالتَّخَلُّفِ كَمَا عَرَفْتَ وَ أَنَّ النَّقْضَ صِفَةُ النَّاقِضِ وَالتَّخَلُّفُ صِفَةُ الْحُكْمِ وَ يُمْكِنُ الْجَوَابُ عَنِ الْأَوَّلِ بِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْحُكْمِ الْمَدْلُوْلِ أَعَمُّ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ مُدَّعًى أَوْ غَيْرَهٗ فَيَكُوْنُ الْمَعْنٰى اِنْتِفَاءُ الْمَدْلُوْلِ مَعَ وُجُوْدِ الدَّلِيْلِ وَ ذٰلِكَ يَكُوْنُ بِوَجْهَيْنِ اَحَدُهُمَا اَنْ يُّوْجَدَ الدَّلِيْلُ فِيْ صُوْرَةٍ وَلَمْ يُوْجَدِ الْمَدْلُوْلُ فِيْهَا كَالتَّخَلُّفِ الْمَشْهُوْرِ وَالثَّانِيْ أَنْ يُّوْجَدَ وَلَا يُوْجَدُ مَدْلُوْلُهٗ أَصْلًا كَمَا إِذَا اسْتَلْزَمَ الْمُحَالَ غَايَتُهٗ أَنَّهٗ لَيْسَ بِظَاهِرٍ مَلَائِمُ الْاِرَادَةِ فِي التَّعْرِيْفِ وَ عَنِ الثَّانِيْ بِأَنَّ الْمُعَرَّفَ هُوَ النَّقْضُ الْاِصْطِلَاحِيُّ دُوْنَ اللُّغَوِيِّ الَّذِيْ هُوَ صِفَةُ النَّاقِضِ مَعَ أَنَّهٗ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ مَصْدَرًا مَبْنِيًّا لِلْمَفْعُوْلِ.

ترجمہ: پھر جان لیجیے کہ نقض کی مشہور تعریف یہ ہے کہ حکم کا دلیل سے تخلف ہو جائے اور اس

www.besturdubooks.net

مشہور تعریف سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے عدول کی وجہ یہ ہے کہ اس پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ نقض صرف تخلف کے ساتھ خاص نہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ اور (دوسرا اعتراض یہ ہے کہ) نقض ناقض کی صفت ہے اور تخلف حکم کی صفت ہے اور پہلے اعتراض کا یہ جواب یوں بھی دیا جاسکتا ہے کہ حکم سے مراد مدلول ہے، خواہ وہ مدعا ہو یا غیر مدعا۔ اب معنی یہ ہوگا کہ دلیل کے باوجود مدلول کا انتفا ہو اور یہ دو صورتوں میں ہوگا: ان میں سے ایک کی صورت یہ ہے کہ دلیل تو پائی جائے لیکن مدلول نہ پایا جائے، جیسا کہ وہ تخلف جو مشہور ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ دلیل پائی جائے لیکن مدلول بالکل نہ پایا جائے، جیسا کہ وہ دلیل محال کو مستلزم ہو اور زیادہ سے زیادہ یہ اشکال ہوگا کہ حکم سے مدلول مراد لینا ظاہر نہیں ہے حالاں کہ تعریف میں ظاہر مراد مناسب ہوتی ہے۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ نقض معرف تو نقض اصطلاحی ہے نہ کہ وہ لغوی جو کہ ناقض کی صفت ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مصدر مبنی للمفعول ہو۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کا موازنہ تعریف مشہور سے کیا گیا ہے۔ تعریف مشہور پر دو اعتراض ہوتے ہیں۔ پہلا اعتراض: نقض میں لزوم فساد کی دو صورتیں ہیں: (۱) تخلف المدلول عن الدلیل۔ (۲) لزوم محال اور یہ تعریف صرف قسم اوّل کو شامل ہے۔ دوسرا اعتراض: نقض ناقض کی صفت ہے اور اس تعریف سے حکم کی صفت محسوس ہو رہی ہے۔ شارح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعتراض اوّل کو حل کیا جاسکتا ہے کہ حکم سے مدلول مراد لیں اور مدلول میں تعمیم کریں خواہ وہ مدعیٰ ہو یا غیر مدعیٰ۔ (اس تعمیم کے لیے حکم میں تاویل کرنی پڑے گی، کیوں کہ حکم سے مراد قطعی طور پر دعویٰ ہے) اس تعمیم کے بعد تعریف مشہور کی عبارت "انتفاء المدلول مع وجود الدلیل" کی قوت میں ہو جائے گی چناں چہ انتفاء مدلول کی دو صورتیں ہوں گی: (۱) دلیل کسی صورت میں ہو اور اس صورت میں مدلول نہ ہو۔ اسے "تخلف المدلول عن الدلیل" کہیں گے۔ (۲) دلیل تو ہو لیکن مدلول کسی بھی صورت میں نہ ہو۔ اسے لزوم محال کہیں گے۔ مذکورہ تاویلات کے مطابق نقض کی یہ تعریف نقض کی دونوں قسموں کو شامل ہو جائے گی۔ ہاں! مذکورہ تاویلات اگرچہ خلاف ظاہر ہیں لیکن اس سے فقط تعریف کے الفاظ مخدوش ہوں گے فنی اور جوہری غلطی سے براءت پھر بھی ہو جائے گی اور اعتراض نمبر ۲ کو حل کرتے ہوئے شارح فرما رہے ہیں کہ یہ نقض اصطلاحی کی تعریف ہے اور ناقض کی صفت

www.besturdubooks.net

نقض لغوی ہے۔ مزید برآں فرماتے ہیں کہ یہ مبنی للمفعول بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن شارح کا جواب مخدوش ہے۔ اگر چہ اس تعریف مذکور پر ہونے والے اعتراض کو ان کے ذریعہ سے حل کیا جاسکتا ہے لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ایسی صریح ہے کہ اس پر اشکال متوجہ ہی نہیں ہوتا۔

وَ يَرِدُ عَلَى التَّعْرِيفَيْنِ أَنَّ النَّقْضَ بِحَسْبِ الْإِصْطِلَاحِ قَدْ يُطْلَقُ عَلَى مَعْنَيَيْنِ آخَرَيْنِ: أَحَدُهُمَا نَقْضُ الْمُعَرَّفَاتِ طَرْدًا وَ عَكْسًا وَالثَّانِي الْمُنَاقَضَةُ الَّتِي سَبَقَ ذِكْرُهَا وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ أَنَّ الْمُعَرَّفَ هُوَ النَّقْضُ الْمُقَابِلُ لِلْمَنْعِ السَّابِقِ ذِكْرُهُ الْوَارِدُ عَلَى دَلِيْلِ الْمُعَلِّلِ فَلَا ضَيْرَ فِي خُرُوْجِ النُّقُوْضِ الْوَارِدَةِ عَلَى التَّعْرِيْفَاتِ مِنَ التَّعْرِيْفِ.

ترجمہ: اور دونوں تعریفوں پر اعتراض ہوتا ہے کہ نقض اصطلاحی کا اطلاق مزید دو معانی پر بھی کیا جاتا ہے: ایک یہ کہ تعریفات کے جامع ہونے پر نقض وارد کیا جائے اور دوسرا مناقضہ کہ جس کا ذکر پہلے گزر چکا اور آپ پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ یہاں اس نقض کی تعریف کی جا رہی ہے جو اس منع کے مقابلے میں آیا ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا کہ جو معلل کی دلیل پر وارد ہوتا ہے۔ تو دونوں تعریفات پر وارد ہونے والے نقضوں کے اس تعریف سے نکل جانے کی وجہ سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں تعریفوں پر ہونے والے اعتراض کا جواب دیا ہے۔ اعتراض: مذکورہ تعریف صرف نقض اجمالی کو شامل ہے جب کہ نقض کی ایک قسم نقض تفصیلی بھی ہے اور اس طرح تعریفات پر طرد وعکس کے اعتبار سے جو اعتراض ہوتے ہیں ان کو بھی نقض کہتے ہیں، لہٰذا یہ تعریف جامع بجمیع المراد نہیں۔ جواب: ان تعریفات سے مقصود ہی نقض اجمالی کی تعریف ہے۔ نیز تعریفات پر ہونے والے اعتراضات کو استعارۃ نقض کہتے ہیں، جب کہ مذکورہ تعریف نقض حقیقی کی ہے۔

ثُمَّ الْأَسْوِلَةُ الْمَسْمُوْعَةُ الْوَارِدَةُ عَلَى دَلِيْلِ الْمُعَلِّلِ ثَلٰثَةٌ اَلْمَنْعُ وَالنَّقْضُ وَالْمُعَارَضَةُ فَالْأَوَّلَانِ مَا عَرَفْتَ وَالثَّالِثُ مَا فَسَّرَهُ بِقَوْلِهِ.

---

www.besturdubooks.net

ترجمہ: پھر معلل کی دلیل پر وارد ہونے والے قابل سماعت تین سوالات ہیں: المنع النقض اور المعارضہ۔ پہلے دو کو تو آپ جان چکے اور تیسرا وہ کہ جس کی تفسیر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول سے کی ہے۔

تشریح: پہلے چوں کہ شاہد کا ذکر نقض کے تتمہ کے طور پر تھا اس لیے شارح نے آگاہ کیا کہ آیندہ متن کی عبارت تتمۂ سابق نہیں بلکہ ایک مستقل اصطلاح ہے اور فرمایا کہ سائل تین طرح معلل کو ٹوک سکتا ہے بصورت منع، نقض اور معارضہ۔

وَالْمُعَارَضَةُ اِقَامَةُ الدَّلِيْلِ عَلٰى خِلَافِ مَا اَقَامَ الدَّلِيْلَ عَلَيْهِ الْخَصْمُ.

ترجمہ: خصم نے جس مدلول کو دلیل سے ثابت کیا ہے اس کے خلاف مدلول پر دلیل قائم کرنا۔

تشریح: اس عبارت میں معارضہ کی تعریف نقل کی گئی ہے۔ معارضہ میں خصم کی دلیل سے تعرض نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے مدلول کے خلاف مدلول کو دلیل سے ثابت کر کے گویا اجتماع نقیضین کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

وَالْمُرَادُ بِالْخِلَافِ مَا يُنَافِيْ مُدَّعَى الْخَصْمِ سَوَاءٌ كَانَ نَقِيْضَهٗ اَوْ مُسَاوِيَ نَقِيْضِهٖ اَوْ اَخَصَّ مِنْهُ لَا مَا يُغَايِرُهٗ مُطْلَقًا كَمَا يُشْعِرُ بِهٖ لَفْظُ الْخَصْمِ لِاَنَّهٗ اِنَّمَا يَتَحَقَّقُ الْمُخَاصَمَةُ لَوْ كَانَ مَدْلُوْلُ دَلِيْلِ اَحَدِهِمَا مُنَافِيْ مَدْلُوْلِ دَلِيْلِ الْاٰخَرِ.

ترجمہ: اور خلاف سے مراد وہ ہے کہ جو مدمقابل کے دعوے کے منافی ہو، خواہ وہ اس کی نقیض ہو یا اس کی نقیض کے مساوی یا اس سے اخص ہو۔ خلاف سے یہ مراد نہیں کہ جو مطلقاً اس کے مغایر ہو۔ جیسا کہ خصم کے لفظ سے سمجھا جا رہا ہے۔ اس لیے کہ مخاصمت کا تحقق اس وقت ہوگا جب کہ ان دونوں میں سے ایک کی دلیل کا مدلول دوسرے کی دلیل کے مدلول کے منافی ہوگا۔

تشریح: اس عبارت میں متن میں مذکور لفظ "خلاف" کی وضاحت کی گئی ہے کہ معارض جو خصم کے خلاف مدلول کو ثابت کرے یہ مخالفت محض مغایرت نہیں ہونی چاہیے جو اختلاف مفہوم کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے بلکہ یہ مخالفت بصورت تنافی ہونی چاہیے، مثلاً: معارض کا مدلول خصم

www.besturdubooks.net

کے مدلول کی نقیض ہو یا اس کے نقیض کے مساوی ہو یا اخص ہو۔ اس پر قرینہ لفظ خصم ہے کہ محض مغایرت میں مخاصمت نہیں ہوسکتی بلکہ مخاصمت ایسی مخالفت میں ہوسکتی ہے جو بصورت تنافی ہو۔

فَإِنِ اتَّحَدَ دَلِيْلَاهُمَا بِأَنِ اتَّحَدَا فِي الْمَادَّةِ وَالصُّوْرَةِ جَمِيْعًا كَمَا فِي الْمُغَالَطَاتِ الْعَامَّةِ الْوُرُوْدِ أَوْ صُوْرَتُهُمَا فَقَطْ بِأَنِ اتَّحَدَا فِي الصُّوْرَةِ فَقَطْ بِأَنْ يَّكُوْنَا عَلَى الضَّرْبِ الْأَوَّلِ مِنَ الشَّكْلِ الْأَوَّلِ مَثَلًا مَعَ اخْتِلَافِهِمَا فِي الْمَادَّةِ.

ترجمہ: سو اگر ان دونوں کی دلیلیں اس طور پر متحد ہوں کہ وہ دونوں مادہ اور صورت میں متحد ہوں جیسا کہ عام پائے جانے والے مغالطات ہیں۔ یا صرف دونوں کی دلیلیں صورت میں متحد ہوں اس طور پر کہ باوجود مادہ میں مختلف ہونے کے دونوں شکل اوّل کی ضرب اوّل پر ہوں۔

تشریح: اس عبارت میں معارضہ کی اقسام ذکر کی گئی ہیں چناں چہ معارضہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) معارضہ بالقلب: کہ دونوں دلیلیں مادہ اور صورت میں متحد ہوں۔

(۲) معارضہ بالمثل: کہ دونوں دلیلیں صرف صورت میں متحد ہوں مثلاً شکل اوّل کی ضرب اوّل ہو۔

(۳) معارضہ بالغیر: مادہ اور صورت دونوں دلیلیں مختلف ہوں، امثلہ شرح میں آ رہی ہے۔

فَمُعَارَضَةٌ بِالْقَلْبِ إِنِ اتَّحَدَ دَلِيْلَاهُمَا وَ مُعَارَضَةٌ بِالْمِثْلِ إِنِ اتَّحَدَ صُوْرَتُهُمَا وَإِلَّا أَيْ وَإِنْ لَّمْ يَتَّحِدْ إِلَّا صُوْرَةً وَلَا مَادَّةً فَمُعَارَضَةٌ بِالْغَيْرِ قَالَ الْمُصَنِّفُ قُدِّسَ سِرُّهٗ فِيْمَا نُقِلَ عَنْهُ الْمُعَارَضَةُ بِالْقَلْبِ تُوْجَدُ فِي الْمُغَالَطَاتِ الْعَامَّةِ الْوُرُوْدِ كَمَا يُقَالُ الْمُدَّعٰى ثَابِتٌ لِأَنَّهٗ لَوْ لَمْ يَكُنْ ثَابِتًا لَكَانَ نَقِيْضُهٗ ثَابِتًا وَعَلٰى تَقْدِيْرِ أَنْ يَّكُوْنَ نَقِيْضُهٗ ثَابِتًا كَانَ شَيْءٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ ثَابِتًا فَلَزِمَ مِنْ هٰذِهِ الْمُقَدِّمَاتِ هٰذِهِ الشَّرْطِيَّةُ إِنْ لَّمْ يَكُنِ الْمُدَّعٰى ثَابِتًا لَكَانَ شَيْءٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ ثَابِتًا وَ يَنْعَكِسُ بِعَكْسِ النَّقِيْضِ إِلٰى هٰذَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ ثَابِتًا لَكَانَ الْمُدَّعٰى ثَابِتًا تَمَّ كَلَامُهٗ.

www.besturdubooks.net

ترجمہ: اگر ان دونوں کی دلیلیں صورت اور مادہ میں متحد ہوں تو معارضہ بالقلب ہے، اگر ان دونوں کی دلیلیں صورت میں متحد ہوں تو وہ معارضہ بالمثل ہے اور اگر صورت اور مادہ کسی میں بھی متحد نہ ہوں تو وہ معارضہ بالغیر ہے۔ مصنف قدس اللہ سرہ نے فرمایا اس میں جو کہ ان سے منقول ہے کہ معارضہ بالقلب ان مغالطات میں پایا جاتا ہے جو اکثر پائے جاتے ہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مدعا ثابت ہے اس لیے کہ اگر مدعا ثابت نہ ہو تو اس کی نقیض ثابت ہوگی اور اس کی نقیض ثابت ماننے کی صورت میں اشیاء میں سے کوئی نہ کوئی چیز ثابت ہوگی۔ تو ان مقدمات میں سے یہ شرطیت لازم آتی ہے کہ اگر مدعیٰ ثابت نہ ہو تو اشیاء میں سے کوئی نہ کوئی ثابت ہوگی اور عکس نقیض کے ساتھ اس کا الٹ ہوتا ہے اور اشیاء میں سے کوئی ثابت نہ ہو تو مدعا ثابت ہوگا یہاں تک اس کا کلام مکمل ہوگیا۔

تشریح: اس مقام پر منہیہ کی عبارت نقل کی گئی ہے جس میں معارضہ بالقلب کی مثال کے طور پر مغالطہ عامۃ الورود کو پیش کیا ہے۔

مغالطہ عامۃ الورود: مذکورہ بالا عبارت مناطقہ کے ہاں مغالطہ عامۃ الورود کے نام سے معروف ہے کیوں کہ اس میں مذکور لفظ ان لم یکن المدعی... سے کوئی مدعیٰ مراد لے کر اسے مذکورہ طریقہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ القصہ معارضہ بالقلب کی مثال یہ عبارت بنے گی "ان لم یکن المدعی ثابتا لکان شیٔ من الاشیاء ثابتًا، ان لم یکن شیئًا من الاشیاء ثابتا لکان المدعی ثابتًا" عبارت مذکورہ میں دو دلیلیں فرض کیں (کیوں کہ معارضہ بالقلب کی مثال علی سبیل الفرض ہے) تو دونوں کی شکل اور مادہ ایک ہے۔

فَفِيْ قَوْلِهٖ تُوْجَدُ فِي الْمُغَالَطَاتِ إِشَارَةٌ إِلٰى أَنَّهَا لَا تُوْجَدُ فِي الدَّلَائِلِ الْعَقْلِيَّةِ الصِّرْفَةِ وَقَدْ يَقَعُ فِي الْقِيَاسَاتِ الْفِقْهِيَّةِ أَيْضًا.

ترجمہ: مصنف کے قول توجد فی المغالطات سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ معارضہ بالقلب ان دلائل عقلیہ میں نہیں پایا جاتا جو مغالطہ سے خالی ہوں اور کبھی فقہی قیاسات میں پایا بھی جاتا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح منہیہ کی وضاحت کر رہے ہیں۔ چناں چہ فرمایا کہ معارضہ

www.besturdubooks.net

بالقلب کا دلائل عقلیہ میں پایا جانا ممکن نہیں ہے، مگر ان عقلی دلائل میں جو دراصل مغالطہ ہوں تاہم فقہی قیاس میں معارضہ بالقلب کی مثال پائی جاسکتی ہے۔

كَمَا إِذَا قَالَ الْحَنَفِيُّ مَسْحُ الرَّأْسِ رُكْنٌ مِّنْ أَرْكَانِ الْوُضُوْءِ فَلَا يَكْفِيْ أَقَلُّ مَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ اِسْمُ الْمَسْحِ كَغَسْلِ الْوَجْهِ فَيَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مُعَارِضًا اَلْمَسْحُ رُكْنٌ فِيْهَا فَلَا يَقْدِرُ بِالرُّبْعِ كَغَسْلِ الْوَجْهِ.

ترجمہ: جیسا کہ حنفی کہے کہ سر کا مسح ارکان وضو میں سے ایک رکن ہے۔ لہٰذا وہ مسح جو اس مقدار سے کم ہو کہ جس پر مسح کا اطلاق کیا جاسکتا ہے وہ کافی نہیں ہے جیسا کہ چہرہ دھونے میں نہیں۔ تو شافعی المسلک آدمی معارضہ کے طور پر کہے کہ مسح وضو کے ارکان میں سے ایک رکن ہے تو چوتھائی حصہ کے ساتھ اس کو مقید نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ چہرہ کا دھونا۔

تشریح: اس عبارت میں قیاس فقہی میں معارضہ بالقلب کی مثال پیش کی گئی ہے مثلاً کوئی حنفی کہے "مسح الرأس رکن من الارکان الوضوء و کل رکن لا یکفی اقل ما یطلق علیہ اسم المسح"۔ حنفی کی اس دلیل پر کوئی شافعی معارضہ کرے: "المسح رکن منها و کل رکن لا یقدر بالربع"۔ حنفی اور شافعی دونوں کی دلیلیں صورت اور مادہ میں متحد ہیں کیوں کہ قیاس کی شکل اوّل پر مشتمل ہیں اور دونوں میں مادہ بھی رکنیت وضو ایک ہی ہے۔

وَأَمَّا الْمُعَارَضَةُ بِالْمِثْلِ فَكَمَا إِذَا قَالَ الْمُعَلِّلُ الْعَالَمُ مُحْتَاجٌ إِلَى الْمُؤَثِّرِ وَكُلُّ مُحْتَاجٍ إِلَيْهِ حَادِثٌ فَهُوَ حَادِثٌ يَقُوْلُ الْمُعَارِضُ الْعَالَمُ مُسْتَغْنٍ عَنِ الْمُؤَثِّرِ وَكُلُّ مُسْتَغْنٍ عَنْهُ قَدِيْمٌ فَهُوَ قَدِيْمٌ فَالدَّلِيْلَانِ مُتَّحِدَانِ فِي الصُّوْرَةِ لِكَوْنِهِمَا مِنْ ضَرْبٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الشَّكْلِ الْأَوَّلِ.

ترجمہ: بہرحال معارضہ بالمثل جیسا کہ معلل کہے کہ جہان مؤثر کی طرف محتاج ہے اور ہر شئی جو مؤثر کی طرف محتاج ہو وہ حادث ہوتی ہے لہٰذا جہان بھی حادث ہے اور معارض کہے کہ جہان مؤثر سے مستغنی ہے اور ہر وہ شئی جو مؤثر سے مستغنی ہو وہ قدیم ہوتی ہے لہٰذا جہان قدیم ہے۔ سو دونوں دلیلیں شکل اوّل کی ایک ہی ضرب میں سے ہونے کی وجہ سے صورت میں متحد ہیں۔

www.besturdubooks.net

تشریح: اس عبارت میں معارضہ بالمثل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ کیوں کہ اس مثال میں دونوں دلیلیں صورتاً ایک ہیں کیوں کہ دونوں میں قیاس کی شکل اوّل ہے، لیکن مادہ مختلف ہے۔ دلیل اوّل کا مادہ احتیاج الی المؤثر ہے اور دوسری کا استغناء الی المؤثر ہے۔

وَاِذَا قَالَ الْمُعَارِضُ لَوْ كَانَ الْعَالَمُ حَادِثًا لَمَا كَانَ مُسْتَغْنِيًا لٰكِنَّهٗ مُسْتَغْنٍ فَلَيْسَ بِحَادِثٍ كَانَتْ مُعَارَضَةً بِالْغَيْرِ.

ترجمہ: اور جب معارض یہ کہے کہ جہان حادث ہوتا تو وہ مؤثر سے مستغنی نہ ہوتا لیکن وہ مستغنی ہے اس لیے بصورت استغناء وہ حادث نہ ہوا لہٰذا یہ معارضہ بالغیر ہے۔

تشریح: اس عبارت میں معارضہ بالغیر کی مثال بیان کی ہے کہ مثلاً معلل کہے: العالم محتاج الی المؤثر و کل محتاج الیہ حادث اور معارض کہے: لو کان العالم حادثا لما کان مستغنیاً لکنہ مستغن یہ دونوں دلیلیں مادہ میں بھی مختلف ہیں کہ دلیل اوّل کا مادہ محتاج الی المؤثر ہے اور ثانی کا استغناء الی المؤثر ہے اور صورت میں بھی مختلف ہیں کہ دلیل اوّل بصورت قیاس اقترانی ہے اور دوسری قیاس استثنائی ہے۔

ثُمَّ قِيْلَ يَصْدُقُ التَّعْرِيْفُ عَلٰى تَعْلِيْلِ الْمُعَلِّلِ الْاَوَّلِ بَعْدَ مَا عَارَضَهُ السَّائِلُ وَالْجَوَابُ عَنْهُ اَنَّهٗ مُعَارَضَةٌ عَلٰى اِخْتِيَارِ الْمُصَنِّفِ كَمَا سَيَجِيْءُ وَلَوْ سُلِّمَ عَدَمُ كَوْنِهٖ مُعَارَضَةً كَمَا هُوَ مُخْتَارُ غَيْرِهٖ يُمْكِنُ اَنْ يُّقَالَ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْخَصْمِ الْمُعَلِّلُ الْاَوَّلُ الْمُثْبِتُ لِمُدَّعَاهُ بِالدَّلِيْلِ لَا الْمُعَارِضُ.

ترجمہ: یہاں یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ یہ تعریف تو معلل اوّل کی تعلیل پر بھی صادق آتی ہے جبکہ سائل اس سے معارضہ کر چکا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مصنف کی اصطلاح میں یہ بھی معارضہ ہے جیسا کہ آگے آئے گا اور اگر اس کا معارضہ نہ ہوتا تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ غیر مصنف کی اصطلاح ہے تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ خصم سے مراد معلل اوّل ہی ہے جو کہ دلیل سے اپنے مدعیٰ کو ثابت کرنے والا ہے معارض مراد نہیں۔

تشریح: اس عبارت میں متن پر ہونے والے ایک اعتراض کے دو جواب دیے گئے ہیں۔

www.besturdubooks.net

اعتراض: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے معارضہ کی تعریف میں کہا ہے کہ جو خصم کے خلاف مدلول پر دلیل قائم کی گئی ہو۔ حالاں کہ معلل اوّل اور معارض دونوں کی حیثیت ایک دوسرے کے لیے خصم کی ہے اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف دلیل بھی قائم کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ تعریف معلل اوّل کی دلیل پر بھی صادق آتی ہے۔ جب کہ اسے معارض نہیں کہا جاتا۔

جواب(۱): اس کی بنیاد مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق پر ہے، چناں چہ شارح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مصنف کی اصطلاح میں یہ بھی معارضہ ہے "لا مشاحة في الاصطلاح" لہٰذا مصنف کے ہاں معلل اوّل کی دلیل بھی معارضہ کا ہی ایک فرد ہے۔ لہٰذا یہ تعریف جامع ہے۔ عدم مانعیت کا اعتراض جب ہوتا جب مصنف کے ہاں اس کا فرد نہ ہوتا اور تعریف اس کو شامل ہوتی۔

جواب (۲): یہ جواب عام محقق کی تحقیق کے مطابق ہے۔ یہ تعریف معلل اوّل کی دلیل کو شامل نہیں۔ کیوں کہ مصنف کی عبارت میں مذکور لفظ الخصم پر الف لام عہد کا ہے اور اس سے مراد معلل ہے۔ اور معترض کو غلط فہمی اس کو جنس پر محمول کرنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔

ثُمَّ لَا بُدَّ فِي الْمُنَاظَرَةِ مِنَ التَّوْجِيْهِ فَلَا بُدَّ مِنْ بَيَانِهِ وَلِذٰلِكَ قَالَ وَالتَّوْجِيْهُ أَنْ يُّوَجِّهَ الْمُنَاظِرُ كَلَامَهٗ مَنْعًا أَوْ نَقْضًا أَوْ مُعَارَضَةً إِلٰى كَلَامِ الْخَصْمِ وَالْغَصْبُ أَخْذُ مَنْصَبِ الْغَيْرِ وَهُوَ غَيْرُ مُسْتَحْسَنٍ كَمَا إِذَا قَالَ اَحَدٌ نَاقِلًا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَ مُحَمَّدٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذَا جَامَعَ الْمُظَاهِرُ فِيْ خِلَالِ صِيَامِ الْكَفَّارَةِ اِسْتَأْنَفَ ثُمَّ اسْتَدَلَّ بِأَنَّهٗ قَالَ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى قَبْلِ أَنْ يَّتَمَاسَّا فَذٰلِكَ يَقْتَضِيْ تَقْدِيْمَ الْكَفَّارَةِ عَلَى الْمَسِيْسِ وَ مِنْ ضَرُوْرَةِ التَّقْدِيْمِ الْإِخْلَاءُ عَنِ الْجِمَاعِ فَلَمَّا فَاتَ بِالْمُجَامَعَةِ التَّقْدِيْمُ يَلْزَمُ أَنْ يَّسْتَأْنِفَ لِيُوْجَدَ الْإِخْلَاءُ عَمَلًا بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ فَإِنَّهٗ كَانَ مَنْصَبُ النَّاقِلِ تَصْحِيْحُ النَّقْلِ فَحَسْبُ فَلَمَّا شَرَعَ فِي الْاِسْتِدْلَالِ اَخَذَ مَنْصَبَ الْمُدَّعِيْ.

ترجمہ: جب مناظرہ میں توجیہ ضروری ہے تو اس کا بیان کرنا بھی ضروری ہے۔ اسی وجہ سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: توجیہ کہتے ہیں کہ مناظر اپنے کلام کو منع یا نقض یا معارضہ کے اعتبار سے اپنے مدمقابل کے کلام کی طرف پھیرے اور غصب کہتے ہیں کہ غیر کے منصب کو لے لینا۔

www.besturdubooks.net

حالاں کہ یہ مستحسن نہیں ہے جیسے کہ کوئی نقل کرنے والا یہ کہے کہ امام ابوحنیفہ ومحمد رحمہما اللہ نے فرمایا کہ جب ظہار کرنے والا شخص کفارۂ ظہار کے روزوں کے درمیان ہی جماع کرے تو وہ نئے سرے سے روزے رکھے گا اور دلیل پکڑی ہے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ من قبل ان یتماسا ﴾ سے۔ تو یہ نص تقاضا کرتی ہے جماع پر کفارہ کے مقدم ہونے کا اور تقدیم کے لوازمات میں یہ بات داخل ہے کہ کفارہ جماع سے خالی ہو تو لہٰذا جب جماع سے تقدیم فوت ہوگئی تو استیناف لازم ہوگا تا کہ حتی الامکان عملی طور پر جماع سے خالی ہونا پایا جائے۔ اس لیے کہ ناقل کا منصب تو صرف تصحیح نقل ہے اور جب وہ استدلال میں مشغول ہو گیا تو اس نے مدعی کا منصب لے لیا۔

وَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْمُقَدِّمَةِ وَكَانَ مَوْضُوعُ هٰذَا الْفَنِّ هُوَ الْبَحْثُ حَيْثُ يُبْحَثُ فِيْهِ عَنْ كَيْفِيَاتِهِ أَرَادَ اَنْ يَّشْرَعَ فِى الْأَبْحَاثِ فَبَيَّنَ أَوَّلًا اَجْزَاءَ الْبَحْثِ فَقَالَ ثُمَّ لِلْبَحْثِ ثَلَاثَةُ اَجْزَاءٍ: مَبَادٍ هِيَ تَعْيِيْنُ الْمُدَّعٰى إِذَا كَانَ فِيْهِ خِفَاءٌ لِأَنَّهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُّتَعَيِّنًا لَمْ يَعْلَمْ أَنَّ دَلِيْلَ الْمُعَلِّلِ هَلْ هُوَ مُثْبِتٌ لَهُ أَمْ لَا وَ اَوْسَاطٌ هِيَ الدَّلَائِلُ إِنَّمَا سُمِّيَتْ أَوْسَاطًا لِتَأَخُّرِهَا عَنْ تَعْيِيْنِ الْمُدَّعٰى وَ تَقَدُّمِهَا عَلٰى مَا يَنْتَهِي الْبَحْثُ إِلَيْهِ وَمَقَاطِعُ هِيَ الْمُقَدِّمَاتُ الَّتِي يَنْتَهِي الْبَحْثُ إِلَيْهَا مِنَ الضَّرُوْرِيَاتِ وَالظَّنِّيَّاتِ الْمُسَلَّمَةِ عِنْدَ الْخَصْمِ مِثْلُ الدَّوْرِ وَالتَّسَلْسُلِ وَاجْتِمَاعِ النَّقِيْضَيْنِ وَغَيْرِهَا فَإِنَّهُ إِذَا انْتَهَى الْبَحْثُ إِلَى الْمُقَدِّمَاتِ الضَّرُوْرِيَّةِ اَوِ الظَّنِّيَّةِ الْمُسَلَّمَةِ عِنْدَ الْخَصْمِ انْقَطَعَ وَ تَمَّ.

ترجمہ: اور جب مصنف رحمہ اللہ مقدمہ سے فارغ ہوئے اور چوں کہ اس فن کا موضوع بحث ہے اس حیثیت سے کہ اس کی کیفیات سے بحث کی جائے تو ارادہ فرمایا کہ ابحاث کو شروع فرمائیں لہٰذا پہلے بحث کے اجزاء کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ بحث کے تین اجزاء ہیں (پہلا جزء) مبادی ہے اور وہ دعویٰ کی تعیین کو کہتے ہیں جب کہ اس میں خفا ہو۔ کیوں کہ جب متعین نہ ہوگا تو یہ بات معلوم نہ ہو سکے گی کہ معلل کی دلیل اس کو ثابت کر رہی ہے یا نہیں اور (دوسرا جزء) اوساط ہے اور وہ دلائل کو کہتے ہیں۔ اس کا نام اوساط اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اس کا درجہ دعویٰ کی تعیین کے

www.besturdubooks.net

بعد ہے اور بحث کی انتہاء اور اختتام سے پہلے ہے۔ اور (تیسرا اجزء) مقاطع ہے اور مقاطع ان مقدمات کو کہا جاتا ہے کہ جہاں جا کر بحث اختتام پذیر ہوتی ہے، چاہے ان مقدمات کا تعلق ضروریات سے ہو یا ظنیات سے اور وہ مقدمات عند الخصم بھی مسلم ہوتے ہیں جیسا کہ دور، تسلسل اور اجتماع نقیضین اور ان کے علاوہ بھی اس لیے کہ جب بحث ایسے ضروری وظنی ابحاث پر اختتام پذیر ہوگی جو مدمقابل کے ہاں بھی مسلم ہوں تو بحث پوری اور ختم ہو جائے گی۔

تشریح: مقدمہ کی مباحث سے فارغ ہو کر آیندہ مباحث کی تمہید کے طور پر مصنف نے مناظرہ کے تین اجزاء بیان کیے: (۱) مبادی (۲) اوساط (۳) مقاطع۔ مبادی سے مراد تعیین مدعیٰ ہے یعنی دعویٰ کے مفردات کی تفصیل۔ تاکہ دعویٰ کی توضیح ہو اور اس کی روشنی میں دلائل کو پرکھا جا سکے کہ مثبت دعویٰ ہیں یا نہیں اور اوساط سے مراد دلائل ہیں کیوں کہ دلائل دعویٰ اور مقاطع کے درمیان ہوتے ہیں اس لیے اوساط کہلاتے ہیں۔ اور مقاطع سے مراد وہ مقدمات ہیں جن پر بحث کی انتہا ہو جاتی ہے۔

مثلاً مدعی یا سائل کی بات دور و تسلسل و اجتماع نقیضین کو مستلزم ہو، یا ان میں ایک کی گفتگو سے کوئی ایسا امر ثابت ہو جائے جو مسلمات میں سے ہو تو ایسے امور پر بحث منقطع ہو جائے گی۔

ثُمَّ قَالَ الْمُصَنِّفُ فِيمَا نُقِلَ عَنْهُ: إِعْلَمْ أَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى السَّائِلِ اَنْ يَّطْلُبَ اَوَّلًا مَا اَمْكَنَهُ مِنْ تَعْرِيفِ مُفْرَدَاتِ الْمُدَّعٰى وَ تَعْيِيْنِ الْبَحْثِ وَ تَمْيِيْزِهٖ عَنْ سَائِرِ الْاَحْوَالِ كَمَا إِذَا ادَّعَى الْمُعَلِّلُ اَنَّ النِّيَّةَ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ فِي الْوُضُوْءِ فَيَنْبَغِيْ لِلسَّائِلِ اَنْ يَّقُوْلَ مَا النِّيَّةُ وَمَا الشَّرْطُ وَمَا الْوُضُوْءُ؟ فَقَالَ الْمُعَلِّلُ اَلنِّيَّةُ قَصْدُ اِسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ اَوْ قَصْدُ اِمْتِثَالِ الْاَمْرِ وَالشَّرْطُ اَمْرٌ خَارِجٌ يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ الشَّيْءُ وَغَيْرُ مُؤَثِّرٍ فِيْهِ وَالْوُضُوْءُ غَسْلُ الْاَعْضَاءِ الثَّلَاثَةِ وَ مَسْحُ الرَّأْسِ ثُمَّ يَقُوْلُ السَّائِلُ عَدَمُ شَرْطِ النِّيَّةِ بِاَيِّ مَذْهَبٍ وَ اَيِّ قَوْلٍ فَيَقُوْلُ الْمُعَلِّلُ بِمَذْهَبِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَمَّ كَلَامُهٗ.

ترجمہ: پھر مصنف رحمہ اللہ سے اس بارہ میں جو بحث منقول ہے اس میں فرماتے ہیں کہ جان لیجیے کہ سائل پر ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ مدعی سے مفردات کی تعریف اور بحث کی تعیین

www.besturdubooks.net

اور اس کو باقی احوال سے جدا کرنا اور ایسے معاملات کا مطالبہ کرے جس کا وہ سوال کرنے والا مستحق ہے جیسا کہ جب معلل دعویٰ کرے کہ وضو کے لیے نیت شرط نہیں ہے۔ تو سوال کرنے والے کے لیے مناسب ہے کہ وہ پوچھے کہ نیت کیا ہے اور شرط کیا ہے اور وضو کیا ہے؟ جب معلل کہے کہ نیت نماز کے جواز کو طلب کرنے کے ارادے کا نام ہے یا مامور بہ کو بجالانے کے ارادے کا نام ہے اور شرط اس امر کو کہتے ہیں جو شئی سے خارج ہو لیکن شئی اس پر موقوف ہو لیکن وہ شئی میں مؤثر نہ ہو اور وضو تین اعضاء کے دھونے اور سر کے مسح کا نام ہے۔ پھر سوال کرنے والا پوچھے کہ کس مذہب اور کس قول کے مطابق نیت شرط نہیں ہے؟ تو معلل کہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق، بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تک کلام مکمل ہوا۔

تشریح: منہیہ کی یہ عبارت تعیین مدعیٰ کے متعلق ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سائل مدعی سے دعویٰ کے مفردات کے متعلق استفسار کرے اس عبارت میں چند مباحث ہیں جو شارح اگلی عبارت میں بیان فرمارہے ہیں۔

اِعْلَمْ أَنَّ وُجُوْبَ الطَّلَبِ إِنَّمَا هُوَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعْلُوْمًا لِلسَّائِلِ لِأَنَّ الطَّلَبَ مَعَ الْعِلْمِ مُكَابَرَةٌ أَوْ مُجَادَلَةٌ كَمَا سَبَقَ.

ترجمہ: جان لیجیے کہ سائل کے لیے ان چیزوں کا طلب کرنا اس وقت ضروری ہے کہ جب سائل کو ان چیزوں کے بارے میں علم نہ ہو۔ اس لیے کہ جاننے کے باوجود ان چیزوں کا طلب کرنا مکابرہ یا مجادلہ کہلائے گا، جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔

تشریح: مصنف نے جو فرمایا تھا کہ سائل پر واجب ہے۔ اس پر شارح ایک استدراک فرما رہے ہیں کہ سائل مذکورہ سوال اس وقت کرے گا جب اسے یہ امور معلوم نہ ہوں ورنہ یہ سوال مکابرہ اور مجادلہ ہوں گے۔

وَقَوْلُهُ أَمْكَنَهُ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ بَعْضَ الْأَشْيَاءِ لَا يَجُوْزُ طَلَبُهُ مِنَ النَّاقِلِ كَالدَّلِيْلِ عَلَى الْمَنْقُوْلِ أَوْ عَلَى مُقَدِّمَةٍ مِنْ مُقَدِّمَاتِ الدَّلِيْلِ الَّذِيْ نَقَلَهُ مَعَهُ وَ أَمَّا إِذَا تَصَدّٰى لِإِثْبَاتِ الْمَنْقُوْلِ فَيَجُوْزُ ذٰلِكَ مِنْهُ لِأَنَّهُ حِيْنَئِذٍ أَخَذَ مَنْصَبَ الْمُدَّعِيْ وَالْمُسْتَدِلِّ فَيُؤَاخَذُ بِمَا يُؤْخَذَانِ بِهٖ.

---

www.besturdubooks.net

ترجمہ: اور مصنف رحمہ اللہ کا قول امکنہ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بعض چیزوں کا ناقل سے طلب کرنا جائز نہیں، جیسے کہ منقول پر دلیل طلب کرنا۔ یا اگر اس نے نقل کے ساتھ دلیل کو بیان کیا ہو تو دلیل کے مقدمات میں سے کسی مقدمہ پر دلیل طلب کرنا اور جب وہ منقول کو ثابت کرنے کے درپے ہو تو اس سے ان چیزوں کا طلب کرنا جائز ہے۔ کیوں کہ اس وقت اس نے مدعی اور مستدل کا منصب لے لیا لہٰذا اس سے ان جیسا مواخذہ ہوگا۔

تشریح: اس عبارت میں منہیہ کے الفاظ ما امکنہ کی وضاحت ہے ما امکن کا مطلب ہے کہ بعض امور سے سوال ممکن نہیں تو شارح نے اس عبارت میں وہ ناممکن امور واضح کیے ہیں۔

ثُمَّ قَوْلُهٗ فَيَنْبَغِيْ يُنَافِيْ قَوْلَهُ الْوَاجِبُ عَلَى السَّائِلِ ظَاهِرًا لِأَنَّ الْوَاجِبَ مَا لَا يَجُوْزُ تَرْكُهٗ وَمَا يَنْبَغِيْ يَجُوْزُ تَرْكُهٗ وَإِنْ تَأَمَّلْتَ بِإِمْعَانِ النَّظْرِ يَظْهَرُ لَكَ عَدَمُ التَّنَافِيْ لِأَنَّ الْمُحَقِّقِيْنَ كَثِيْرًا مَّا يُعَبِّرُوْنَ بِاللَّائِقِ عَنِ الْوَاجِبِ مَعَ أَنَّهٗ فِي التَّعْبِيْرِ بِهٖ عَنْهُ إِشَارَةٌ إِلٰى مَا سَتَعْرِفُ مِنْ أَنَّهٗ يَنْبَغِيْ أَنْ لَّا يَكُوْنَ أَحَدُ الْمُتَخَاصِمَيْنِ فِيْ غَايَةِ الرَّدَاءَةِ لِأَنَّ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ ظَاهِرَةٌ لَا تَكُوْنُ مَجْهُوْلَةً إِلَّا لِمَنْ كَانَ أَسْوَأُ الْحَالِ.

ترجمہ: مصنف کا قول "فینبغی" اس کے قول "الواجب علی السائل" کے ظاہر کے لحاظ سے منافی ہے۔ اس لیے کہ واجب وہ ہے جس کا چھوڑنا جائز نہ ہو اور ینبغی وہ ہے کہ جس کا چھوڑنا جائز ہو۔ اگر آپ گہرائی کی نظر سے دیکھیں تو آپ پر ان دونوں کے درمیان عدم منافات ظاہر ہو جائے گی۔ اس لیے کہ محققین اکثر واجب کو لائق سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ بات بھی ہے کہ واجب کو ینبغی کے ساتھ تعبیر کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو آپ "ینبغی ان لا یکون احد المتخاصمین فی غایۃ الرداءۃ" میں پہچان لیں گے، اس لیے کہ یہ اشیاء ظاہرہ ہیں، مجہولہ نہیں۔ مگر مجہول اس کے لیے ہیں جو انتہائی خستہ حالت ہو۔

تشریح: اس عبارت میں منہیہ پر ہونے والے ایک اعتراض کے دو جواب ہیں، اعتراض: مصنف نے پہلے فرمایا: سائل پر واجب ہے، پھر اس کی تفصیل کرتے ہوئے فرمایا کہ سائل کے لیے مناسب ہے کہ وہ ان امور کی بابت سوال کرے۔ جب کہ وجوب کا معنی ہے "ما لا یجوز

www.besturdubooks.net

ترکہ" اور "ینبغی" کا معنی ہے "ما یجوز ترکہ" لہٰذا مصنف کی عبارت متناقض ہے۔
جواب نمبر (۱): اس بنیاد پر ہے کہ ینبغی کو واجب سے تعبیر کرنا صحیح ہے۔ چناں چہ فرمایا کہ مصنفین مستحسن کو واجب سے تعبیر کیا کرتے ہیں لہٰذا یجب کا معنی بھی ینبغی ہی ہے فلا تعارض۔ جواب نمبر (۲): اس مقام پر یہی تعبیر صحیح ہے۔ کیوں کہ مذکورہ امور (معلوم نہ ہونے کی صورت میں) دریافت کرنے ضروری ہیں اور معلوم ہونے کی صورت میں مستحسن ہے لیکن کسی مناظر کو ان امور سے جاہل ہونا مناسب نہیں۔ اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے مصنف نے دو متضاد لفظ استعمال کیے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ الْمُصَنِّفُ قُدِّسَ سِرُّهُ فِي الْحَاشِيَةِ ثُمَّ إِعْلَمْ أَنَّ الْمُعَلِّلَ مَا دَامَ فِي تَعْرِيْفِ الْأَقْوَالِ وَالتَّحْرِيْرِ لَا يَتَوَجَّهُ عَلَيْهِ الْمَنْعُ كَمَا إِذَا قَالَ الْمُعَلِّلُ الزَّكَاةُ وَاجِبَةٌ فِيْ حُلِيِّ النِّسَاءِ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ فَلَا يُقَالُ لَهُ لِمَ قُلْتَ إِنَّهَا وَاجِبَةٌ لِأَنَّهُ ذَكَرَ الْقَوْلَ بِطَرِيْقِ الْحِكَايَةِ لَا بِطَرِيْقِ الْإِدِّعَاءِ وَلَا دَخْلَ فِي الْحِكَايَاتِ إِلَّا إِذَا نَقَلَ شَيْئًا وَ أَخْطَأَ فِي النَّقْلِ فَحِيْنَئِذٍ يَجُوْزُ طَلَبُ تَصْحِيْحِ النَّقْلِ أَوْ عَرَّفَ شَيْئًا وَلَمْ يَكُنْ تَعْرِيْفُهُ جَامِعًا أَوْ مَانِعًا فَيَجُوْزُ أَنْ يُّطْلَبَ الطَّرْدُ وَ الْعَكْسُ فَلَا يَجُوْزُ الدَّخْلُ إِذَا كَانَ جَامِعًا وَ مَانِعًا تَمَّ كَلَامُهُ.

ترجمہ: پھر مصنف رحمہ اللہ نے حاشیہ میں فرمایا: پھر جان لیجیے کہ جب تک معلل اقوال کی تعریف اور تحریر میں ہو اس وقت تک اس کی طرف منع کو نہ پھیرا جائے گا۔ جیسا کہ معلل کہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عورتوں کے زیورات میں زکوۃ واجب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ تو اسے یہ نہ کہا جائے گا کہ تو نے "انہا واجبۃ" کیوں کہا، کیوں کہ اس نے یہ قول حکایت کے طور پر ذکر کیا ہے، نہ کہ دعویٰ کے طور پر اور حکایات میں کوئی دخل نہیں۔ مگر جب اس نے کوئی چیز نقل کی اور نقل میں غلطی کی تو اس وقت نقل کی تصحیح کا مطالبہ جائز ہے۔ یا اس نے کسی چیز کی تعریف کی لیکن جامع یا مانع نہ ہو تو اس وقت اس سے

www.besturdubooks.net

تعریف کے جامع اور مانع ہونے کا مطالبہ کرنا جائز ہے اور جب تعریف جامع اور مانع ہو تو اس وقت دخل جائز نہیں ہوگا۔ یہاں تک ماتن کے حاشیہ کا کلام مکمل ہوا۔

تشریح: اس عبارت میں نقل کے متعلق شارح نے منہیہ کی ایک عبارت نقل کی ہے۔ چناں چہ مصنف نے فرمایا کہ نقل کرنے والا چوں کہ مدعی نہیں اس لیے اس پر منع وغیرہ کا ورود جائز نہیں کیوں کہ ان کا تعلق دعویٰ سے ہے نقل سے نہیں۔ تاہم ناقل سے تصحیح نقل کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز ناقل کی طرف سے نقل کردہ تعریفات پر طرد و عکس کے اعتبار سے اعتراض کیے جا سکتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِكَوْنِهٖ جَامِعًا وَ مَانِعًا عِلْمُ الْمُخَاطَبِ بِهِمَا لِأَنَّهٗ كَثِيْرًا مَا يَكُوْنُ الْحَدُّ جَامِعًا وَلَا يَعْلَمُ السَّائِلُ فَيَطْلُبُ وَيَجُوْزُ طَلَبُهٗ بِالْاِتِّفَاقِ فَلْنَشْرَعْ أَيْ لَمَّا فَرَغْنَا مِنْ بَيَانِ الْمُقَدِّمَةِ وَبَيَانِ اَجْزَاءِ الْبَحْثِ فَلْنَشْرَعْ بَعْدَ ذِكْرِ التَّعْرِيْفَاتِ وَبَيَانِ اَجْزَاءِ الْبَحْثِ فِي الْاَبْحَاثِ وَهِيَ تِسْعَةٌ:

ترجمہ: اور تعریف کے جامع اور مانع ہونے سے مراد مخاطب کے علم میں اس کا جامع اور مانع ہونا ہے، کیوں کہ بسا اوقات تعریف جامع تو ہوتی ہے لیکن سائل کو اس کا علم نہیں ہوتا لہٰذا وہ مطالبہ کرتا ہے اس صورت میں اس کا مطالبہ کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ جب ہم مقدمہ اور بحث کے اجزاء کے بیان سے فارغ ہوئے تو تعریفات اور بحث کے اجزاء کے بیان کے بعد ابحاث کو شروع کرتے ہیں اور وہ ابحاث نو ہیں۔

تشریح: یہ عبارت منہیہ میں ناقل کی تعریفات کے متعلق بیان کردہ اصول کی وضاحت ہے کہ ناقل کی جو تعریف نقل کی ہے اس کے جامع و مانع نہ ہونے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) نفس الامر میں جامع و مانع نہ ہو۔ (۲) بزعم السائل جامع و مانع نہ ہو۔ لیکن سائل دونوں صورتوں میں اعتراض کر سکتا ہے۔

www.besturdubooks.net

البحث الاوّل

(الف) مناظرہ کی ترتیب طبعی

(ب) مدعی کا دعویٰ پر دلیل اور تنبیہات پیش کرنا

(ج) مسائل کے لئے تردید دلائل کے طریقے

(د) مدعی کی طرف سے جواب الجواب کے قواعد

www.besturdubooks.net

اَلْبَحْثُ الْاَوَّلُ

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے: ناقل یا مدعی استفسار پر نقل یا دعویٰ کی وضاحت کرے گا۔ چناں چہ اگر نقل پیش کی گئی تو سائل تصحیح نقل کا مطالبہ کرے گا۔ اور اگر بدیہی غیر اولی کا دعویٰ کیا گیا تو تنبیہ کا مطالبہ کرے گا۔ نظری مجہول کا دعویٰ کیا گیا تو سائل دلیل کا مطالبہ کرے گا۔ صورت اولیٰ میں اگر سائل کے مطالبہ پر نقل کی تصحیح کر دی گئی تو بحث ختم ہو جائے گی۔ صورت ثانیہ میں جب تنبیہ پیش کر دی گئی تو اس کی تفصیل بعد میں آ رہی ہے۔ صورت ثالثہ کی تفصیل یہ ہے کہ مدعی کے دلیل پیش کرنے پر سائل اس کی دلیل پر بلا سند و مع السند دو طرح منع وارد کر سکتا ہے۔ سائل کی طرف سے ورود منع کے بعد مدعی اس منع کو دو طرح سے رد کر سکتا ہے: (۱) "ابطال السند بعد اثبات التساوی" کے ساتھ (۲) اثبات مقدمہ ممنوع کے ساتھ۔ نیز سائل مدعی کی دلیل پر نقض و معارضہ بھی کر سکتا ہے۔

سائل کی جانب سے نقض معارضہ کے ورود کے بعد مدعی کی حیثیت سائل کی سی ہے۔ چناں چہ سائل اوّل کی طرح اسے تینوں سوالات (منع، نقض اور معارضہ) کا حق ہوگا، نیز معلل اوّل سوالات ثلاثہ کے علاوہ تغییر و تحریر کا بھی حق دار ہے۔ دوسری صورت میں بظاہر سائل کے مطالبہ پر جب تنبیہ پیش کر دی گئی تو بحث ختم ہو جانی چاہیے، لیکن اس پر سائل کو سوالات کا حق ہے مگر سید السند فرماتے ہیں: یہ سوالات زیادہ نافع نہیں ہوں گے۔ کیوں کہ مدعی کا تنبیہ سے مقصود اثبات دعویٰ نہیں اس لیے کہ اس کا دعویٰ بدیہی ہونے کی وجہ سے اثبات سے مستغنی ہے۔

اَلْبَحْثُ الْاَوَّلُ فِیْ بَیَانِ طَرِیْقِ الْبَحْثِ وَ تَرْتِیْبِهِ الطَّبْعِیِّ فِی التَّقْدِیْمِ وَالتَّاْخِیْرِ وَالتَّرْتِیْبُ فِی اللُّغَةِ جَعْلُ کُلِّ شَیْءٍ فِیْ مَرْتَبَتِهٖ وَفِی الْاِصْطِلَاحِ جَعْلُ الْاَشْیَاءِ الْمُتَعَدِّدَةِ بِحَیْثُ یُطْلَقُ عَلَیْهَا الْاِسْمُ الْوَاحِدُ وَیَکُوْنُ لِبَعْضِهَا نِسْبَةٌ اِلَی الْبَعْضِ بِالتَّقْدِیْمِ وَالتَّاْخِیْرِ وَ اَرَادَ بِالتَّرْتِیْبِ الطَّبْعِیِّ التَّرْتِیْبُ الَّذِیْ یَقْتَضِیْ طَبِیْعَةُ الْبَحْثِ اَنْ یَّکُوْنَ عَلَیْهِ وَهُوَ مَا فَصَّلَهٗ بِقَوْلِهٖ:

---

www.besturdubooks.net

ترجمہ: پہلی بحث: بحث کے طریقہ اور تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے اس کی طبعی ترتیب کے بیان میں ہے۔ اور لغت میں ایک چیز کو اس کے مرتبہ میں رکھنے کو ترتیب کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں کہتے ہیں کہ بہت سی چیزوں کو اس حیثیت سے رکھنا کہ ان پر ایک ہی اسم بولا جائے، اور ان کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تقدیم و تاخیر کی نسبت ہو اور ماتن نے ترتیب طبعی سے مراد وہ ترتیب لی ہے جس کا بحث کی طبیعت تقاضا کرتی ہو کہ وہ اس پر ہونی چاہیے۔ اور یہ وہ ہے کہ جس کی مصنف نے اپنے ان الفاظ کے ساتھ تفصیل کی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں ترتیب کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیا گیا ہے۔ نیز بحث کی ترتیب طبعی کی وضاحت اور اس کے تمام امور، ترجمہ سے واضح ہیں۔ "جعل کل شیء فی مرتبتہ" کی عبارت میں لفظ کل زائد ہے لہٰذا مرتبتہ میں ہی ضمیر کا مرجع لفظ شئے ہے۔

يَلْتَزِمُ الْخَصْمُ الْبَيَانَ بَعْدَ الْإِسْتِفْسَارِ أَيْ بَعْدَ مَا يَطْلُبُ بَيَانَهُ مِنْ تَعْيِيْنِ الْمُدَّعٰى لِأَنَّهُ لَوْ اِشْتَغَلَ بِالْبَيَانِ قَبْلَ الطَّلَبِ يُعَدُّ عَبَثًا.

ترجمہ: مدمقابل پر مدعا کی تعیین کا مطالبہ کیے جانے کے بعد طلب بیان لازم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اگر طلب سے پہلے ہی بیان میں مصروف ہوگا تو بے مقصد شمار کیا جائے گا۔

تشریح: اس عبارت میں استفسار کا معنی بیان کیا گیا ہے اور نیز بعد الاستفسار کی قید کا فائدہ بیان کیا گیا ہے جو ترجمہ سے واضح ہے۔

وَيُؤَاخِذُ اَيِ الْخَصِمُ اِذَا كَانَ عَلٰى صِيْغَةِ الْمَجْهُوْلِ اَوِ السَّائِلُ اِذَا كَانَ مَبْنِيًّا لِلْفَاعِلِ.

ترجمہ: اور یؤاخذ کو مجہول پڑھنے کی صورت میں (معنی یہ ہوگا کہ) مدمقابل سے باز پرس کی جائے گی، اور مبنی للفاعل ہونے کی صورت میں (معنی یہ ہوگا کہ) سائل مطالبہ کرے گا۔

تشریح: یؤاخذ کو معلوم بھی پڑھا جا سکتا ہے اور مجہول بھی۔ تاہم دونوں صورتوں میں مواخذہ کرنے والا سائل ہی ہوگا۔ یواخذ کو اگر مجہول پڑھیں تو یلتزم کو معلوم پڑھنا چاہیے، تاکہ دونوں کی ضمیر کا مرجع مدعی ہی رہے اور تحسین معنوی پیدا ہو سکے جو کہ اتحاد ضمیرین سے

www.besturdubooks.net

ہوگی۔ اگر یواخذ کو معلوم پڑھیں تو یلتزم کو بھی معلوم پڑھیں گے تاکہ دونوں لفظوں میں لفظی تناسب ہو سکے۔

بِتَصْحِيْحِ النَّقْلِ اَيْ بَيَانُ صِحَّةِ نِسْبَةِ مَا نُسِبَ اِلَيْهِ مِنْ كِتَابٍ اَوْ ثِقَةٍ اِنْ نَقَلَ شَيْئًا مِثَالُهُ اِذَا قَالَ نَاقِلٌ: قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ: اَلنِّيَّةُ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ فِي الْوُضُوْءِ يَقُوْلُ السَّائِلُ مَا النِّيَّةُ وَمَا الشَّرْطُ وَمَا الْوُضُوْءُ؛ فَبَعْدَ مَا بَيَّنَ تَعَارِيْفَهَا كَمَا مَرَّ يُؤَاخِذُ بِتَصْحِيْحِ النَّقْلِ بِاَنْ يُّقَالَ لَهُ مِنْ اَيْنَ تَنْقُلُ اَنَّهُ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ذَالِكَ فَيَقُوْلُ النَّاقِلُ قَدْ صُرِّحَ بِهِ فِي الْهِدَايَةِ لٰكِنْ فِيْ زَمَانِنَا لَمَّا نَشَأَ الْكِذْبُ وَالْمُجَادَلَةُ وَالْمُكَابَرَةُ لَا يَكْفِيْ هٰذَا الْقَوْلُ بَلْ لَا بُدَّ مِنْ اَنْ يُّرِيَ مَا نَقَلَهُ ثُمَّ عَطَفَ عَلٰى قَوْلِهٖ بِتَصْحِيْحِ النَّقْلِ... الخ... قَوْلَهُ۔

ترجمہ: مد مقابل سے تصحیح نقل کا یعنی کتاب یا ثقہ آدمیوں میں سے جس کی جانب بات منسوب کی ہے، اس نسبت کے صحیح ہونے کی وضاحت کرنے کا مطالبہ کیا جائے۔ اس کی مثال: جیسا کہ ناقل نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وضو میں نیت شرط نہیں ہے۔ سائل کہے کہ نیت کیا ہوتی ہے اور شرط اور وضو کس کو کہتے ہیں تو ان تعریفوں کے بیان کرنے کے بعد تصحیح نقل کا مطالبہ بایں طور کہ کیا جائے گا کہ آپ کہاں سے نقل کر رہے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس طرح فرمایا ہے۔ ناقل کہے اس چیز کی ہدایہ میں صراحت کی گئی ہے۔ لیکن ہمارے زمانہ میں چوں کہ جھوٹ اور مجادلہ، مکابرہ عام ہو چکا ہے۔ اس لئے صرف یہ کہنا ہی کافی نہ ہوگا بلکہ ضروری ہے کہ وہ (کتاب) دکھائے جہاں سے نقل کیا ہے۔ پھر مصنف نے اپنے قول "بتصحیح النقل" پر "بالتنبیہ" کا عطف کیا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں مندرجہ ذیل امور بیان کیے گئے ہیں: (۱) بیان بعد الاستفسار کی مثال۔ (۲) نقل کے بعد سائل کا تصحیح کے مطالبے کی مثال۔ (۳) سائل کے مطالبہ پر ناقل کا نقل کی تصحیح کی مثال۔ جو ترجمہ سے واضح ہیں۔ ایک بات شارح رحمہ اللہ نے بطور خاص بیان فرمائی ہے کہ فی زمانہ مجادلہ اور کذب کے شیوع کی وجہ سے فقط کتاب بتادینا کافی نہیں بلکہ کتاب دکھانا ضروری ہے۔ چناں چہ حوالہ دکھانے کے بعد حوالہ کی نوعیت اور حوالہ کی مبحث پر دلالت پر گفتگو ہو سکتی

www.besturdubooks.net

ہے، مثلاً: کتاب جو دکھائی گئی ہے وہ معتبر نہیں، یا دیے گئے حوالہ میں تاویل یا تفصیل کی گنجائش ہے، لہٰذا اسی طرح بات چلتی رہے گی۔ یعنی ایسی سقائم پائے جانے کا مطلب عدمِ تصحیح نقل ہوگا، تاہم تصحیح کے بعد بحث موقوف ہو جائے گی۔

وَ بِالتَّنْبِيْهِ اَوِ لِلدَّلِيْلِ اِنِ ادَّعٰى بَدِيْهِيًّا خَفِيًّا اَوْ نَظَرِيًّا مَجْهُوْلًا اَىْ يُؤَاخِذُ بِالتَّنْبِيْهِ اِنِ ادَّعٰى بَدِيْهِيًّا خَفِيًّا كَمَا اِذَا قَالَ اَهْلُ الْحَقِّ حَقِيْقَةٌ مِنْ حَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ فَيَقُوْلُ السُّوْفَسْطَائِىُّ بِاَىِّ تَنْبِيْهٍ تَقُوْلُ فَيَقُوْلُ لِاَنَّا نُشَاهِدُ الْمُشَاهَدَاتِ فَلَوْ لَمْ تَكُنْ ثَابِتَةٌ لَمَا نُشَاهِدُهَا اَوْ لِاَنَّكَ حَقِيْقَةٌ مِّنَ الْحَقَائِقِ فَلَوْلَمْ تَكُنْ ثَابِتًا لَمَا تَطْلُبُ مِنَّا التَّنْبِيْهَ وَ يُؤَاخِذُ بِالدَّلِيْلِ اِنِ ادَّعٰى نَظَرِيًّا مَجْهُوْلًا كَمَا اِذَا قَالَ الْمُتَكَلِّمُ الْعَالَمُ حَادِثٌ يَقُوْلُ الْحَكِيْمُ بِاَىِّ دَلِيْلٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لِاَنَّهٗ مُتَغَيِّرٌ وَ كُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ فَهُوَ حَادِثٌ وَ وَجْهُ تَقْيِيْدِ الْبَدِيْهِىِّ بِكَوْنِهٖ خَفِيًّا وَالنَّظَرِىِّ بِكَوْنِهٖ مَجْهُوْلًا لَا يَخْفٰى.

ترجمہ: اور اگر مدمقابل نے بدیہی خفی دعویٰ کیا یا نظری مجہول (دعویٰ کیا) تو اس سے تنبیہ یا دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا۔ یعنی اگر اس نے بدیہی خفی کا دعویٰ کیا تو تنبیہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ اہل حق نے کہا ہے کہ اشیاء کی حقیقتیں نفس الامر میں ثابت ہیں۔ اس پر سوفسطائی کہے کہ آپ یہ کس تنبیہ کی بنا پر کہہ رہے ہیں۔ وہ کہے کہ بیشک کہ ہم دیکھتے رہتے ہیں۔ پس اگر وہ ثابت نہ ہوتیں تو ہم ان کا مشاہدہ نہ کر سکتے۔ یا اس لیے کہ تو بھی حقائق میں سے ایک حقیقت ہے۔ اگر تو ثابت نہ ہوتا تو ہم سے تنبیہ کا مطالبہ نہ کرتا اور اگر اس نے دعویٰ نظری مجہول کا کیا تو اس سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ متکلمین میں سے کسی نے کہا کہ عالم حادث ہے تو حکماء میں سے کوئی حکیم کہے کہ یہ آپ کا کہنا کس دلیل کی بنا پر ہے تو وہ کہے: کیوں کہ عالم متغیر ہے۔ اور ہر متغیر چیز حادث ہوتی ہے۔ لہٰذا عالم حادث ہے۔ اور بدیہی کو خفی اور نظری کو مجہول کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ مخفی نہیں ہے۔

تشریح: اس عبارت میں مندرجہ ذیل امور کی مثالیں دی گئی ہیں: (۱) بدیہی غیر اولی کا دعویٰ۔

www.besturdubooks.net

(۲) اس پر سائل کی طرف سے تنبیہ کا مطالبہ۔ (۳) سائل کے مطالبے پر معلل کا تنبیہ پیش کرنا۔ (۴) مدعی کا نظری مجہول کا دعویٰ۔ (۵) اس پر سائل کی طرف سے دلیل کا مطالبہ۔ (۶) سائل کے مطالبے پر معلل کا دلیل ذکر کرنا۔ نیز متن میں بدیہی کو جو خفی اور نظری کو مجہول کے ساتھ مقید کیا گیا شارح رحمہ اللہ نے ان قیودات کا فائدہ بیان کیا کہ بدیہی اگر مخفی نہ ہو، نظری اگر مجہول نہ ہو تو ان میں مناظرہ نہیں بلکہ مجادلہ ہوگا۔

فَإِذَا اَقَامَ الْمُدَّعِي الدَّلِيْلَ وَيُسَمّٰى حِيْنَئِذٍ مُعَلِّلًا تُمْنَعُ مُقَدِّمَةٌ مُعَيَّنَةٌ مِنْهُ مَعَ السَّنَدِ كَمَا إِذَا مَنَعَ الْحَكِيْمُ كُبْرٰى دَلِيْلِ الْمُتَكَلِّمِ بِاَنْ يَّقُوْلَ لَا نُسَلِّمُ أَنَّ كُلَّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ مُسْتَنِدًا بِاَنَّهٗ لِمَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْضُ الْمُتَغَيِّرِ قَدِيْمًا أَوْ مُجَرَّدًا عَنْهُ أَيْ عَارِيًا عَنِ السَّنَدِ.

ترجمہ: پس جب مدعی دلیل قائم کردے تو اس وقت اسے معلل کہا جاتا ہے تو سند کے ساتھ اس کے کسی مقدمہ معینہ پر منع وارد کی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ جب متکلم کی دلیل کے کبری پر حکیم منع وارد کرے، بایں طور پر کہ وہ کہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ہر متغیر حادث ہوتا ہے۔ اس حال میں کہ سند لانے والا ہو کہ یہ کیوں جائز نہیں کہ بعض متغیر قدیم ہوتے ہیں یا سند سے خالی منع وارد کرے۔

تشریح: اس عبارت میں مدعی کی اقامت دلیل کے بعد سائل کے وظائف کو بیان فرمارہے ہیں۔ چناں چہ فرمایا مدعی کی دلیل پر سائل دو طرح منع کرسکتا ہے: (۱) منع مع السند (۲) منع مجرد عن السند۔ نمبر (۱) کی مثال لا نسلم ان کل متغیر حادث بانہ لم لا یجوز ان یکون بعض المتغیر قدیم۔ نمبر (۲) کی مثال: لا نسلم ان کل متغیر حادث۔

فَيُجَابُ بِإِبْطَالِ السَّنَدِ إِذَا مَنَعَ مَعَ السَّنَدِ بَعْدَ اِثْبَاتِ التَّسَاوِيْ أَيْ بَعْدَ بَيَانِ كَوْنِ السَّنَدِ مُسَاوِيًا لِعَدَمِ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ بِاَنْ يَّكُوْنَ كُلَّمَا صَدَقَ السَّنَدُ صَدَقَ عَدَمُ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ وَبِالْعَكْسِ لِيُفِيْدَ اِبْطَالُهٗ بُطْلَانَ الْمَنْعِ كَاَنْ يَّثْبُتَ الْمُتَكَلِّمُ كَوْنَ قَوْلِهٖ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْضُ الْمُتَغَيِّرِ قَدِيْمًا مُسَاوِيًا

www.besturdubooks.net

لِعَدَمِ كَوْنِ كُلِّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثًا ثُمَّ يُبْطِلُ بِالدَّلِيْلِ ذٰلِكَ الْجَوَازَ.

ترجمہ: تو تساوی کو ثابت کرنے کے بعد سند کو باطل کرنے کے ساتھ جواب دیا جائے گا یعنی مقدمہ ممنوعہ کے عدم کے لیے سند کے مساوی ہونے کے بیان کے بعد۔ اس طور پر کہ جب بھی سند صادق آئے تو مقدمہ ممنوعہ کا عدم بھی صادق آئے اور اس کے برعکس تاکہ اس کا باطل کرنا منع کے بطلان کا فائدہ دے۔ جیسے کہ اگر متکلم اس کے قول: یجوز ان یکون بعض المتغیر قدیما کو پہلے کل متغیر حادث کے عدم کے مساوی ثابت کرے پھر دلیل کے ساتھ اس جواز کو باطل کردے۔

تشریح: سائل کے مزید وظائف کا ذکر آگے آئے گا سر دست یہ بیان کرنا چاہ رہے ہیں کہ معلل سائل کی منع کا جواب کس طرح دے گا۔ چناں چہ فرمایا کہ اس کے دو طریقے ہیں:

(۱) ابطال السند بعد اثبات التساوی یعنی پہلے یہ ثابت کیا جائے گا کہ سند مقدمہ ممنوعہ کی نقیض کے مساوی ہے بعدہٗ سند کو باطل کیا جائے گا۔ اثبات التساوی کی ضرورت اس لئے ہے کیوں کہ متساویین کا قاعدہ ہے کہ ایک کا ثبوت دوسرے کے ثبوت کو مستلزم ہوتا ہے۔ اور ایک کا انتفاء دوسرے کے انتفاء کو۔ چناں چہ سند اور مقدمہ ممنوعہ کے درمیان تساوی ثابت کرنے کے بعد جب سند کو باطل کیا جائے گا۔ تو بطلان سند بطلان نقیض مقدمہ ممنوعہ کو مستلزم ہوگا۔ مثلاً مثال سابق میں جو متکلم کے کبریٰ کل متغیر حادث پر منع کر کے سند میں پیش کیا تھا۔ لم لا یجوز ان یکون بعض المتغیر قدیما اس سند کو جب عدم کون کل متغیر حادث کے مساوی ثابت کرنے کے بعد باطل کیا جائے گا۔ تو اس سند کا بطلان عدم کون کل متغیر حادث کے بطلان کو مستلزم ہوگا۔

أَوْ يُجَابُ بِإِثْبَاتِ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ أَعَمُّ مِنْ أَنْ لَّمْ يَكُنِ الْمَانِعُ مُسْتَنِدًا بِشَيْءٍ أَوْ يَكُوْنُ مُسْتَنِدًا بِالسَّنَدِ الْمُسَاوِيْ أَوْ غَيْرِهٖ مَعَ التَّعَرُّضِ بِمَا تَمَسَّكَ بِهٖ إِنْ كَانَ مُتَمَسِّكًا بِشَيْءٍ وَالتَّعَرُّضُ مُسْتَحْسَنٌ وَ لَيْسَ بِوَاجِبٍ إِذْ يَتِمُّ الْمُنَاقَشَةُ بِإِثْبَاتِ الْمُقَدِّمَةِ بِدُوْنِ التَّعَرُّضِ أَيْضًا وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ.

ترجمہ: یا مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کر کے جواب دیا جائے گا۔ چاہے مانع کسی چیز سے سند لینے

www.besturdubooks.net

والا نہ ہو یا سند لینے والا ہو سند مساوی یا اس کے علاوہ کسی دوسری چیز سے اعتراض کرتے ہوئے اس دلیل پر جس سے اس نے دلیل پکڑی ہے اگر وہ کسی چیز سے دلیل پکڑنے والا ہو۔ اور اعتراض کا مستحسن (اچھا) ہونا اور واجب نہ ہونا اس لیے ہے کہ اثباتِ مقدمہ کا نزاع بغیر اعتراض کئے بھی پورا ہو جاتا ہے۔ اور مقصود بھی یہی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں منع کے جواب کے دوسرے طریقے کو بیان کیا جا رہا ہے یعنی منع کا جواب مقدمہ ممنوعہ کے اثبات کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے نیز اس طریقہ کے متعلق شارح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جواب کا طریقہ منع کی دونوں صورتوں (منع مع السند = منع مجرد عن السند) کے متعلق ہے۔ نیز مصنف رحمہ اللہ نے اس طریق کو "مع التعرض بما تمسك" کے ساتھ مقید کیا ہے۔ بظاہر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ منع مع السند کے جواب میں جب مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کیا جائے گا، تو مانع کے تمسک سے بھی تعرض کیا جائے گا۔ لیکن اس تعرض کے بارے میں شارح نے فرمایا کہ مستحسن ہے واجب نہیں کیوں کہ مناقشہ محض اثباتِ مقدمہ سے بھی تام ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ سائل کا بھی اوّلین مقصد مطالبہ دلیل ہے۔ سند کو اس نے تقویتِ منع کے لیے استطراداً ذکر کیا۔ لہٰذا جب مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کر دیا جائے گا تو مانع کا مقصود حاصل ہو جائے گا۔

وَقَالَ الْمُصَنِّفُ فِيمَا نُقِلَ عَنْهُ اِبْطَالُ السَّنَدِ الْمُسَاوِيْ مُعْتَبَرٌ سَوَاءٌ كَانَ مُسَاوَاتُهُ بِحَسْبِ نَفْسِ الْأَمْرِ أَوْ بِزَعْمِ الْمَانِعِ لِإِفَادَتِهِ اِثْبَاتَ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ تَحْقِيْقًا أَوْ تَقْدِيْرًا اِنْتَهٰى كَلَامُهُ.

ترجمہ: اور مصنف رحمہ اللہ سے جو نقل کیا گیا ہے کہ سند مساوی کا باطل کرنا معتبر ہے، خواہ اس کی مساوات نفس الامر کے مطابق ہو یا مانع کے خیال کے مطابق ہو اس لئے کہ یہ تحقیقاً یا تقدیراً مقدمہ ممنوعہ کے اثبات کا فائدہ دیتی ہے۔ یہاں تک اس کا کلام مکمل ہو گیا۔

تشریح: یہ ابطال سند کے متعلق منہیہ کی ایک عبارت ہے۔ یعنی ابطال میں سند مساوی کا ابطال معتبر ہے۔ مساوات میں عموم ہے نفس الامر میں ہو یا زعمِ مانع میں ہو۔ صورت اولیٰ میں مقدمہ ممنوعہ تحقیقاً ثابت ہوگا اور ثانی میں تقدیراً۔

www.besturdubooks.net

فَعَلٰی هٰذَا اِمَّا اَنْ یُّقَیِّدَ قَوْلَهٗ بَعْدَ اِثْبَاتِ التَّسَاوِیْ بِمَا اِذَا لَمْ یَعْتَقِدِ الْمَانِعُ ذٰلِكَ لَوْ یُرَادُ بِهٖ كَوْنُهٗ مُثْبَتًا فِیْ ذِهْنِ السَّامِعِ الْمَانِعِ اِمَّا بِاِثْبَاتِ الْمُدَّعٰی اَوْ بِاِعْتِبَارِ ظَنِّهٖ.

ترجمہ: تو اسی بناء پر ماتن کے قول "بعد اثبات التساوی" کو یا تو "ما اذا لم یعتقد المانع" کے ساتھ مقید کیا جائے گا۔ یا اس سے سامع مانع کے ذہن میں اس کا مثبت ہونا مراد لیا جائے گا یا تو مدعی کے ثابت کرنے کے ساتھ یا اس کے ظن کے اعتبار سے۔

تشریح: یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض: مصنف رحمہ اللہ کے متن اور حاشیہ میں تضاد ہے کیوں کہ حاشیہ میں مصنف کے ہاں مساوات کی دو صورتیں ہیں: (۱) بحسب نفس الأمر۔ (۲) بحسب زعم المانع۔ تو اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ ابطالِ سند کے لیے اثبات تساوی اس صورت میں ضروری نہیں جب مانع کے زعم میں بھی مساوات ہو لیکن متن میں ابطال سند کے بارے میں مطلقاً فرمایا گیا کہ اثباتِ تساوی ضروری ہے۔

جواب: شارح رحمہ اللہ نے اس کے دو جواب دیئے ہیں کہ متن کی عبارت "بعد اثبات التساوی" "اذا لم یعتقد المانع ذلك" کی قید کے ساتھ مقید ہے مطلق نہیں۔ نمبر ۲: یا اثباتِ تساوی کا مطلب یہ ہے کہ مساوات کو سامع کے ذہن میں متمکن کرنا تساوی اگر نفس الامر میں ہو تو اثبات مدعی کے ساتھ اگر زعم مانع میں ہو تو اس کے ظن کے مطابق۔

ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ دَفْعَ السَّنَدِ یَكُوْنُ عَلٰی وَجْهَیْنِ اَحَدُهُمَا الْمَنْعُ بِاَنْ یَّكُوْنَ نَظَرِیًّا فَیَطْلُبُ الْمُعَلِّلُ الدَّلِیْلَ مِنَ الْمَانِعِ عَلَیْهِ وَ هٰذَا عَبَثٌ لِاَنَّ اللَّازِمَ عَلَیْهِ اِثْبَاتُ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ وَ اِثْبَاتُ السَّنَدِ لَا یَنْفَعُهٗ بَلْ یَضُرُّهٗ فَلِذَا خَصَّ قُدِّسَ سِرُّهٗ الْاِبْطَالَ بِالذِّكْرِ وَالثَّانِیْ الْاِبْطَالُ وَهُوَ اِنَّمَا یَنْفَعُ اِذَا كَانَ مُسَاوِیًا لِلْمَنْعِ لِاَنَّ اِنْتِفَاءَ اَحَدِ الْمُتَسَاوِیَیْنِ فِی الْخَارِجِ یَدُلُّ عَلٰی اِنْتِفَاءِ الْاٰخَرِ فِیْهِ بِخِلَافِ مَا اِذَا كَانَ اَخَصَّ فَاِنَّهٗ لَا یَنْفَعُ فَاِنَّ اِنْتِفَاءَ الْاَخَصِّ لَا یَسْتَلْزِمُ اِنْتِفَاءَ

www.besturdubooks.net

الْاَعَمِّ وَ اَمَّا السَّنَدُ الْاَعَمُّ فَهُوَ بِالْحَقِيْقَةِ لَيْسَ بِسَنَدٍ وَلِذٰلِكَ قَيَّدَ الْمُصَنِّفُ الْاِبْطَالَ بِقَوْلِهٖ بَعْدَ اِثْبَاتِ التَّسَاوِيْ.

ترجمہ: پھر آپ جان لیں کہ سند کو رد کرنے کی دو صورتیں ہیں ان میں سے ایک منع ہے بایں طور کہ وہ نظری ہو تو معلل اس پر مانع سے دلیل طلب کرے گا۔ اور یہ بے فائدہ ہے اس لئے کہ اس پر تو مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرنا لازم ہے اور سند کو ثابت کرنا اس کو فائدہ نہیں بلکہ نقصان دے گا۔ تو اسی لئے مصنف قدس سرہ نے ابطال کو ذکر کر کے (سند کے جواب کو اس کے) ساتھ خاص کیا ہے۔ اور دوسرا طریقہ ابطال ہے اور وہ اسی صورت میں نفع بخش ہے کہ منع کے مساوی ہو۔ کیوں کہ متساویین میں سے کسی ایک کا خارج میں انتفاء دوسرے کے انتفاء پر دلالت کرتا ہے۔ بخلاف اس صورت کے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے اخص ہو۔ تو یہ فائدہ سند نہیں کیوں کہ انتفاء اخص انتفاء اعم کو مستلزم نہیں اور سند اعم تو درحقیقت سند ہی نہیں ہے۔ اسی لیے مصنف رحمہ اللہ نے ابطال کو "بعد اثبات التساوی" کے ساتھ مقید کیا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح رحمہ اللہ نے فائدہ کے طور پر دفع السند کے دو طریقے بیان کیے ہیں جس سے متن پر ہونے والا ایک اعتراض بھی حل ہو جاتا ہے اور متن میں مذکور قید "بعد اثبات التساوی" بھی واضح ہو جاتی ہے۔

دفع السند کا طریقہ ۱

منع یعنی سند کے نظری ہونے کی صورت میں معلل مانع سے دلیل کا مطالبہ کرے لیکن یہ فضول ہے کیوں کہ اس صورت میں معلل اثباتِ سند کے درپے ہو جائے گا، جب کہ اس کے ذمہ مقدمہ ممنوعہ کا اثبات ہے۔

سوال: دفع السند کے جب دو طریقے تھے تو مصنف نے صرف ایک پر اکتفا کیوں کیا؟

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے صرف نفع مند طریقوں پر اکتفا کیا ہے اور وہ ایک ہی ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہے۔

دفع السند کا طریقہ ۲

دفع السند کا دوسرا طریقہ ابطال ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے شارح رحمہ اللہ فرما رہے ہے

www.besturdubooks.net

ہیں کہ یہ طریقہ جب ہی نافع ہے جب سندِ منع کے مساوی ہو کیوں کہ متساویین کے قاعدہ کے مطابق ہی بطلانِ سند مقدمۂ ممنوعہ کی نقیض کے ابطال کو مستلزم ہے کما مر انفًا۔ بخلاف اس صورت کے کہ سند مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے اخص ہو چوں کہ اخص کا انتفا اعم کے انتفا کو مستلزم نہیں لہٰذا بطلانِ سند مقدمۂ ممنوعہ کی نقیض کے بطلان کو مستلزم نہیں ہوگا۔ باقی رہی اعم والی صورت تو ایسی سند دراصل سند ہی نہیں۔

قید بعد اثبات التساوی: مذکورہ بالا تفصیل سے بعد اثبات التساوی کی قید کا فائدہ واضح ہو گیا کہ ابطال سند کی نفع مند صورت ہی فقط یہ ہے۔

وَيُنْقَضُ الدَّلِيْلُ اِذَا كَانَ قَابِلًا لِلنَّقْضِ بِاَحَدِ الْوَجْهَيْنِ الْمَذْكُوْرَيْنِ مِنَ التَّخَلُّفِ وَلُزُوْمِ الْمُحَالِ بِاَنْ يَّقُوْلَ السَّائِلُ هٰذَا الدَّلِيْلُ غَيْرُ صَحِيْحٍ لِتَخَلُّفِهٖ عَنِ الْمَدْلُوْلِ فِيْ تِلْكَ الصُّوْرَةِ اَوْ لِاَنَّهٗ لَوْ كَانَ الْمَدْلُوْلُ ثَابِتًا لَزِمَ اِجْتِمَاعُ النَّقِيْضَيْنِ مَثَلًا وَيُعَارَضُ اِنْ كَانَ قَابِلًا لِلْمُعَارَضَةِ بِاَحَدِ الْوُجُوْهِ الثَّلَاثَةِ الْمَذْكُوْرَةِ مِنَ الْمُعَارَضَةِ بِالْقَلْبِ وَالْمُعَارَضَةِ بِالْمِثْلِ وَ الْمُعَارَضَةِ بِالْغَيْرِ كَمَا مَرَّ.

ترجمہ: اور دلیل پر نقض وارد ہوسکتا ہے اگر دلیل نقض کے قابل ہو۔ مذکورہ صورتوں یعنی تخلف اور لزوم محال میں سے کسی ایک وجہ سے بایں طور کہ سائل کہے کہ یہ دلیل اس صورت میں مدلول سے تخلف کی وجہ سے صحیح نہیں ہے یا اس لئے کہ اگر مدلول ثابت ہو تو اجتماع نقیضین لازم آئے گا۔ اور اگر دلیل معارضہ کے قابل ہو تو مذکورہ تینوں صورتوں یعنی معارضہ بالقلب، معارضہ بالمثل اور معارضہ بالغیر میں سے کسی ایک ساتھ تو اس پر معارضہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں سائل کے مزید وظائف بیان کیے گئے ہیں۔ چناں چہ فرمایا کہ سائل دونوں طریقوں یعنی تخلف اور لزوم محال سے نقض کرسکتا ہے۔ نیز تینوں قسم کا معارضہ بھی کرسکتا ہے یعنی معارضہ بالقلب، معارضہ بالمثل اور معارضہ بالغیر۔

www.besturdubooks.net

فَيُجَابُ فِيْ صُوْرَتَيِ النَّقْضِ وَالْمُعَارَضَةِ بِالْمَنْعِ إِذَا كَانَ قَابِلًا لَهُ أَوِ النَّقْضِ إِنْ كَانَ صَالِحًا لَهُ أَوِ الْمُعَارِضَةِ إِنْ كَانَ قَابِلًا لَهَا لِأَنَّ الْمُعَلِّلَ الْأَوَّلَ بَعْدَ النَّقْضِ وَالْمُعَارَضَةِ يَصِيْرُ سَائِلًا فَيَكُوْنُ لَهُ ثَلَاثَةُ مَنَاصِبَ كَمَا كَانَتْ لِلسَّائِلِ الْأَوَّلِ وَقَدْ يُوْرَدُ الْأَسْئِلَةُ الثَّلَاثَةُ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَكَلِمَةُ أَوْ لِمَنْعِ الْخُلُوِّ دُوْنَ الْجَمْعِ وَ يَجُوْزُ الْجَوَابُ بِالتَّغْيِيْرِ أَيْ بِتَغْيِيْرِ الْأَصْلِ أَوِ التَّحْرِيْرِ بِحَيْثُ لَا يَرِدُ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْكُلِّ مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ السَّائِلُ مَانِعًا أَوْ نَاقِضًا أَوْ مُعَارِضًا وَ سَوَاءٌ كَانَ الْجَوَابُ بِتَغْيِيْرِ الدَّعْوٰى أَوِ الدَّلِيْلِ أَوِ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ.

ترجمہ: نقض و معارضہ دونوں صورتوں میں منع کے ساتھ جواب دیا جائے گا اگر وہ اس کے قابل ہو۔ یا نقض کے ساتھ (جواب دیا جائے گا) اگر وہ اس کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یا (جواب) معارضہ کے ساتھ (ہوگا) اگر وہ معارضہ کے قابل ہو۔ کیوں کہ معللِ اوّل نقض اور معارضہ کے بعد سائل بن جاتا ہے۔ تو سائلِ اوّل کی طرح اسے بھی تین منصب حاصل ہوتے ہیں۔ اور ان دونوں میں سے ہر ایک پر تینوں سوالات وارد ہو سکتے ہیں۔ تو کلمہ "او" "مانعۃ الخلو" ہے۔ نہ کہ "مانعۃ الجمع"۔ اور منع کا جواب اصل یا تحریر کو بدلنے کے ساتھ دینا بھی جائز ہے اس حیثیت سے کہ اس پر کسی قسم کا اعتراض بھی وارد نہ ہو (کل میں مطلقاً) خواہ سائل مانع ہو یا ناقض ہو یا معارض ہو اور خواہ جواب دعویٰ کو بدلنے کے ساتھ ہو یا دلیل کی تغییر یا مقدمۂ ممنوعہ کی تغییر کے ساتھ ہو۔

تشریح: اس عبارت میں سائل کی طرف سے نقض و معارضہ کے بعد معلل کی حیثیت کیا ہوگی اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ چناں چہ فرمایا کہ اس موقع پر معلل کی حیثیت سائل کی ہے (کیوں کہ نقض و معارضہ متضمنِ دعویٰ ہیں لہٰذا نقض و معارضہ کے بعد سائل مدعی ہو جائے گا) لہٰذا سائل اوّل کی طرح اسے بھی سوالاتِ ثلاثہ کا حق ہے۔ مزید برآں اسے تغییر اور تحریر کا بھی حق ہوگا۔

www.besturdubooks.net

تغییر اور تحریر کی تفسیر شارح نے تغییرِ دعویٰ اور تبدیلیٔ دلیل سے کی ہے۔ لیکن معللِ اوّل کی طرف سے تغییر (اگر تغییرِ دعویٰ کا نام ہو تو) محلِ نظر ہے کیوں کہ یہ تو اثبات سے عجز کا اقرار ہے۔

لفظ او: متن میں مذکور لفظ "او" کے بارے میں شارح نے فرمایا کہ منع الخلو کے لیے ہے۔ یعنی سائلِ اوّل کے جواب میں معللِ اوّل مذکورہ امور میں سے کسی ایک امر کو ضرور اپنائے۔ تاہم سب طریقے جمع بھی کیے جاسکتے ہیں۔ کیوں کہ "او" منع الجمع کے لیے نہیں۔

فی الکل مطلقا: یعنی سائل کی جو بھی نوعیت ہو اس کے جواب میں تغییر اور تحریر جائز ہے۔

وَ اَمَّا التَّنْبِيْهُ فَيَتَوَجَّهُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ اَىْ مَا ذَكَرَهٗ مِنَ الْاَسْوِلَةِ الثَّلَاثَةِ وَلَا يَكْثُرُ نَفْعُهٗ اَىْ نَفْعُ ذٰلِكَ التَّوَجُّهِ اِذْ لَمْ يُقْصَدْ بِهٖ اَىْ بِذِكْرِ ذٰلِكَ التَّنْبِيْهِ اِثْبَاتُ الدَّعْوٰى لِكَوْنِهَا بَدِيْهِيَّةً غَيْرَ مُحْتَاجَةٍ اِلَى الْاِثْبَاتِ فَلَا يَقْدَحُ ذٰلِكَ التَّوَجُّهُ فِىْ ثُبُوْتِهٖ اَيِ الدَّعْوٰى بِتَاوِيْلِ الْمَطْلُوْبِ اَوِ الْمُدَّعٰى اَلْمُسْتَغْنِىْ صِفَةٌ لِثُبُوْتِهٖ عَنِ الْاِثْبَاتِ بِخِلَافِ الْاِسْتِدْلَالِ فَاِنَّ التَّوَجُّهَ هُنَاكَ يَقْدَحُ فِىْ ثُبُوْتِ الدَّعْوٰى لِكَوْنِهٖ مُحْتَاجًا اِلَيْهِ وَ كَانَ الْاَوْلٰى اَنْ يَّذْكُرَ الدَّلِيْلَ بَدَلَ الْاِسْتِدْلَالِ.

ترجمہ: اور تنبیہ پر تینوں سوال متوجہ ہو سکتے ہیں اور ان سوالات کے متوجہ ہونے کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اس تنبیہ کے ذکر سے اثباتِ دعویٰ کا ارادہ نہیں کیا جاتا اس لئے کہ وہ بدیہی ہونے کی وجہ سے اثبات کا محتاج نہیں ہے۔ پس یہ توجہ اس دعویٰ کے ثبوت میں کوئی خرابی نہیں ڈالتی۔ دعویٰ کو مطلوب یا مدعیٰ کی تاویل میں کریں گے اس کا ثبوت شبہات سے مستغنی ہے۔ بخلاف استدلال کے۔ اگر وہاں یہ سوالات متوجہ کر دیئے گئے تو اثباتِ دعویٰ میں خلل ڈال دیتے ہیں کیوں کہ اس صورت میں ثبوتِ دعویٰ اثبات کا محتاج ہے۔ اور بہتر یہ تھا کہ استدلال کے بجائے دلیل کو ذکر کیا جاتا۔

تشریح: اس عبارت میں تنبیہ کے بارے بیان کیا جا رہا ہے۔ (پہلے گزر چکا کہ اگر بدیہی غیرِ اولی کا دعویٰ کیا گیا سائل کے مطالبہ پر تنبیہ پیش کر دی گئی) لیکن اس کے بعد کیا ہوگا تو فرمایا

www.besturdubooks.net

کہ سائل اس تنبیہ پر سوالات ثلاثہ وارد کر سکتا ہے لیکن سید السند قدس سرہٗ کی رائے یہ ہے کہ یہ سوالات نافع نہیں ہوں گے۔ کیوں کہ مدعٰی کا دعویٰ اثبات سے مستغنی ہے۔ بخلاف دلیل کے کیوں کہ دلیل اثباتِ مدعٰی کے لیے ہوتی ہے۔ اس لیے دلیل پر مذکورہ سوالات کا ورود دلیل کے مقصود کے فوات کا باعث ہوگا۔

وَقَدْ يُنَاقَشُ هٰهُنَا بِاَنَّهٗ كَمَا يَفُوْتُ بِالْاَسْئِلَةِ الْمَذْكُوْرَةِ مَا هُوَ مَقْصُوْدٌ بِالْاِسْتِدْلَالِ أَعْنِي إِثْبَاتَ الْمُدَّعٰى كَذٰلِكَ يَفُوْتُ بِهَا مَا هُوَ مَقْصُوْدٌ مِنَ التَّنْبِيْهِ اَيْضًا أَعْنِي إِزَالَةَ الْخِفَاءِ فَلَا فَرْقَ اِلَّا اَنْ يُّقَالَ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ الْأَصْلِيَّ هُوَ ثُبُوْتُ الْمُدَّعٰى وَ اَمَّا زَوَالُ الْخِفَاءِ فَقَدْ يَحْصُلُ بِاَدْنٰى تَاَمُّلٍ لِلسَّائِلِ الطَّالِبِ لِلْحَقِّ اَيْضًا فَلَا اِعْتِدَادَ بِفَوَاتِهٖ وَلَا يَخْفٰى مَا فِيْهِ فَتَاَمَّلْ.

ترجمہ: اور یہاں اعتراض کیا گیا ہے کہ جیسے ان مذکورہ سوالات کی وجہ سے استدلال کا مقصود یعنی اثباتِ دعویٰ فوت ہو جاتا ہے اس طرح ان کی وجہ سے تنبیہ کا مقصود یعنی خفاء کا دور کرنا بھی فوت ہو جاتا ہے۔ تو فرق کوئی نہ ہو امگر یہ جواب دیا جائے گا کہ اصلی مقصود تو مدعا کا ثبوت ہی ہے اور خفاء کا دور ہونا تو حق کے متلاشی سائل کو معمولی تامل کے ساتھ بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے فوات کا اعتبار ہی نہیں اور جو کچھ اس (جواب) میں ہے وہ مخفی نہیں ہے، پس غور وفکر کر۔

تشریح: اس عبارت میں متن پر ہونے والے ایک اعتراض کا جواب ہے۔

سوال: تنبیہ پر سوالات اثباتِ دعویٰ کو اگر چہ متاثر نہیں کرتے لیکن "ماھو المقصود عن التنبیہ" یعنی ازالہ خفاء کو ضرور متاثر کریں گے۔ یعنی دلیل اور تنبیہ پر سوالات کے ورود کا مشترک فائدہ ماھو المقصود کی تقویت ہے۔ لہٰذا دلیل کا مقصود اثبات ہے۔ تو دلیل پر سوالات کا ورود اثبات کو متاثر کرے گا۔ اور تنبیہ سے مقصود ازالہ خفاء ہے۔ لہٰذا اس پر سوالات کا ورود ازالہ خفاء کو متاثر کرے گا۔

جواب: سوالات سے اگر چہ تنبیہ کے مقصود یعنی ازالہ خفاء کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے۔ لیکن بدیہی ہونے کی وجہ سے زوال دور بھی ہو سکتا ہے بخلاف دلیل کے۔ کیوں کہ اگر اس کا ثبوت متاثر ہو گیا تو دلیل میں باقاعدہ گفتگو کرنی پڑے گی۔

www.besturdubooks.net

البحث الثانی

(الف) تعریفات وتصورات میں مناظرہ کا طریقہ

(ب) تعریفات کی مختلف اقسام دفاع کے مختلف طریقے

(ج) تعریفات پر وارد ہونے والے سوالات کو منع، نقض اور معارضہ کہنے کی وجہ

www.besturdubooks.net

اَلْبَحْثُ الثَّانِیْ

مَا سَیُتْلٰی عَلَیْكَ وَهُوَ قَوْلُهٗ اَلتَّعْرِیْفُ الْحَقِیْقِیُّ لِاشْتِمَالِهٖ عَلٰی دَعَاوِیْ ضِمْنِیَّةٍ وَهِیَ أَنَّ هٰذَا الْمَذْكُوْرَ وَ الْجُزْءَ الْاَوَّلَ جِنْسٌ لَهٗ وَالثَّانِیْ فَصْلٌ لَهٗ یُمْنَعُ بِأَنْ یُّقَالَ لَانُسَلِّمُ اَنَّهٗ حَدٌّ لَهٗ وَ الْاَوَّلُ جِنْسٌ وَالثَّانِیْ فَصْلٌ وَیُنْقَضُ بِبَیَانِ الْاِخْتِلَالِ فِیْ طَرْدِهٖ بِأَنْ یُّقَالَ مَا ذَكَرْتَ لَیْسَ بِمَانِعٍ لِدُخُوْلِ فَرْدٍ مِنْ أَفْرَادِ غَیْرِ الْمَحْدُوْدِ فِیْهِ وَعَكْسِهٖ بِأَنْ یُّقَالَ ذٰلِكَ لَیْسَ بِجَامِعٍ لِخُرُوْجِ فَرْدٍ مِنْ اَفْرَادِ الْمَحْدُوْدِ عَنْهُ وَیُعَارَضُ بِغَیْرِهٖ اَیْ بِحَدٍّ غَیْرِ مَا ذَكَرَهٗ لٰكِنْ لَّا بُدَّ أَنْ یَّكُوْنَ ذٰلِكَ الْغَیْرُ مِمَّا یَعْتَرِفُ بِهِ الْحَادُّ اِذْ لَا تَعَارُضَ بَیْنَ التَّصَوُّرَاتِ فَإِنَّ أَحَدًا مِنْهَا لَا یَمْنَعُ الْاٰخَرَ.

ترجمہ: دوسری بحث ان چیزوں کے بیان میں جو ابھی آپ کے سامنے پڑھی جارہی ہیں۔ اور وہ مصنف کا یہ قول ہے کہ تعریفِ حقیقی پر دعاویٔ ضمنیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے (اور دعاویٔ ضمنیہ یہ ہیں یہ اس کے لیے حد ہے۔ اور پہلا جزء اس کے لیے جنس ہے۔ اور دوسرا جزء اس کے لیے فصل ہے) منع وارد کیا جاسکتا ہے بایں طور کہ کہا جائے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ وہ اس کی حد ہے اور اوّل جنس ہے اور جزء ثانی اس کی فصل ہے۔ اور اس کے مانع ہونے میں اختلال کو بیان کر کے نقض وارد کیا جاسکتا ہے۔ بایں طور کہ کہا جائے کہ آپ کی ذکر کردہ تعریف مانع نہیں ہے دخول غیر سے۔ اور اس کے برعکس بایں طور کہ کہا جائے کہ وہ جامع نہیں ہے۔ محدود کے افراد میں سے ایک فرد کے نکلنے کی وجہ سے اور ماتن کی ذکر کردہ تعریف کے علاوہ کسی اور کی تعریف سے معارضہ کیا جاسکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ دوسری تعریف ایسی ہو کہ پہلی تعریف کرنے والا اس کا معترف ہو۔ کیوں کہ تصورات کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہوا کرتا۔ پس ان تصورات میں سے کوئی ایک دوسرے کو رد نہیں کرسکتا۔

تشریح: اس بحث میں تعریفات میں بحث کرنے کے قواعد وضوابط بیان کیے گئے ہیں۔

www.besturdubooks.net

عبارتِ مذکورہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تعریفات پر سوالاتِ ثلاثہ: منع، نقض اور معارضہ، وارد ہو سکتے ہیں لیکن اس اصول پر ایک اشکال ہے کہ منوع ثلاثہ کا تعلق حکم سے ہے اور تعریفات تصورات ہونے کی وجہ سے خالی عن الحکم ہوتی ہیں۔

جواب: تعریفات میں ضمناً دعاوی ہونے کی وجہ سے حکم موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ فلاں حقیقت کی حد ہے اور یہ جزء جنس ہے لہٰذا ورودِ سوالات کی شرط محقق ہے چناں چہ فرمایا کہ تعریفات پر ورودِ منع کی صورت یہ ہے کہ کہا جائے لا نسلم انه حد له اور ورودِ نقض کی صورت تعریفات میں طرد وعکس کے اعتبار سے بیانِ اختلال ہے۔ یعنی یہ کہنا کہ یہ تعریف طرد کے اعتبار سے مختل ہے مثلاً کہنا کہ یہ تعریف مانع عن دخول غیر نہیں یا کہنا کہ یہ تعریف عکس کے اعتبار سے مختل ہے کہ جامع لجمیع الافراد نہیں اور تعریفات میں معارضہ کی صورت حاد کی تعریف کے علی الرغم کوئی تعریف پیش کرنا ہے۔ لیکن معارضہ کی بنیاد چوں کہ تعارض وتناقض پر ہے (کیوں کہ معارضہ کا حاصل مدعی کے مدلول کے خلاف مدلول کا اثبات ہے اور اختلاف کا تقاضا تعارض ہے) اور تعریفات چوں کہ دراصل تصور ہیں اور تصورات میں تناقض نہیں ہوتا اس لئے تعریفات میں معارضہ کے تحقق کے لیے ضروری ہے کہ حاد دونوں تعریفوں کو تسلیم کرے۔

قِيلَ كَمَا أَنَّ لَنَا دَعَاوِيَ ضِمْنِيَّةً كَذٰلِكَ لَنَا الدَّلَائِلُ عَلَيْهَا فَالْمَنْعُ وَالنَّقْضُ وَالْمُعَارَضَةُ تَرْجِعُ إِلَى تِلْكَ الدَّلَائِلِ.

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ جیسے ہمارے لیے دعاوی ضمنیہ ہیں اس طرح ہمارے لیے ان پر دلائل بھی ہیں تو منع، اور نقض ومعارضہ ان دلائل کی طرف لوٹ سکتے ہیں۔

تشریح: اس میں بعض لوگوں کے قول کو ذکر کیا گیا ہے کہ تعریفات میں دعاوی ضمنیہ کی طرح دلائل ضمنیہ بھی ہیں اس لئے ورود سوالات کا محل دلائل ہیں۔ لیکن شارح نے اس قول کی تمریض کی ہے کہ اس سے مصنف کی رائے۔ سوالات کی وجہ سے ضمنی دعاوی ہیں۔ اولیٰ ہے، وجہ اولویت یہ ہے کہ سید السند کی رائے کے مطابق جب سوالات کا محور دعاوی ہیں تو سوالات سے دراصل دعاوی کی تردید ہوگی اور بعض کی رائے کے مطابق جب دلائل کو محور بنائیں گے تو سوالات سے دلائل رد ہوں گے۔ اور دلائل کی رو سے دعاوی کا رد اولیٰ ہے۔ کیوں کہ دعاوی کا

www.besturdubooks.net

رد دلائل کی تردید کو مستلزم ہے بخلاف دلیل کے۔

وَ تَحْقِيْقُ الْمَقَامِ أَنَّ التَّحْدِيْدَ تَصْوِيْرٌ وَ تَنْقِيْشٌ لِصُوْرَةِ الْمَحْدُوْدِ فِي الذِّهْنِ وَلَا حُكْمَ فِيْهِ أَصْلًا فَالْحَادُّ إِنَّمَا ذَكَرَ الْمَحْدُوْدَ لِيَتَوَجَّهَ الذِّهْنُ إِلٰى مَا هُوَ مَعْلُوْمٌ بِوَجْهٍ مَّا ثُمَّ يَرْتَسِمُ فِيْهِ صُوْرَةٌ أُخْرٰى أَتَمُّ مِنَ الْأُوْلٰى لَا لِيُحْكَمَ عَلَيْهِ بِالْحَدِّ إِذْ لَيْسَ هُوَ بِصَدَدِ التَّصْدِيْقِ بِثُبُوْتِهٖ لَهٗ فَمَا مِثْلُهٗ إِلَّا كَمَثَلِ النَّقَّاشِ إِلَّا أَنَّ الْحَادَّ يُنَقِّشُ فِي الذِّهْنِ صُوْرَةً مَعْقُوْلَةً وَهٰذَا يُنَقِّشُ فِي اللَّوْحِ صُوْرَةً مَحْسُوْسَةً فَكَمَا أَنَّهٗ إِذَا أَخَذَ النَّقَّاشُ يَرْسِمُ فِيْهِ نَقْشًا لَمْ يَتَوَجَّهْ عَلَيْهِ مَنْعٌ بَلْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مَعْنًى، كَذٰلِكَ الْحَادُّ فِيْ صُوْرَةِ التَّحْدِيْدِ غَايَتُهٗ أَنَّهٗ يُفْهَمُ مِنَ الْحَدِّ ضِمْنًا اَلْحُكْمُ بِأَنَّ هٰذَا حَدٌّ وَ ذٰلِكَ مَحْدُوْدٌ فَوُرُوْدُ الْمَنُوْعِ الْمَذْكُوْرَةِ إِنَّمَا هُوَ بِاِعْتِبَارِ هٰذَا الْحُكْمِ الضِّمْنِيِّ فَمَا يَجْرِيْ عَلٰى أَلْسِنَةِ الْقَوْمِ مِنْ أَنَّا لَا نُسَلِّمُ أَنَّهٗ حَدٌّ لَهٗ مَنْعُ ذٰلِكَ الْحُكْمِ الضِّمْنِيِّ۔

ترجمہ: اور اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ کسی چیز کی ماہیت بیان کرنا ذہن میں محدود کی صورت کی تصویر بنانا اور منقش کرنا ہوتا ہے۔ اور اس میں حکم بالکل ہی نہیں ہوتا۔ تو تعریف کرنے والے نے محدود کو صرف اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ ذہن ایسی چیز کی طرف متوجہ ہو جو کسی نہ کسی طرح سے پہلے معلوم ہے۔ پھر اس میں ایک اور صورت منقش کرتا ہے جو کہ پہلی سے زیادہ تام ہوتی ہے نہ اس لئے کہ اس پر حد کا حکم لگایا جائے اس لئے کہ وہ محدود کے لیے حد کے ثبوت کی وجہ سے تصدیق کے درپے نہیں ہوتا۔ اس کی مثال تو نقاش ہی کی طرح ہے فرق یہ ہے کہ حد بیان کرنے والا ذہن میں صورت معقولہ کو منقش کرتا ہے۔ لہٰذا جیسے نقاش کے نقش کرنے پر منع متوجہ نہیں ہوتی بلکہ اس کا کوئی مقصد ہی نہیں ہوتا اسی طرح تعریف کرنے والا بھی تعریف کرنے کی صورت میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ حکم حد سے ضمناً سمجھا جائے اس طور پر کہ یہ حد ہے اور وہ محدود ہے، تو ان مذکورہ معنوں کا وارد ہونا صرف اسی حکمِ ضمنی کے اعتبار سے ہے۔ پس جو بات لوگوں کی زبانوں پر جاری ہوتی ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ

www.besturdubooks.net

یہ اس کی حد ہے، تو یہ اس حکم ضمنی پر منع ہے۔

تشریح: اس عبارت میں تحقیق المقام ہے کہ تحدید دراصل محدود کی اذھان میں تصویر اور تنقیش ہے۔ اور حکم سے خالی ہے یعنی حاد کی مثال نقاش کی سی ہے۔ اگرچہ حاد امور معقولہ کی تصویر گری کرتا ہے جب کہ نقاش محض امور محسوسہ کی تصویر گری کرتا ہے تاہم بنیادی طور پر حاد کی حیثیت نقاش سے مختلف نہیں کیوں کہ نقاش جب تک نقش گری کر رہا ہے اسے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ نقش مسلم نہیں اسی طرح حاد کی حد پر ورود منع جائز نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ تعریف و تنقیش ضمناً مشتمل علی الحکم ہے اس حیثیت سے ورود منع جائز ہے لہٰذا اہل فن کے ہاں مشہور الفاظ "لا نسلم انه حد" لہٗ کا مطلب یہی ہے کہ اس کا ضمنی حکم مسلم نہیں۔

مذکورہ بالا تقریر سے یہ امر واضح ہوا کہ اہل فن کے ہاں تعریفات کے متعلق ایسی عبارات "انه لا نسلم" وغیرہ مستعمل ہیں۔ شاید انہی عبارات کی توجیہ کے لیے یہ قانون وضع کیا گیا ہے: "فالحاد انما ذکر المحدود ... بصدد التصديق بثبوته له"۔ ایک سوال کا جواب۔

سوال: شارح نے فرمایا کہ حد میں حکم نہیں ہوتا، بلکہ محض ایک تقریر ہے۔ یہ علی الاطلاق صحیح نہیں کیوں کہ جب محدود کو ذکر کر کے حد بیان کی جائے تو اس سے خود بخود حکم وجود میں آتا ہے۔ مثلاً الانسان حیوان ناطق۔

جواب: صورت مذکورہ میں حکم لگانا مقصود نہیں بلکہ محدود کا ذکر ذہن مخاطب میں کسی درجہ مستحضر کرنا ہے۔ تاکہ مخاطب کے لیے محدود کی تصویر علی وجه الاتم واضح ہو سکے، حکم تو جب ہوتا ہے کہ مذکورہ امور ثابت کیے جاتے لیکن یہ بات سائل کو بھی معلوم ہے کہ مقصد صرف تعریف ہے۔

فَلَمَّا اَوْرَدَ السَّائِلُ الْمَنُوْعَ فَيُجَابُ بِمَا عُلِمَ طَرِيْقُهٗ مِنْ بَيَانِ صِحَّةِ النَّقْلِ وَالْاِثْبَاتِ وَتَغْيِيْرِ الْاَصْلِ وَكَانَ الْاَوْلٰى اَنْ يَّقُوْلَ بِطَرِيْقٍ عُلِمَ لِاَنَّ الْجَوَابَ اِنَّمَا يَكُوْنُ بِالطَّرِيْقِ الْمَعْلُوْمِ.

ترجمہ: تو جب سائل منوع وارد کرے تو اس کا جواب اُس طریقے سے دیا جائے گا جو کہ معلوم ہے۔ یعنی نقل کے صحیح ہونے، اثبات اور اصل کے بدل دینے سے۔ اور بہتر یہ ہے کہ یوں کہتے کہ معلوم طریقہ کے ساتھ اس لئے کہ جواب تو صرف معلوم طریقہ سے ہی ہوتا ہے۔

www.besturdubooks.net

تشریح: فلما اورد سے اس طرف اشارہ ہے کہ متن کی عبارت جزاء ہے اور یہ اس کی شرط ہے۔ الحاصل اس عبارت میں تعریفات پر ہونے والے اعتراضات (منع، وغیرہ) کے جواب دینے کا طریقہ بتایا گیا کہ ان سوالات کا جواب بھی سابق میں معلوم ہونے والے طریق یعنی بیانِ صحت نقل تغیر اصل ہی سے دیا جائے گا و کان الاولی اس عبارت سے شارح نے متن پر ایک اعتراض کیا ہے کہ "ما علم طریقه" کے بجائے مصنف "بطریق علم" فرماتے تو اولیٰ تھا کیوں کہ جواب تو طریق معلوم سے ہی ہوتا ہے نہ کہ علم طریق سے۔ یعنی طریقے کا معلوم ہونا ہی جواب کے لیے کافی نہیں ہے۔

فائدہ: شارحین بعض اوقات متن پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں اور بعض اوقات متن پر خود اعتراض بھی کرتے ہیں اور ان کا جواب بھی نہیں دیتے گویا کہ شارحین کی نظر میں متن ایسی صورت میں سقیم ہوتا ہے۔

وَ اسْتَصْعَبَ إِلَى الْجَوَابِ عَنْ بَعْضِ الْإِيْرَادَاتِ اَعْنِي الْمَنْعُ فِي الْحُدُوْدِ الْحَقِيْقِيَّةِ لِأَنَّ الْجَوَابَ عَنِ الْمَنْعِ بِإِثْبَاتِ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ وَ ذٰلِكَ فِي الْحَقِيْقَةِ مُتَوَقِّفٌ عَلَى الْاِطِّلَاعِ عَلَى الذَّاتِيَاتِ وَ ذٰلِكَ فِيْ غَايَةِ الصُّعُوْبَةِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ ابْنُ سِيْنَا فِيْ كِتَابِهِ.

ترجمہ: اور بعض ایرادات یعنی منع کا جواب مشکل ہو جاتا ہے۔ حدود حقیقیہ میں کیوں کہ منع کا جواب مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرنے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ تعریف حقیقت میں ذاتیات پر مطلع ہونے پر موقوف ہے۔ اور یہ انتہائی مشکل ہے، جیسا کہ ابن سینا نے اپنی کتاب میں اس کی تصریح کی ہے۔

تشریح: یہ ماقبل سے ایک استدراک ہے۔ ماقبل میں تو متن پر ہونے والے اعتراضات کے جواب کا طریقہ بتایا لیکن اس عبارت میں بتا رہے ہیں کہ تعریفات پر ہونے والے بعض اعتراضات ایسے بھی ہیں کہ ان کے جواب کا کوئی طریقہ نہیں اور وہ تعریفات حقیقیہ پر ہونے والے اعتراضات ہیں ان کے جواب کا مبنیٰ اطلاع علی الذاتیات ہے اور اطلاع علی الذاتیات ابن سینا کی تصریح کے مطابق انتہائی مشکل ہے۔

www.besturdubooks.net

دُوْنَ الْاِعْتِبَارِيَّةِ كَاللَّفْظِيَّةِ فَإِنَّهَا أَيِ الْحُدُوْدُ الْاِعْتِبَارِيَّةُ لِاِسْتِلْزَامِهَا الْحُكْمَ بِأَنَّ هٰذَا حَدٌّ لَهُ فِي الْاِصْطِلَاحِ تَمْنَعُ أَيْضًا كَمَا تُمْنَعُ اللَّفْظِيَّةُ لِاِسْتِلْزَامِهَا الْحُكْمَ بِأَنَّ هٰذَا مَعْنَاهُ فِي اللُّغَةِ.

ترجمہ: اور تعریفات اعتباریہ میں منع کی وجہ سے جواب دینا مشکل نہیں جیسا کہ تعریفات لفظیہ میں۔ کیوں کہ ان حدود اعتباریہ پر حکم کے مستلزم ہونے کی وجہ سے بھی منع وارد کی جاسکتی ہے، بایں طور پر کہ یہ اس کی اصطلاح میں حد ہے۔ جیسا کہ حدود لفظیہ پر منع وارد کی جاسکتی ہے ان کے حکم کو مستلزم ہونے کی وجہ سے بایں طور کہ یہ اس کا معنی ہے لغت میں۔

تشریح: تعریفات اعتباریہ یعنی علوم وفنون کی اصطلاحات بھی مستلزم حکم ہونے کی وجہ سے مورد منع بنتی ہیں جس طرح تعریفات لفظیہ (وہ لفظ جو لغۃً محتاج تشریح ہوتے ہیں) مستلزم حکم ہونے کی وجہ سے مورد منع بنتی ہیں۔ الحاصل تعریفات اعتباریہ اور لفظیہ پر بھی سوالات ثلاثہ وارد ہوتے ہیں۔

وَلَا يَخْفٰى أَنَّهُ كَانَ الْأَوْلٰى عَلٰى تَقْدِيْرِ رُجُوْعِ ضَمِيْرِ اسْتُصْعِبَ إِلَى الْجَوَابِ عَلٰى مَا نُقِلَ عَنْهُ قُدِّسَ سِرُّهُ أَنْ يَّقُوْلَ فَإِنَّهُ يَسْهَلُ فِيْهَا بِمُجَرَّدِ نَقْلِ الخ وَلَوْ رَجَعَ ضَمِيْرُ اسْتُصْعِبَ إِلَى الْمَنْعِ اِتَّضَحَ الْأَمْرُ بِلَا تَكَلُّفٍ غَايَتُهُ أَنَّهُ يَرِدُ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَا صُعُوْبَةَ فِي الْمَنْعِ وَإِنَّمَا هِيَ فِي جَوَابِهِ وَبِالْجُمْلَةِ هٰذَا الْكَلَامُ لَا يَخْلُوْ عَنْ نَوْعِ خَدْشَةٍ.

ترجمہ: اور یہ بات مخفی نہیں کہ بہتر تو یہ تھا کہ "استصعب" میں ضمیر کو "الجواب" کی طرف لوٹایا جائے جیسا کہ مصنف قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بیشک ان میں وارد ہونے والی منع کا جواب صرف نقل کے ساتھ ہی دینا آسان ہے اور اگر "استصعب" کی ضمیر کو منع کی طرف لوٹائیں تو بغیر تکلف کے معاملہ واضح ہو جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس پر یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ منع میں تو دشواری نہیں ہوتی۔ بلکہ منع کا جواب دینے میں دشواری ہوتی ہے۔ الغرض یہ کلام کسی نہ کسی الجھن سے خالی نہیں۔

تشریح: یہ عبارت ایک سوال کا جواب ہے۔

سوال: شارح نے استصعب کی ضمیر کا مرجع جواب بنایا ہے جب کہ مصنف کی استثنائی

www.besturdubooks.net

عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ ضمیر کا مرجع منع ہے۔
جواب: جواب کو ضمیر کا مرجع منہیہ کی عبارت کی روشنی میں بنایا گیا ہے ورنہ واقعی ضمیر کا مرجع منع بنایا جائے تو عبارت لفظی طور پر ٹھیک ہو جائے گی کہ عبارت متضاد نہیں رہے گی، تاہم مرجع جب منع بنائیں گے تو عبارت خارج کے مطابق نہیں رہے گی۔ آخر میں فیصلہ کرتے ہوئے شارح فرما رہے ہیں کہ مصنف کی یہ عبارت بہر حال مخدوش ہے۔ کیوں کہ ضمیر کا مرجع منع بنائیں تو عبارت حقیقۃِ خارجیہ کی مخالف ہے کیوں کہ واقع میں ورود منع مشکل نہیں بلکہ جواب دینا مشکل ہے۔ اگر جواب بنائیں تو عبارت متناقص ہونے کی وجہ سے سقیم ہے۔

وَيُدْفَعُ الْمَنْعُ الْوَارِدُ عَلَيْهَا بِمُجَرَّدِ نَقْلٍ مِنْ أَهْلِ الْاِصْطِلَاحِ كَمَا يُدْفَعُ الْمَنْعُ الْوَارِدُ عَلَى اللَّفْظِيَّةِ بِالنَّقْلِ مِنْ أَهْلِ اللُّغَةِ أَوْ وَجْهِ اِسْتِعْمَالٍ مِنَ الْعِلَاقَةِ بَيْنَ الْمُرَادِ وَبَيْنَ الْمَعْنَى الْمُصْطَلَحِ أَوْ بَيَانِ إِرَادَةٍ بِأَنْ يُقَالَ لَا نُرِيْدُ مَا يُفْهَمُ مِنْ ظَاهِرِ اللَّفْظِ بَلْ نُرِيْدُ مَعْنًى آخَرَ.

ترجمہ: اور ان حدود اعتباریہ پر وارد ہونے والی منع کو صرف اہل اصطلاح سے نقل کے ساتھ دور کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ حدود لفظیہ پر وارد شدہ منع کو اہل لغت سے نقل کے ساتھ ہی دور کیا جاتا ہے۔ یا استعمال کی وجہ سے یعنی مراد اور معنی اصطلاحی کے درمیان تعلق کی وجہ سے یا مراد کو واضح کرنے سے بایں طور کہ کہا جائے کہ ہم وہ مراد نہیں لیتے جو ظاہر لفظ سے سمجھا جا رہا ہے۔ بلکہ ہم اور معنی مراد لیتے ہیں۔
تشریح: اس عبارت میں تعریفات اعتباریہ اور لفظیہ پر ہونے والے سوالات کے جواب کے طریق بیان کیے گئے ہیں چناں چہ وہ طریقے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مجرد نقل اعتباریہ میں اہل فن کا حوالہ اور لفظیہ میں لغت کا حوالہ دینا۔
۲۔ وجہ استعمال کی وضاحت یعنی معنی مرادی اور معنی مصطلح کے درمیان مناسبت کی وضاحت۔
۳۔ بیانِ ارادہ یعنی اس امر کی وضاحت کہ جو معنی سمجھا جا رہا ہے ہماری مراد وہ نہیں۔ یعنی سوال سائل کی بناء وجہِ استعمال اور مرادی معنی کو نہ سمجھنے پر ہوگی اور جواب میں سائل کی ان غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا جائے۔

www.besturdubooks.net

وَ اعْلَمْ أَنَّ إِطْلَاقَ الْمَنُوْعِ يَعْنِي الْمَنْعَ والنَّقْضَ وَالْمُعَارَضَةَ وَ جَاءَ فِيْ كَلَامِهِمْ إِطْلَاقُ لَفْظِ الْمَنْعِ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا هُنَاكَ يَعْنِي عَلَى الْأَسْوِلَةِ الْوَارِدَةِ عَلَى الْحُدُوْدِ بِطَرِيْقِ الْإِسْتِعَارَةِ الْمُصَرِّحَةِ بِاعْتِبَارِ تَشْبِيْهِهَا بِالْمُصْطَلَحَاتِ وَيَحْتَمِلُ الْحَقِيْقَةَ بِنَاءً عَلٰى أَنَّ الْأَلْفَاظَ الْمَذْكُوْرَةَ كَمَا اَنَّهَا مَوْضُوْعَةٌ لِلْمَعَانِي الْمَشْهُوْرَةِ يَحْتَمِلُ اَنْ تَكُوْنَ مَوْضُوْعَةً لِتِلْكَ الْمَعَانِيْ أَيْضًا كَذَا نُقِلَ عَنْهُ قُدِّسَ سِرُّهٗ.

ترجمہ: اور آپ جان لیں کہ منوع یعنی منع، نقض اور معارضہ (ان کے کلام میں لفظ منع کا اطلاق ان تمام معانی پر ہوتا ہے) کا اطلاق ان سوالوں پر جو حدود پر وارد ہوتے ہیں مصطلحات کے ساتھ ان کے مشابہ ہونے کے اعتبار سے۔ استعارۂ مصرحہ کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اور حقیقت کا احتمال بھی رکھتا ہے اس بناء پر کہ یہ الفاظ مذکورہ جس طرح سے مشہور معانی کے لیے وضع کئے گئے ہیں اسی طرح ان معانی کے لیے بھی ان کے وضع ہونے کا احتمال ہے۔ جیسا کہ مصنف قدس سرہٗ سے منقول ہے۔

تشریح: اس عبارت میں ایک فائدہ بیان کیا گیا ہے۔ اوائل بحث میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ تعریفات پر بھی سوالات ثلاثہ وارد ہو سکتے ہیں لیکن آپ سے مخفی نہیں کہ تعریفات پر جب سوالات متوجہ ہوں گے تو ان سوالات کو معنیٰ متعارف پر تو محمول نہیں کیا جا سکتا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کس اعتبار سے انہیں منع وغیرہ کیا جائے گا۔ سید السند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہ نام بطور استعارہ کے دیئے جائیں گے یعنی متعارف کے ساتھ مشابہت کی بنیاد پر انہیں بھی وہ نام دے دیئے گئے۔ ممکن ہے حقیقۃً بھی ان کے یہ نام ہوں اس طرح کہ شاید واضع نے جس طرح ان کو معنی متعارف کے لیے وضع کیا ہے ان کے لیے بھی کیا ہو۔

www.besturdubooks.net

البحث الثالث

① نقل اور دعویٰ پر وارد کیے گئے منع کو مجازاً منع کہتے ہیں۔

② نقل اور دلیل کی صحت معلوم ہو لیکن اس کا دوسرا طریق معلوم کرنے کے لیے طلب تصحیح اور منع جائز ہے۔

③ بطلان دلیل بطلان مدلول کو مستلزم نہیں۔

www.besturdubooks.net

اَلْبَحْثُ الثَّالِثُ

مَا يُسْتَبَانُ مِنْ قَوْلِهٖ يُسْتَبَانُ أَيْ يَظْهَرُ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ أَنَّ الْمَنْعَ طَلَبُ الدَّلِيْلِ عَلٰى مُقَدِّمَةٍ مُعَيَّنَةٍ عَدَمُ تَوَجُّهِ الْمَنْعِ حَقِيْقَةً عَلَى النَّقْلِ وَالدَّعْوٰى مَبْنِيَّيْنِ لِلْفَاعِلِ وَيَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَا مَبْنِيَّيْنِ لِلْمَفْعُوْلِ بِمَعْنَى الْمُدَّعٰى وَالْمَنْقُوْلِ حَيْثُ لَمْ يُقْصَدْ إِرْجَاعُهٗ أَيْ إِرْجَاعُ الْمَنْعِ إِلَى الْمُقَدِّمَةِ أَيِ الْمُقَدِّمَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْ دَلِيْلِ الْمُسْتَدِلِّ.

ترجمہ: تیسری بحث: اس چیز کے بیان میں ہے جو اس کے قول سے ظاہر ہوتی ہے اور ہم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنے کو منع کہتے ہیں۔ اسی سے حقیقتاً نقل اور دعویٰ پر منع کا متوجہ نہ ہونا ظاہر ہے۔ جب کہ نقل و دعویٰ مبنی للفاعل ہوں۔ اور ان کا مدعی اور منقول کے معنی میں ہو کر مبنی للمفعول ہونا بھی جائز ہے۔ اس حیثیت سے کہ مستدل کی دلیل میں مذکورہ مقدمہ کی طرف منع کو لوٹانے کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔

تشریح: نقل اور دعویٰ پر جب منع وارد کیا جائے تو اس کے دو مقصد ہوتے ہیں: (۱) "ارجاع المنع الی المنقول و الی الدعویٰ" (۲) ارجاع المنع الی المقدمۃ۔ دوسری صورت میں تو منع وارد ہو ہی نہیں سکتا نہ حقیقتاً نہ حکماً۔ جس طرح نقض و معارضہ۔ پہلی صورت میں گو کہ منع وارد ہو سکتا ہے لیکن حقیقتاً نہیں بلکہ مجازاً۔

أَمَّا النَّقْلُ فَلِأَنَّهٗ إِذَا قَالَ أَحَدٌ: قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَلنِّيَّةُ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ فِي الْوُضُوْءِ فَإِمَّا أَنْ يَّقُوْلَ الْمَانِعُ لَا نُسَلِّمُ أَنَّهَا لَيْسَتْ بِشَرْطٍ فِيْهَا وَإِمَّا أَنْ يَّقُوْلَ لَا نُسَلِّمُ أَنَّ أَبَا حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ كَذَا فَالْأَوَّلُ لَا يُسْمَعُ أَصْلًا. لِأَنَّهٗ قَرَّرَ الْكَلَامَ بِطَرِيْقِ الْحِكَايَةِ فَلَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الْمُؤَاخَذَةُ أَصْلًا.

ترجمہ: بہر حال نقل پر تو اس لئے ہے کہ جب کسی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نیت

وضو میں شرط نہیں ہے۔ تو مانع یا تو یہ کہے گا کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ نیت اس میں شرط نہیں ہے۔ اور یا یوں کہے گا کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس طرح فرمایا ہے تو پہلی بات تو قطعاً قابل سماعت نہیں ہے۔ کیوں کہ اس ناقل نے کلام کو بطور حکایت پیش کیا ہے۔ تو اس کلام کے ساتھ مواخذہ بالکل متعلق نہیں ہوتا۔

تشریح: اس عبارت میں منقول پر مجازاً ورودِ منع کی مثال دی گئی ہے۔ نیز اس عبارت میں یہ امر بھی واضح کیا گیا ہے کہ منع کا مقصد ارجاع الی المقدمہ ہو تو منع قابل سماعت نہیں۔ مثال یہ ہے ناقل نے کہا قال ابوحنیفة رحمه الله: إن النية في الوضوء ليست بشرط۔ اس پر مانع نے کہا: لا نسلم انها ليست بشرط فيه۔ تو اس منع کا مقصد چوں کہ ارجاع الی المقدمہ ہے لہٰذا یہ منع مسموع نہیں ہے، لیکن مانع نے کہا: لا نسلم أن أبا حنيفة رحمه الله قال كذا تو یہ منع راجع الی المنقول ہونے کی وجہ سے مجازاً منع کہلائی جاسکے گی۔

وَ أَمَّا الثَّانِيْ فَهُوَ وَ إِنْ كَانَ يُسْمَعُ لٰكِنْ لَّا مِنْ حَيْثُ إِنَّهٗ مَنْعٌ حَقِيْقَةً بَلْ لِأَنَّهٗ عِبَارَةٌ عَنْ طَلَبِ تَصْحِيْحِ النَّقْلِ يُطْلَقُ عَلَيْهِ لَفْظُ الْمَنْعِ مَجَازًا لِلْمُشَارَكَةِ فِيْ كَوْنِ كُلٍّ مِّنْهُمَا طَلَبًا مِنْ قَبِيْلِ اِسْتِعْمَالِ اللَّفْظِ الْمُقَيَّدِ فِيْ مُقَيَّدٍ اٰخَرَ الْمُطْلَقَةِ فَاسْتُعْمِلَ لَفْظُ الْمَنْعِ.

ترجمہ: اور بہر حال دوسری بات اگر چہ قابل سماعت ہے لیکن اس حیثیت سے نہیں کہ وہ حقیقۃً منع ہے بلکہ اس لئے کہ وہ عبارت ہے تصحیح نقل کو طلب کرنے سے۔ تو اس پر لفظِ منع کا اطلاق مجازاً کیا جاتا ہے ان میں سے ہر ایک کی طلب میں شرکت کی وجہ سے۔ یہ ایک مقید لفظ کو دوسرے مقید لفظ کے لیے بغیر قید کے استعمال کرنے کی قبیل سے ہے۔ تو لفظ منع کو استعمال کیا گیا۔

تشریح: اس عبارت میں منع مذکور اور منع حقیقی کے درمیان علاقہ اور مناسبت کی وضاحت کی گئی ہے۔ چناں چہ شارح نے فرمایا کہ منع حقیقی اور مجازی کی قدر مشترک طلبِ مطلق کا مقید میں استعمال ہونا ہے۔ منع حقیقی میں طلب مقید طلب دلیل ہے اور اس میں طلب تصحیح ہے۔ علی ہذا القیاس دعویٰ پر وارد ہونے والی منع کو بھی سمجھ لیا جائے۔

وَ أَمَّا الدَّعْوٰى فَلِأَنَّهٗ إِذَا قَالَ الْمُتَكَلِّمُ: اَلْجِسْمُ مُرَكَّبٌ مِنْ أَجْزَاءٍ لَا تَتَجَزّٰى وَ

www.besturdubooks.net

يَقُوْلُ الْحَكِيْمُ لَا نُسَلِّمُ ذٰلِكَ. فَإِمَّا أَنْ يُّرِيْدَ بِهٖ طَلَبَ الدَّلِيْلِ عَلَى الْمُقَدِّمَةِ الْمُعَيَّنَةِ وَهٰذَا مِمَّا لَا مَعْنٰى لَهٗ لِأَنَّهٗ لَمْ يُوْجَدْ دَلِيْلٌ مَعَ الْمُدَّعِيْ بَعْدُ حَتّٰى يُطْلَبَ الدَّلِيْلُ عَلٰى مُقَدِّمَةٍ مُعَيَّنَةٍ مِّنْهُ. وَإِمَّا أَنْ يُرِيْدَ بِهٖ طَلَبَ الدَّلِيْلِ عَلٰى تِلْكَ الدَّعْوٰى وَهُوَ مَسْمُوْعٌ لٰكِنَّهٗ لَيْسَ بِمَنْعٍ حَقِيْقَةً بَلْ إِنَّمَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ لَفْظُ الْمَنْعِ مَجَازًا عَلٰى مَا عَرَفْتَ كَالنَّقْضِ وَالْمُعَارَضَةِ أَيْ كَمَا أَنَّهٗ لَا يَتَوَجَّهُ النَّقْضُ وَالْمُعَارَضَةُ لِعَدَمِ الدَّلِيْلِ الْمَذْكُوْرِ لِلْإِثْبَاتِ.

ترجمہ: اور دعویٰ پر اس لیے ہے کہ جب متکلم نے کہا کہ جسم مرکب ہے ایسے اجزاء سے جن کے اجزاء نہیں کیے جا سکتے۔ اور حکیم کہتا ہے کہ ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے۔ پس یا تو اس سے مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنے کو مراد لیتا ہے اور یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کا کوئی معنی نہیں ہے کیوں کہ مدعی کے ساتھ دلیل نہیں پائی جاتی۔ تاکہ اس سے مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کی جائے۔ اور یا وہ اس دعویٰ پر دلیل طلب کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور یہ قابل سماعت ہے لیکن وہ حقیقۃً منع نہیں ہے بلکہ اس پر لفظ منع مجازی طور پر بولا جاتا ہے جیسا کہ آپ نے جان لیا۔ جیسے کہ نقض اور معارضہ یعنی جیسے نقض و معارضہ متوجہ نہیں ہوتے دلیل مذکور کے اثبات کے لیے نہ ہونے کی وجہ سے۔

تشریح: اس عبارت میں دعویٰ پر مجازاً ورودِ منع کی مثال دی گئی ہے نیز یہ امر بھی واضح کیا گیا ہے کہ منع اگر مقدمہ کی طرف لوٹائی جائے تو اسے مجازاً بھی منع نہیں کہہ سکیں گے۔ مثال یہ ہے کہ متکلم نے کہا: "ان الجسم مرکب من اجزاء لا تتجزی"۔ جواب میں فیلسوف نے کہا: "لا نسلم أنه کذا"۔ اور مقصد فیلسوف کا طلب الدلیل ہے تو یہ ارجاع المنع الی المقدمۃ کی صورت ہے لہٰذا کسی بھی صورت میں اسے منع نہیں کہہ سکتے۔ کیوں کہ یہاں اصل (دلیل) ہی نہیں تو فرع (طلب الدلیل علی المقدمۃ) کیسے ہوگا۔ لیکن فلسفی کا مقصد اگر طلب الدلیل علی المدعی ہے تو یہاں طلب کی ایک نوع محقق ہو سکتی ہے۔ جسے طلب کی دوسری نوع (جسے منع کہتے ہیں) کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مجازاً منع کہہ سکیں گے۔

وَقِيْلَ إِنَّمَا الْمَمْنُوْعُ مَنْعُ الْمَنْقُوْلِ مِنْ حَيْثُ هُوَ مَنْقُوْلٌ لِعَدَمِ الْتِزَامِ صِحَّتِهٖ

www.besturdubooks.net

وَ أَمَّا إِذَا الْتَزَمَ صِحَّتَهُ فَمِنْ حَيْثُ الْإِلْتِزَامِ لَيْسَ بِنَاقِلٍ وَ كَلَامُهُ لَيْسَ بِنَقْلٍ بِهٰذَا الْإِعْتِبَارِ فَيَتَوَجَّهُ عَلَيْهِ الْمَنْعُ.

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ منقول پر منع اس وقت وارد نہیں کی جاسکتی جب منقول من حیث المنقول ہو۔ کیوں کہ ناقل نے اس کی صحت کا التزام نہیں کیا۔ اور بہرحال جب وہ اس کی صحت کا التزام کرے تو التزام کی حیثیت سے وہ ناقل نہیں۔ اور اس اعتبار سے اس کا کلام نقل نہیں ہے تو اس پر منع متوجہ ہوتی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں حکیم سمرقندی کے مذہب کو ذکر کر کے اس کی تضعیف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حکیم سمرقندی نے کہا کہ فی نفسہ منقول پر حقیقۃً منع وارد ہوسکتی ہے، اور ممانعت کی صورت یہ ہے کہ منقول صرف منقول ہو لیکن منقول اگر مستلزم الصحۃ کی صورت میں ہو تو اس پر منع حقیقی وارد ہوسکتی ہے۔ ایسی صورت میں اگرچہ یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ نقل نہیں لیکن یہ کہنا ادعاءً ہے ورنہ حیثیات کی تبدیلی سے حقائق تبدیل نہیں ہوتے۔ اس لئے حکیم سمرقندی کا اسے فی نفسہ منقول کہنا صحیح ہے۔

قَالَ قُدِّسَ سِرُّهُ فِيمَا نُقِلَ عَنْهُ وَ أَنْتَ خَبِيرٌ بِأَنَّ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْهُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ تَفْسِيرَ الْمُقَدِّمَةِ بِمَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ صِحَّةُ الدَّلِيلِ غَيْرُ مُسَلَّمٍ عِنْدَهُ تَمَّ كَلَامُهُ.

ترجمہ: مصنف قدس سرہ نے فرمایا اس کلام میں جو ان سے منقول ہے کہ آپ باخبر ہیں کہ اس کا یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ "ما يتوقف عليه صحة الدليل" کے ساتھ مقدمہ کی تفسیر اس کے ہاں مسلم نہیں ہے۔ اس کی بات مکمل ہوگئی۔

تشریح: اس عبارت میں بحوالہ منہیہ حکیم سمرقندی کے مذہب کے ضعف کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ اس رائے کو صحیح قرار دینے کی صورت میں مقدمہ کی تعریف "ما يتوقف عليه صحة الدليل" کے ساتھ کرنی ہوگی۔

وَجْهُ الدَّلَالَةِ أَنَّ الْمَنْقُوْلَ بَعْدَ كَوْنِهٖ مُلْتَزَمَ الصِّحَّةِ لَيْسَ مِمَّا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ صِحَّةُ الدَّلِيْلِ مَعَ أَنَّهٗ يَجُوْزُ وُرُوْدُ الْمَنْعِ عَلَيْهِ.

www.besturdubooks.net

ترجمہ: اور وجہ دلالت یہ ہے کہ منقول بعد اس کے کہ اس کی صحت کا التزام کیا گیا ہے ان چیزوں میں سے نہیں ہے کہ اس پر دلیل کی صحت موقوف ہو۔ اس کے باوجود اس پر منع کا وارد کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔

تشریح: منہیہ میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حکیم سمرقندی کا مذہب مقدمہ کی تعریف (جو معروف عند اہل الفن ہے) میں تغیر پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے وجہ دلالت واضح نہیں کی شارح نے اس عبارت میں وجہ دلالت کو واضح کیا ہے۔

"وجه الدلالة علی تغیر" "تعریف": منع کی تعریف "طلب الدلیل علی المقدمة" اور مقدمہ کہتے ہیں "ما یتوقف علیه صحة الدلیل" کو۔ جب کہ منقول پر منع وارد ہو تو وہ دراصل مستلزم الصحۃ کا مطالبہ ہوگی۔ لہٰذا منقول پر منع وارد کرنی ہے تو مقدمہ کی تعریف الصحۃ کرنی ہوگی۔ تا کہ اس پر دلیل کا مطالبہ مقدمہ پر دلیل کا مطالبہ کہلا سکے۔

وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ أَنَّهٗ إِنَّمَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ إِذَا فُسِّرَ الْمَنْعُ بِطَلَبِ الدَّلِيْلِ عَلَى الْمُقَدِّمَةِ وَ اَمَّا اِذَا فُسِّرَ بِطَلَبِ الدَّلِيْلِ عَلٰى مُلْتَزِمِ الصِّحَّةِ فَلَا نَعَمْ يَرِدُ عَلَيْهِ حِيْنَئِذٍ اَنْ يَّمْنَعَ الْمُدَّعٰى أَيْضًا حَقِيْقَةً وَلَا بُعْدَ فِي الْتِزَامِهٖ.

ترجمہ: اور آپ پر مخفی نہیں ہے کہ یہ قول اس صورت پر اس وقت دلالت کرتا ہے جب منع کی تفسیر "طلب الدلیل علی المقدمة" کے ساتھ کی جائے۔ اور اگر اس کی تفسیر "طلب الدلیل علی ملتزم الصحة" کے ساتھ کی جائے، پھر یہ قول اس اعتراض والی صورت پر دلالت نہیں کرتا۔ ہاں اس پر اس وقت اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مدعا پر وارد ہونے والی منع بھی حقیقت ہے۔ اور اس کے التزام میں کوئی بعد نہیں ہے۔

تشریح: مصنف کے مدعا کا خلاصہ یہ ہے کہ "منع علی المنقول" کو حقیقی قرار دینے کے لیے مقدمہ کی حقیقی تعریف میں تغیر ضروری ہے۔ شارح رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت میں اس ضرورت کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ منع کی تفسیر "طلب الدلیل علی المقدمة" کی بجائے "طلب الدلیل علی ملتزم الصحة" کر لی جائے تو مقدمہ کی تعریف میں تغیر کرنے کی ضرورت نہیں۔

www.besturdubooks.net

اعتراض: اگر دعویٰ پر وارد ہونے والی منع کی تعریف بھی اسی طرح کر لی جائے تو پھر تو دعویٰ پر بھی حقیقۃً منع وارد ہو سکتی ہے۔

جواب: جواب میں شارح فرماتے ہیں مضائقہ نہیں۔ الحاصل نقل کے باب میں سمرقندی کا مذہب تھا کہ نقل پر ورود منع حقیقی ہے۔ اور دعویٰ کے بارے میں شارح کی رائے یہ ہے کہ ورود منع حقیقی ہے۔ لیکن سید المحققین نے سمرقندی کی رائے کو اس بنیاد پر رد کیا تھا کہ بایں صورت مقدمہ کی معروف تعریف میں تغیر لازم آئے گا۔ شاح نے اس بنا کو تو ختم کیا لیکن منع کی تعریف میں تغیر کر دیا۔ لہٰذا سید کا جوہری اعتراض باقی ہے فلیتأمل۔

وَقَدْ جَرَتْ كَلِمَتُهُمْ أَيِ النُّظَّارُ عَلٰى أَنَّهُ أَيِ الشَّانُ لَا يَجُوْزُ طَلَبُ التَّصْحِيْحِ عِنْدَ النَّقْلِ وَالتَّنْبِيْهِ عِنْدَ دَعْوَى الْأَمْرِ الْبَدِيْهِيِّ الْغَيْرِ الْأَوَّلِيِّ وَالدَّلِيْلِ عِنْدَ دَعْوَى الْأَمْرِ النَّظَرِيِّ عَلَى الْمَعْلُوْمِ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَقْيِيْدٍ بِمَا إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَقْصُوْدُ مَعْلُوْمِيَّةً بِوَجْهٍ اٰخَرَ وَالْحَالُ أَنَّ ذٰلِكَ أَيْ عَدَمُ جَوَازِ الطَّلَبِ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَقْصُوْدُ أَيْ مَقْصُوْدُ السَّائِلِ مَعْلُوْمِيَّةَ أَيِ الْمَنْقُوْلَ أَوِ الْأَمْرَ الْبَدِيْهِيَّ أَوِ النَّظَرِيَّ بِطَرِيْقٍ اٰخَرَ.

ترجمہ: اور بیشک اہل مناظرہ کا کلام اس پر جاری ہوا ہے کہ نقل کے وقت تصحیح کا طلب کرنا اور تنبیہ کا طلب کرنا جب کہ دعویٰ امر بدیہی غیر اولی ہو اور جب دعویٰ امر نظری ہو تو اس وقت دلیل کا طلب کرنا جائز نہیں ہے۔ جب کہ مد مقابل کو معلوم ہو مطلقاً یعنی اس چیز کے ساتھ مقید کیے بغیر کہ جب اس کی معلومیت دوسرے طریق کے ساتھ مقید نہ ہو۔ اور حالاں کہ یہ طلب کا جائز نہ ہونا اس وقت ہے جب سائل کا مقصود اس منقول یا امر بدیہی یا امر نظری کا معلوم کرنا دوسرے طریق کے ساتھ مقصود نہ ہو۔

تشریح: اس عبارت میں سید المحققین نے مناظرین کی ایک مشہور عبارت کی تصحیح فرمائی ہے۔ عام اہل فن کے ہاں معروف ہے کہ دعویٰ معلومہ پر تنبیہ کا یا دلیل کا مطالبہ مطلقاً جائز نہیں ہے۔ لیکن سید کی رائے یہ ہے کہ اس عدمِ جواز میں ایک قید لگائی جائے۔ وہ یہ کہ معلوم پر دلیل وغیرہ کا مطالبہ مطلقاً ناجائز نہیں بلکہ معلوم ہونے کے باوجود اگر دوسری جہت سے معلوم کرنا مقصود ہو

www.besturdubooks.net

تو یہ مطالبہ جائز ہے۔ مثلاً ایک مسئلہ کی دلیلِ انّی یا خطابی معلوم ہے تو اس کی دلیل لمی یا برہانی کا مطالبہ جائز ہے۔

قِيْلَ هٰذَا مَبْنِيٌّ عَلٰى تَعَدُّدِ الْعِلَّةِ الْغَائِيَّةِ لِلْمُنَاظَرَةِ وَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ وَلَا يَخْفٰى اَنَّ زِيَادَةَ الْاِيْقَانِ وَالْعِلْمِ لَا يَخْرُجُ عَنْ اِظْهَارِ الصَّوَابِ غَايَةُ مَا فِي الْبَابِ أَنَّ لِاِظْهَارِ الصَّوَابِ مَرَاتِبُ مِنْهَا زِيَادَةُ الْعِلْمِ كَمَا يُشَاهَدُ فِي الْبَرَاهِيْنِ الْاَقْلِيْدَسِيَّةِ كَذَا فِيْمَا نُقِلَ عَنْهُ.

ترجمہ: بعض حضرات نے کہا ہے اس کا دارومدار مناظرہ کی علت غائیہ کے تعدد پر ہے اور وہ جائز نہیں ہے۔ یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یقین اور علم کا زیادہ ہونا اظہارِ صواب سے نہیں نکلتا۔ زیادہ سے زیادہ اس باب میں یہ ہوگا کہ اظہارِ صواب کے مراتب ہیں۔ ان میں سے ایک علم کا اضافہ ہے۔ جیسا کہ کتاب اقلیدس کے براہین کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس کے مطابق منقول ہے۔

تشریح: اس عبارت میں منہیہ کے حوالے سے متن پر ہونے والے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔

اعتراض: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کے مطابق مناظرہ کی علت غائیہ دو ہو جائیں گی: (۱) اظہار صواب (۲) معلوم بطریق اخر۔ جب کہ کسی بھی فعل کی علت غائیہ ایک ہی ہوتی ہے۔

جواب: کئی طریقوں سے معلوم کرنا اظہارِ صواب کے منافی نہیں۔ غایت مافی الباب اظہار صواب کے کئی مراتب ہو جائیں گے۔ جو مختلف طرق سے حاصل ہوتے ہیں۔

وَ أَنْتَ إِنْ تَأَمَّلْتَ عَرَفْتَ أَنَّ حَقِيْقَةَ الْاِظْهَارِ اِنَّمَا تُوْجَدُ اِذَا لَمْ يَكُنِ الْمُظْهَرُ قَبْلَ الْاِظْهَارِ مَعْلُوْمًا وَ اِلَّا يَلْزَمُ اِظْهَارُ الظَّاهِرِ وَ اَمَّا زِيَادَةُ الْاِيْقَانِ فَاِنْ كَانَ اِثْبَاتُهَا بَعْدَ الْعِلْمِ فَزِيَادَةُ الظُّهُوْرِ وَ لَيْسَ بِاِظْهَارٍ اِذِ التَّنْبِيْهُ مُوْجِبٌ لِلزِّيَادَةِ فَحَسْبُ وَ اِنْ كَانَ بَعْدَ مَا لَمْ يَكُنْ مَعْلُوْمًا كَمَا فِي الْبَرَاهِيْنِ الْاَقْلِيْدَسِيَّةِ فَاِظْهَارٌ.

www.besturdubooks.net

ترجمہ: اگر آپ غور کرلیں تو جان لیں گے کہ اظہار کی حقیقت اس صورت میں پائی جاتی ہے جب کہ وہ چیز جس کو ظاہر کیا جارہا ہے اظہار سے قبل معلوم نہ ہو۔ ورنہ ظاہر کا اظہار لازم آئے گا۔ اور یقین کا زیادہ ہونا اگر اس کا اثبات علم کے بعد ہے تو یہ اظہار نہیں ہے اس لیے کہ تنبیہ صرف زیادتی کو واجب کرنے والی ہے، بس۔ اور اگر معلوم نہ ہونے کے بعد ہو تو یہ اظہار ہے جیسا کہ براہین اقلیدسیہ میں ہے۔

تشریح: اس عبارت میں منہیہ کے جواب کا رد ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زیادتِ علم کی دو صورتیں ہیں:

(۱) "زیادة العلم والایقان بالدلیل بعد العلم بالمطلوب"

(۲) "زیادة العلم والایقان بالدلیل قبل العلم بالمطلوب"

پس پہلی صورت زیادۃِ ظھور ہے۔ اور دوسری صورت زیادۃِ اظھار ہے۔ بالفاظ شارح اظہار کی حقیقت یہ ہے مظھر قبل الاظھار معلوم نہ ہو۔ ورنہ اظہارِ ظاہر اور تحصیل حاصل کا فساد لازم آئے گا۔ جو زیادتِ علم کی دوسری صورت ہے۔ اور پہلی صورت جسے سید نے اظہار کا ایک مرتبہ قرار دیا ہے وہ دراصل ظہور ہے۔ لہٰذا متن پر ہونے والا اشکال باقی ہے کہ مناظرہ کی علت غائیہ دو ہو جائیں گی۔ (۱) اظہارِ صواب۔ (۲) ظہورِ صواب۔ الحاصل شارح کی نظر میں جمہور اہل فن کی بات صحیح ہے۔

ثُمَّ عَطَفَ عَلٰى قَوْلِهٖ: يُسْتَبَانُ قَوْلَهٗ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ بُطْلَانِ الدَّلِيْلِ بُطْلَانُ الْمَدْلُوْلِ لِجَوَازِ أَنْ يَّكُوْنَ لِمَدْلُوْلٍ وَاحِدٍ دَلَائِلُ شَتّٰى فَبُطْلَانُ وَاحِدٍ مِّنْهَا لَمْ يُبْطِلْهُ فَإِذَا بَطَلَ الدَّلِيْلُ فَلَا مَنْصَبَ لِلْمُعَلِّلِ سِوَى التَّغْيِيْرِ وَالتَّبْدِيْلِ.

ترجمہ: مصنف رحمہ اللہ نے اپنے قول "یستبان" پر اپنے قول "ولا یلزم من بطلان الدلیل بطلان المدلول" کا عطف کیا ہے۔ یعنی دلیل کے بطلان سے مدلول کا بطلان لازم نہیں آتا۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ ایک مدلول کے بہت سے مختلف دلائل ہوں لہٰذا ان میں سے ایک کا بطلان اس کو باطل نہیں کرتا۔ پس جب دلیل باطل ہو تو دلیل پیش کرنے والے کے

www.besturdubooks.net

لیے تغییر اور تبدیلی کے سوا کوئی منصب نہیں ہے۔

تشریح: اس عبارت میں ایک اصول بیان کیا گیا ہے کہ بطلانِ دلیل سے مدلول کا باطل ہونا ضروری نہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مدلول کے دلائل متعدد ہوں لہٰذا اگر ایک دلیل باطل ہوگی تو دوسری دلیل استدلال کے لیے سالم رہے گی۔ اس پر شارح نے فرمایا کہ ایسی صورت میں معلِّل کا منصب تغییرِ دلیل ہے۔

ثم عطف علی قوله یستبان قوله ... الخ۔

اوائل بحث میں آیا تھا "قد یستبان مما ذکرنا" یعنی بحث میں مذکور پہلے اصول کو مصنف رحمہ اللہ نے "ما ذکرنا" پر مرتب کیا تھا۔ اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ مصنف نے "ما ذکرنا" سے کس مذکور امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چناں چہ اس کی تعیین میں شارح نے فرمایا تھا کہ مقدمہ میں مذکورہ تعریفِ منع مراد ہے۔ بعض محشیین نے فرمایا کہ بحث اوّل میں مذکور اصول مراد ہیں۔ شارح نے "ولا یلزم من بطلان" الخ کا معطوف علیہ "یستبان" کو قرار دیا ہے۔ اس سے بظاہر محشیین کی تائید ہوتی ہے، کیوں کہ اس صورت میں یہ اصول بھی "ما ذکرنا" پر مرتب ہوگا جو کہ تعریفِ منع پر مرتب نہیں ہوسکتا بلکہ بحث اوّل میں مذکورہ اصولوں پر ہوسکتا ہے۔

www.besturdubooks.net

البحث الرابع

① منع کے متعلقہ قواعد

(الف) دلیل کے ایک سے زائد مقدمات پر منع وارد کرنا۔

(ب) مقدمہ معلومہ پر وارد منع صحیح نہیں خفیہ پر صحیح ہے۔

② غیر مضر منع کے دفع کے طریقے۔

③ تفض و معارضہ اتمام دلیل کے بعد وارد ہو سکتے ہیں۔

www.besturdubooks.net

اَلْبَحْثُ الرَّابِعُ

اس بحث میں چند قواعد منع کے ذکر کیے گئے ہیں۔

مَنْعُ مُقَدِّمَةٍ مُعَيَّنَةٍ مِنَ الدَّلِيْلِ أَوْ أَكْثَرَ وَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ أَكْثَرَ مِنْ مَنْعٍ وَاحِدٍ صَرِيْحَةٍ صِفَةُ مُقَدِّمَةٍ أَوْ خَبَرُ "كَانَ" الْمَحْذُوْفِ أَوْ ضِمْنِيَّةٍ يَكُوْنُ بِنَاءُ الْكَلَامِ عَلَيْهِ صِفَةُ مُقَدِّمَةٍ أَوْ أَكْثَرَ وَتَذْكِيْرُ الضَّمِيْرِ إِمَّا بِاعْتِبَارِ لَفْظِ أَكْثَرَ أَوْ بِتَاوِيْلِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَوْ بِالنَّظْرِ إِلَى أَنَّ الْمُقَدِّمَةَ عِبَارَةٌ عَمَّا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ صِحَّةُ الدَّلِيْلِ جَائِزٌ خَبَرُ قَوْلِهٖ مَنْعُ.

ترجمہ: دلیل کے کسی مقدمہ معینہ پر ایک یا ایک سے زائد منع وارد کرنا جائز ہے خواہ وہ مقدمہ صریحہ ہو اور اس وقت عبارت اس طرح ہوگی "اکثر من منع واحد صریحۃ" یہ مقدمہ کی صفت ہے یا "کان" محذوف کی خبر ہے یا مقدمہ ضمنیہ ہو "یکون بناء الکلام" یہ مقدمہ کی یا "اکثر" کی صفت ہے۔ اور ضمیر کو مذکر لانا یا تو لفظ "الاکثر" کا اعتبار کرتے ہوئے ہے یا "کل واحد منھما" کی تاویل کے ساتھ یا اس بات کو دیکھتے ہوئے مذکر لایا گیا ہے کہ مقدمہ عبارت ہے اس چیز سے جس پر دلیل کا صحیح ہونا موقوف ہوتا ہے "جائز" اس کے قول منع کی خبر ہے۔

تشریح: اس عبارت میں فرمایا گیا ہے کہ ایک سے زائد مقدمات پر بھی ورود منع جائز ہے۔ نیز مقدمہ صریحہ کی طرح مقدمہ ضمنیہ پر بھی جائز ہے تاہم مقدمہ ضمنیہ یا ایک سے زائد مقدمہ پر ورود منع کے لیے شرط یہ ہے کہ دلیل کی اس پر بناء ہو مثلاً وہ مقدمہ ضمنیہ دلیل کے لیے شرط ہو۔

"و حینئذ" الخ سے ایک فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ایک سے زائد مقدمات پر منع وارد کی گئی تو وہ ایک منع نہیں بلکہ ایک سے زائد ہوں گی عبارات مخطوطہ سے عبارتِ متن کی نحوی ترکیب حل کرنا مقصود ہے "و تذکیر الضمیر" الخ سے ایک سوال کا جواب دینا مقصود ہے۔

سوال: "بناء الکلام علیہ" میں مذکور ضمیر کا مرجع مقدمہ ہے تو ضمیر اور مرجع میں تذکیر اور تانیث کی مطابقت نہیں شارح نے اس کے تین جواب دیئے ہیں۔

جواب (۱): ضمیر کا مرجع "اکثر" ہے جو کہ مذکر ہے۔

www.besturdubooks.net

جواب (۲): ضمیر کا مرجع دو چیزیں ہیں "مقدمہ" اور "اکثر"، تو مصنف نے دونوں کو "کل واحد" کی تاویل میں کر دیا چناں چہ ضمیر کا مرجع لفظ کل واحد ہے جو مذکر ہے نیز اس تفصیل سے ضمیر میں تانیث کا اعتبار کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔

جواب (۳): ضمیر کا مرجع لفظ مقدمہ نہیں بلکہ مقدمہ کا معنیٰ ہے جو مستحضر فی الذھن ہے۔ اور معنیٰ مقدمہ "ما یتوقف" الخ ہے۔ چناں چہ لفظ "ما" مذکر ہے۔

وَ اِيْرَادُ هٰذَا الْكَلَامِ لِدَفْعِ تَوَهُّمِ اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ لِاَنَّ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةَ لَيْسَتْ بِجُزْءِ الدَّلِيْلِ وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّ الْمُقَدِّمَةَ جُزْءُ الدَّلِيْلِ وَ اِنَّمَا يَجُوْزُ لِاَنَّ الْمُقَدِّمَةَ عَلٰى مَا مَرَّ تَفْسِيْرُهٗ أَعَمُّ مِنْ جُزْءِ الدَّلِيْلِ.

ترجمہ: اور اس کلام کو لانا اس وہم کو دور کرنے کے لیے ہے کہ وہ جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ مقدمہ دلیل کا جزء نہیں ہوتا حالاں کہ مشہور یہ ہے کہ مقدمہ دلیل کا جزء ہوتا ہے اور منع جائز اس لیے ہے کہ مقدمہ جزء دلیل سے عام ہے جیسا کہ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے ایک فائدہ بیان کیا ہے کہ عبارت مذکور دراصل ان بعض لوگوں کی تردید کے لیے ہے جو مقدمہ ضمنیہ پر ورود منع کو جائز نہیں سمجھتے۔

مانعین کی دلیل: منع مقدمہ پر وارد ہوتی ہے اور مقدمہ جزء دلیل کو کہتے ہیں اور مقدمہ ضمنیہ کے جزء دلیل نہ ہونے کی وجہ مقدمہ مصطلحہ نہیں لہٰذا ورود منع کی شرط ہی محقق نہیں۔

مصنف کی دلیل: مقدمہ کا معنیٰ "ما یتوقف علیہ صحة الدلیل" ہے چناں چہ اس تعریف کی رو سے مقدمہ میں عموم ہے جزء دلیل ہو یا شرطِ دلیل ہو اور مقدمہ ضمنیہ اگرچہ جزء دلیل نہیں تاہم شرطِ دلیل ہے لہٰذا ورود منع کی شرط محقق ہے۔

وَ مَنْعُ الْمَعْلُوْمِ مُطْلَقًا اَيْ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ مُكَابَرَةٌ لَا تُسْمَعُ دُوْنَ مَنْعِ الْخَفِيِّ اَيِ الْبَدِيْهِيِّ الَّذِيْ فِيْهِ خِفَاءٌ وَ دُوْنَ مَنْعِ مُقَدِّمَةِ التَّنْبِيْهِ فَاِنَّهٗ اَيْ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْ مَنْعِ الْبَدِيْهِيِّ بِمَنْعِ طَلَبِ التَّنْبِيْهِ عَلَيْهِ وَ مَنْعِ مُقَدِّمَةِ التَّنْبِيْهِ بِمَعْنٰى طَلَبِ الدَّلِيْلِ اَوِ التَّنْبِيْهِ عَلَيْهَا يَجُوْزُ تَجَوُّزًا لِمَا عَرَفْتَ مِنْ اَنَّ الْمَنْعَ حَقِيْقَةً طَلَبُ

www.besturdubooks.net

الدَّلِيْلِ عَلَى مُقَدِّمَةٍ مُعَيَّنَةٍ مِنَ الدَّلِيْلِ وَالْعِلَاقَةُ كَوْنُ كُلٍّ جُزْئِيًّا لِمُطْلَقِ الطَّلَبِ.

ترجمہ: اور معلوم چیز پر منع مطلقاً یعنی ہر لحاظ سے مکابرہ ہے قابل سماعت نہیں ہے سوائے منع خفی کے یعنی وہ بدیہی جس میں خفاء ہو اور سوائے تنبیہ کے مقدمہ کے جب کہ بدیہی پر اور تنبیہ کے مقدمہ پر منع میں سے ہر ایک پر منع کا اطلاق مجازاً جائز ہے۔ جب آپ نے جان لیا کہ منع حقیقت میں دلیل کے مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنے کو کہتے ہیں اور حقیقت اور مجاز میں علاقہ تشبیہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک مطلقِ طلب کی جزئی ہے۔

تشریح: "من کل وجہٍ" کا تعلق "منع المعلوم" سے ہے یعنی مقدمہ معلومہ پر ورودِ منع مطلقاً جائز نہیں نہ حقیقۃً نہ حکماً مگر مقدمۂ خفیہ اور تنبیہ پر حقیقۃً تو جائز نہیں مجازاً جائز ہے یعنی اصل میں تو طلب تنبیہ ہے لیکن منع حقیقی کی طرح چوں کہ یہ بھی مطلق طلب کی ایک جزئی ہے اس مشابہت کی وجہ سے اسے بھی منع کہہ سکتے ہیں۔ "ای کل واحد" میں متن پر ہونے والے اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض: "فانہ" کی ضمیر کا مرجع خفی اور مقدمۂ تنبیہ دو چیزیں ہیں اور ضمیر واحد کی ہے۔

جواب: کل واحد کے معنی میں ہو کر منع چیزیں واحد کی تاویل میں ہیں۔

وَمَنْعُ الْمُقَدِّمَةِ مُرَتَّبًا فِي الذِّكْرِ عَلَى مَنْعِ مُقَدِّمَةٍ أُخْرَى عَلَى تَقْدِيْرِ التَّسْلِيْمِ أَيْ تَسْلِيْمِ الْمُقَدِّمَةِ الْأُخْرَى سَوَاءٌ كَانَ يُمْنَعُ الْمُقَدِّمَةُ الْمُتَقَدِّمَةُ أَوَّلًا وَالْمُؤَخَّرَةُ ثَانِيًا أَوْ بِالْعَكْسِ سَوَاءٌ كَانَ الْمَنْعُ الْمَذْكُوْرُ فِي التَّرْدِيْدَاتِ كَمَا إِذَا قَالَ الْمُعَلِّلُ لَا يَخْلُوْ إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ هٰذَا أَوْ ذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ هٰذَا فَكَذَا وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ فَكَذٰلِكَ فَيَقُوْلُ السَّائِلُ لَا نُسَلِّمُ أَنَّهُ إِنْ كَانَ هٰذَا فَكَذَا وَإِنْ سَلَّمْنَاهُ فَلَا نُسَلِّمُ أَنَّهُ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ فَكَذٰلِكَ أَوْ يَقُوْلُ بِالْعَكْسِ بِأَنْ يَقُوْلَ لَا نُسَلِّمُ أَنَّهُ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ فَكَذٰلِكَ وَإِنْ سُلِّمَ فَلَا نُسَلِّمُ أَنَّهُ إِنْ كَانَ هٰذَا فَكَذَا أَوْ لَا يَكُوْنُ فِيْهَا كَمَا قِيْلَ الْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ وَكُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ فَيَقُوْلُ لَا نُسَلِّمُ أَنَّ الْعَالَمَ مُتَغَيِّرٌ

www.besturdubooks.net

وَاِنْ سَلَّمْنَا ذٰلِكَ لٰكِنْ لَّا نُسَلِّمُ اَنَّ كُلَّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ اَوْ يَقُوْلُ بِالْعَكْسِ وَلٰكِنْ كَوْنُ ذٰلِكَ الْمَنْعِ عَلٰى تَقْدِيْرِ التَّسْلِيْمِ قَدْ يَكُوْنُ بِطَرِيْقِ الْوُجُوْبِ كَمَا اِذَا كَانَ الْمَنْعُ الثَّانِيْ مَبْنِيًّا عَلٰى تَقْدِيْرِ التَّسْلِيْمِ كَمَا اِذَا قَالَ التَّغَيُّرُ فِي الْعَالَمِ مَوْجُوْدٌ فَلَا بُدَّ مِنْ حُدُوْثِهٖ فَيَقُوْلُ لَا نُسَلِّمُ اَنَّ التَّغَيُّرَ فِي الْعَالَمِ مَوْجُوْدٌ وَاِنْ سَلَّمْنَا ذٰلِكَ لٰكِنْ لَّا نُسَلِّمُ كَوْنَهٗ ضَرُوْرِيَّ الْحُدُوْثِ عَلٰى ذٰلِكَ التَّقْدِيْرِ فَالْمَنْعُ الثَّانِيْ مَبْنِيٌّ عَلٰى تَقْدِيْرِ تَسْلِيْمِ الْاُوْلٰى وَاِلَّا لَمْ يَتَوَجَّهْ كَمَا لَا يَخْفٰى وَقَدْ يَكُوْنُ بِطَرِيْقِ الْاِسْتِحْسَانِ وَهُوَ اِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَنْعُ مَبْنِيًّا كَمَا سَلَفَ مِثَالُهٗ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ قُدِّسَ سِرُّهٗ عَلٰى تَفَاوُتٍ اَيْ كَائِنٍ عَلَيْهِ وَبِمَا ذَكَرْنَا مِنْ مَعْنَى الْكَلَامِ ظَهَرَ اَنَّ قَوْلَهٗ مَنْعُ الْمُقَدِّمَةِ مُبْتَدَأٌ وَقَوْلُهٗ عَلٰى مَنْعٍ ظَرْفٌ مُسْتَقَرٌّ حَالٌ مِّنْهُ وَقَوْلُهٗ عَلٰى التَّقْدِيْرِ التَّسْلِيْمِ حَالٌ مُتَدَاخِلَةٌ وَقَوْلُهٗ عَلٰى تَفَاوُتٍ خَبَرُهٗ فَافْهَمْ هٰذَا الْكَلَامَ فَاِنَّهٗ مِنْ مَزَالِّ الْاَقْدَامِ.

ترجمہ: اور ذکر میں مقدمہ پر منع مرتب ہوتی ہے دوسرے مقدمہ پر منع کو تسلیم کرنے کے طور پر یعنی دوسرے مقدمہ کو تسلیم کرنے پر خواہ پہلے مقدمہ پر منع پہلے وارد کی جائے اور دوسرے مقدمہ پر بعد میں یا اس کے برعکس۔ برابر ہے کہ وہ مذکورہ منع تردیدات میں ہو جیسا کہ جب شارح نے کہا "امّا ان یکون هذا أو ذلك یعنی هذا الشئ اما ان یکون انسانا او فرسا فإن کان انسانا فهو ناطق و ان کان فرسًا فهو لیس بناطق"۔ تو سائل کہے ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ "ان کان انسانا فهو ناطق"۔ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں تو یہ تسلیم نہیں کرتے "و ان کان فرسا فهو لیس بناطق" یا اس کے برعکس کہے کہ دوسرے مقدمہ پر منع پہلے وارد کرے اور کہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے "و إن کان فرسًا فهو لیس بناطق" اور اگر اس کو تسلیم کر لیں تو یہ تسلیم نہیں کرتے "و ان کان إنسانا فهو ناطق" یا وہ منع ان میں سے نہ ہوگی جیسا کہ کہا جائے کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے تو سائل کہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ جہان متغیر ہے اور اگر ہم اس کو تسلیم کر لیں تو یہ تسلیم نہیں کرتے کہ ہر متغیر حادث ہے

www.besturdubooks.net

یااس کے برعکس کہے لیکن اس منع کا علی تقدیر التسلیم ہونا کبھی وجوب کے طریق پر ہوتا ہے جیسا کہ جب دوسرے مقدمہ پر منع کا دار و مدار پہلے مقدمہ کو تسلیم کرنے پر ہو جیسا کہ جب معلل نے کہا کہ جہان میں تغیر پایا جاتا ہے لہٰذا اس کا حادث ہونا ضروری ہے اور سائل کہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ جہان میں تغیر پایا جاتا ہے اور اگر ہم یہ تسلیم کرلیں تو یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس صورت میں اس کا حادث ہونا بھی ضروری ہے تو دوسرے مقدمہ پر منع کا دارومدار پہلے مقدمہ کو تسلیم کرنے پر ہے۔ ورنہ تو منع متوجہ ہی نہیں ہوتی جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ اور کبھی بطریق استحسان ہوتا ہے اور وہ اس صورت میں ہوتا ہے جب کہ دوسرے مقدمہ پر منع کا دارو مدار پہلے مقدمہ کو تسلیم کرنے پر نہ ہو جیسا کہ اس کی مثال پہلے گزر چکی ہے اور مصنف قدس اللہ سرہٗ کے قول "علی تفاوت" کا یہی معنی ہے یعنی اس تفاوت کا یہی معنی ہے یعنی اسی تفاوت پر ہے۔ اور کلام کا جو معنی ہم نے ذکر کیا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ اس کا قول منع المقدمہ مبتدا ہے اور اس کا قول علی منع ظرف مستقر اس سے حال ہے اور اس کا قول علی تقدیر التسلیم حال متداخلہ ہے اور اس کا قول علی تفاوت اس کی خبر ہے اس کلام کو خوب سمجھ لو کیوں کہ یہ پاؤں کے پھسلنے کی جگہوں میں سے ہے۔

تشریح: ایک مقدمہ پر منع جو دوسری منع پر مرتب ہو اور ہو بھی علی سبیل التسلیم عام ہے کہ تردیدات میں ہو یا تردیدات میں نہ ہو رتبہ میں متفاوت ہے یعنی دوسری منع کے لیے کبھی تو پہلی منع کا تسلیم کرنا واجب ہوگا اور کبھی مستحسن۔ اس مسئلہ میں ایک حل طلب پہلو تو یہ ہے کہ ایسی منع تردیدات میں بھی ہوسکتی ہے اور غیر تردیدات میں بھی۔ چناں چہ اس کی مثال تو کتاب میں واضح ہے اور دوسرا تفصیل طلب امر یہ ہے کہ منع کا دوسری منع پر مرتب ہونا چناں چہ اس میں عموم ہے کہ مقدمۂ اولی پر اولاً منع وارد کی اور ثانیہ پر ثانیاً۔ یا ثانیہ پر اولاً اور اولیٰ پر ثانیاً۔ یعنی جو منع ورود کے اعتبار سے اوّل ہے پہلے اسے تسلیم کیا جائے گا پھر دوسری منع کا ورود ہوسکے گا۔

تسلیم علی سبیل الوجوب کی مثال مثلاً معلل نے کہا العالم متغیر و کل متغیر حادث تو سائل نے کہا لا نسلم ان التغیر فی العالم موجود و ان سلمنا ذلك لکن لانسلم کونہ ضروری الحدوث۔

اس مثال میں منع ثانی لا نسلم کون الضروری الخ کے تحقق کے لیے اوّل یعنی

www.besturdubooks.net

ان التغیر الخ کا تسلیم ضروری ہے۔ ورنہ یہ منع لغو ہوگا کیوں کہ تغیر عالم کو تسلیم کیے بغیر نفی حدوث کا فائدہ نہیں کیوں کہ معلل کے ہاں بھی حدوث کے ثبوت پر تقدیر وجودِ تغیر ہے۔

تسلیم کے استحسان: اس کی مثال کتاب میں واضح طور پر مذکور ہے۔

وَقَدْ لَا يَضُرُّ الْمَنْعُ بِأَنْ يَّكُوْنَ اِنْتِفَاءُ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةِ مُسْتَلْزِمًا لِمَطْلُوْبِهِ الَّذِىْ يُسْتَدَلُّ عَلَيْهِ بِالدَّلِيْلِ الَّذِىْ هُوَ يَتَوَقَّفُ عَلَيْهَا فَلِلْمُعَلِّلِ فِىْ جَوَابِ ذٰلِكَ الْمَنْعِ اَنْ يُّرَدِّدَ وَ يَقُوْلَ اِنْ كَانَتِ الْمُقَدِّمَةُ الْمَمْنُوْعَةُ ثَابِتَةٌ فِىْ نَفْسِ الْاَمْرِ فَيَتِمُّ الدَّلِيْلُ وَ اِلَّا اَىْ وَ اِنْ لَّمْ تَكُنْ ثَابِتَةً فَالدَّعْوٰى ثَابِتَةٌ عَلٰى ذٰلِكَ التَّقْدِيْرِ اَىْ تَقْدِيْرِ عَدَمِ ثُبُوْتِهَا اَيْضًا كَمَا اِذَا قَالَ الْمُعَلِّلُ فِىْ اِثْبَاتِ حُدُوْثِ الْاَعْيَانِ الثَّابِتَةِ اَنَّهَا مُتَغَيِّرَةٌ وَ كُلُّ مُتَغَيِّرٍ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحَوَادِثِ وَ كُلُّ مَا هُوَ كَذٰلِكَ فَهُوَ حَادِثٌ اَمَّا كَوْنُهَا مُتَغَيِّرَةً فَظَاهِرٌ وَ اَمَّا كَوْنُ كُلِّ مُتَغَيِّرٍ مَحَلًّا لِلْحَوَادِثِ فَلِاَنَّ التَّغَيُّرَ اِنَّمَا هُوَ اِنْتِقَالُ الشَّىْءِ مِنْ حَالَةٍ اِلٰى حَالَةٍ اُخْرٰى وَ تِلْكَ الْاُخْرٰى حَادِثَةٌ لِاَنَّهَا وُجِدَتْ فِيْهِ بَعْدَ مَا لَمْ تَكُنْ مَوْجُوْدَةٌ ثُمَّ تِلْكَ الْاُخْرٰى قَائِمَةٌ بِذٰلِكَ الشَّىْءِ الْمُتَغَيِّرِ لِاِمْتِنَاعِ قِيَامِ الصِّفَةِ بِدُوْنِ مَوْصُوْفِهَا فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ الشَّىْءُ الْمُتَغَيِّرُ مَحَلًّا لِلْحَوَادِثِ فَاِنَّ الشَّىْءَ عِنْدَ كُلِّ تَغَيُّرٍ وَ اِنْتِقَالٍ يَكُوْنُ مَحَلًّا لِحَادِثٍ لَمْ يَكُنْ هُوَ مَحَلَّهُ وَ اَمَّا اَنَّ كُلَّ مَا لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحَوَادِثِ فَهُوَ حَادِثٌ فَلِاَنَّ الْاَعْيَانَ الثَّابِتَةَ لَا تَخْلُوْ عَنِ الْحَرَكَةِ وَالسُّكُوْنِ وَهُمَا حَادِثَانِ وَ بَيَانُ عَدَمِ الْخُلُوِّ اَنَّ الْاَعْيَانَ لَا تَخْلُوْ عَنِ الْكَوْنِ فِىْ حَيِّزٍ فَاِنْ كَانَتْ مِنْ حَيْثُ كَوْنِهَا فِىْ ذٰلِكَ الْحَيِّزِ الْاٰنَ مَسْبُوْقَةٌ بِكَوْنٍ اٰخَرَ فِيْهِ فَهِىَ سَاكِنَةٌ وَ اِنْ لَّمْ تَكُنْ مَسْبُوْقَةً بِكَوْنٍ اٰخَرَ فِيْهِ بَلْ بِكَوْنٍ فِىْ حَيِّزٍ اٰخَرَ فَمُتَحَرِّكَةٌ وَ يَقُوْلُ الْمَانِعُ لَا نُسَلِّمُ ذٰلِكَ الْاِنْحِصَارَ لِمَ لَا يَجُوْزُ اَنْ لَّا تَكُوْنَ مَسْبُوْقَةً بِكَوْنٍ اٰخَرَ اَصْلًا كَمَا فِىْ اٰنِ الْحُدُوْثِ فَحِيْنَئِذٍ تَكُوْنُ خَالِيَةً عَنِ الْحَرَكَةِ وَالسُّكُوْنِ كِلَيْهِمَا فَلِلْمُعَلِّلِ حِيْنَئِذٍ اَنْ يُّرَدِّدَ وَ

يَقُوْلُ إِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْاِنْحِصَارُ ثَابِتًا اَوْلَا فَإِنْ كَانَ ثَابِتًا فَقَدْ تَمَّ الدَّلِيْلُ وَاِلَّا يَلْزَمُ ثُبُوْتُ الْمَقْصُوْدِ وَهُوَ حُدُوْثُ الْاَعْيَانِ لِاَنَّهٗ اِذَا لَمْ يَكُنِ الشَّيْءُ مَسْبُوْقًا بِكَوْنٍ اٰخَرَ فَلَا شَكَّ فِيْ حُدُوْثِهٖ وَقِيْلَ بِخِلَافِهٖ اَيْضًا يَعْنِيْ اَنَّ بَعْضَهُمْ قَالُوْا لَيْسَ لِلْمُعَلِّلِ اَنْ يَّقُوْلَ ذٰلِكَ بَلْ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْ اِثْبَاتِ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ اَوِ التَّغْيِيْرِ اِلٰى دَلِيْلٍ اٰخَرَ فَاِنَّهٗ اِدَّعٰى اِثْبَاتَ الْحُكْمِ بِالدَّلِيْلِ وَلَا يَتَحَقَّقُ ذٰلِكَ اِلَّا بِذَيْنِكَ الطَّرِيْقَيْنِ وَمَا اخْتَارَ الْمُصَنِّفُ هُوَ الْاَظْهَرُ لِاَنَّ الْمَقْصَدَ الْاَصْلِيَّ مِنْ اِثْبَاتِ الْمُقَدِّمَةِ ثُبُوْتُ الْمَطْلُوْبِ فَمَتٰى ثَبَتَ بِدُوْنِهٖ لَا حَاجَةَ اِلَيْهِ اَشَارَ بِقَوْلِهٖ قِيْلَ.

ترجمہ: اور کبھی منع وارد کرنا معلل کو نقصان نہیں دیتا بایں طور کہ اس مقدمہ کا انتفاء مستلزم ہوتا ہے اس کے اس مطلوب کو کہ جس پر استدلال کیا گیا ہے۔ اس دلیل کے ساتھ جو کہ اس مقدمہ پر موقوف ہے تو اس منع کے جواب میں معلل کے لیے جائز ہے کہ وہ دلیل کو پھیر دے اور کہے کہ اگر مقدمہ ممنوعہ نفس الامر میں ثابت ہو تو دلیل ہی مکمل ہو جاتی ہے۔ اور اگر ثابت نہ ہو تو اس کے ثابت نہ ہونے کی صورت میں بھی دعویٰ ثابت ہوگا۔ جیسا کہ جب معلل اعیان ثابتہ کے حدوث کو ثابت کرنے کے بارے میں کہے کہ بیشک وہ متغیر ہے اور ہر متغیر چیز حوادث سے خالی نہیں ہوتی تو ہر وہ چیز جو اس طرح ہو وہ حادث ہوتی ہے بہر حال اس کا متغیر ہونا تو ظاہر ہے اور ہر متغیر چیز کا حوادث کا محل ہونا تو اس لئے کہ تغیر ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے۔ اور وہ دوسری حادث ہے اس لئے کہ وہ اس میں پائی جاتی ہے جب کہ پہلے موجود نہیں تھی پھر وہ دوسری حالت شئ متغیر کے ساتھ قائم ہوتی ہے صفت کے اپنے موصوف کے بغیر قائم نہ ہونے کی وجہ سے تو وہ شئ متغیر حوادث کی محل ہوگی۔ کیوں کہ شئ ہر تغیر وانتقال کے وقت ایسے حادث کا محل ہوا کرتی ہے جو پہلے اس کا محل نہیں تھی اور ہر وہ چیز جو حوادث سے خالی نہ ہو وہ اس وجہ سے حادث ہوا کرتی ہے کہ اعیانِ ثابتہ حرکت وسکون سے خالی نہیں اور وہ دونوں حادث ہوتے ہیں اور عدم خلو کا بیان یہ ہے کہ بیشک اعیان کسی نہ کسی چیز میں ہونے سے

www.besturdubooks.net

خالی نہیں ہیں پس اگر وہ اسی حیثیت میں ہوں کہ اس وقت سے پہلے بھی اس جگہ میں تھے تو یہ ساکن ہوں گے اور اگر پہلے اس "حیز" میں نہ تھے جس میں اب ہیں بلکہ دوسرے "حیز" میں تھے تو یہ متحرک ہوں گے اور مانع کہتا ہے کہ ہم اس انحصار کو نہیں مانتے یہ کیوں جائز نہیں کہ یہ دوسرے "کون" کے ساتھ مسبوق نہ ہوں جیسا کہ معرضِ وجود میں آنے کے وقت میں تو اس وقت یہ حرکت اور سکون دونوں سے خالی ہوں گے۔تو معلل کے لیے یہ جائز ہوگا کہ بات کو دہرائے اور کہے کہ یا تو انحصار ثابت ہوگا یا نہیں۔ پس اگر ثابت ہو تو دلیل مکمل ہوگئی ورنہ مقصود کا ثبوت لازم آئے گا۔ اور وہ مقصودِ اعیان کا حادث ہونا ثابت کرنا ہے کیوں کہ جب کوئی چیز "کونِ آخر" کے ساتھ مسبوق نہ ہو تو اس کے حدوث میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ اس کے خلاف بھی کہا گیا ہے یعنی بے شک بعض لوگوں نے کہا ہے کہ معلل کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس طرح کہے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرے یا اس دلیل کو چھوڑ کر دوسری دلیل کو شروع کرے کیوں کہ اس نے حکم کو دلیل کے ساتھ ثابت کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ صرف ان دونوں طریقوں کے ساتھ ہی ثابت ہوگا اور جو مصنف نے اختیار کیا ہے وہ نظریہ زیادہ واضح ہے۔ کیوں کہ مقدمہ کو ثابت کرنے کا اصلی مقصود مطلوب کا ثبوت ہے۔ تو جب مطلوب مقدمہ کو ثابت کرنے کے بغیر ہی ثابت ہو جائے تو مقدمہ کو ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس دوسرے قول کے اظہر نہ ہونے کی جانب اپنے قول "قبل" کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں منع غیر مضر للمعلل کے بارے میں معلل کا رویہ بتلایا گیا ہے۔

منع غیر مضر: جس سے وہ مقدمہ منتفی ہو جس کا انتفاء بھی مطلوبِ دلیل کو مستلزم ہو سیأتی مثالہٗ سید السند کا موقف یہ ہے کہ ایسی منع میں معلل بصورت تردید دلیل بنا کر منع کو رد کرے مثلاً اگر مقدمہ ممنوعہ ثابت ہے تو دلیل تام ہے اگر ثابت نہ بھی ہو تو دعویٰ ثابت ہے۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ مقدمۂ ممنوعہ کو ثابت کرے یا دلیل کو تبدیل کر لے کیوں کہ معلل نے اپنے کو مطلوب بذریعۂ دلیل ثابت کرنے کا پابند کیا ہے اور اس کے یہی دو طریقے ہیں کیوں کہ مصنف رحمہ اللہ کی ذکر کردہ صورت میں دلیل سے مدعیٰ ثابت نہیں ہوگا یعنی ان حضرات کے پیش نظر دلیل ہے لیکن مصنف کی رائے اظہر ہے کیوں کہ مقصود اثباتِ مدعا ہے وہ اس طرح بھی ہو

www.besturdubooks.net

سکتا ہے کما ھو الظاھر۔ مثلاً معلل نے حدوث اعیان پر دلیل دیتے ہوئے کہا: "انھا متغیرۃ وکل متغیرۃ لا یخلو عن الحوادث وکل ماھو کذلك فھو حادث"۔

دلیل متکلم کی وضاحت: اس دلیل کے صغریٰ میں حصرِ متغیر کو محلِ حوادث بتایا گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ تغیر ایک حالت سے دوسری حالت میں انتقال کا نام ہے۔ حالتِ ثانیہ عدم سے وجود میں آنے کی وجہ سے حادث ہے۔ اور یہ حالتِ ثانیہ لامحالہ قائم بالمتغیر ہے۔ ورنہ صفت کا قیام موصوف کے بغیر لازم آئے گا۔ مذکورہ تفصیل سے حصرِ متغیر کا محلِ حوادث ہونا لازم آیا کیوں کہ حصر انتقال وتغیر کے وقت وہ ایک حادث کا محل بنے گا۔ جس کا پہلے نہیں تھا۔ اور کبریٰ میں محلِ حوادث کا حادث ہونا بتایا گیا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ محلِ حوادث میں چوں کہ اس حادث کی قابلیت ہے۔ اور قابلیتِ حادث خود حادث ہے۔ الحاصل اس مثال میں چوں کہ کئی امور کا حصول ہوا ہے۔ اس لئے یہ حادث ہیں اس دلیل پر سائل منع وارد کرے کہ ہوسکتا ہے یہ تغیر حصولِ امر کی وجہ سے نہ ہوا ہو بلکہ زوالِ امر کی وجہ سے ہوا ہو۔ اس منع کا جواب مصنف کی رائے کے مطابق اس طرح ہوگا مدعا تو تغیر ہے وہ اس طرح بھی ثابت ہو جائے گا۔

مثال دوم: حدوثِ اعیان پر متکلم دلیل پیش کرے کہ اعیان ثابتہ حرکت وسکون سے خالی نہیں اور حرکت وسکون حادث ہیں۔ فلہٰذا اعیانِ ثابتہ حادث ہیں۔ اس دلیل کے صغریٰ کو سمجھنے سے قبل حرکت وسکون کی تعریفیں ذہن نشین کرلیں۔ تعریفِ حرکت: "کونان فی آنین فی مکانین"۔ تعریفِ سکون: "کونان فی آنین فی مکان واحدٍ"۔

صغریٰ دلیل کی وضاحت: عین کا حصر کون میں کسی چیز میں ہونا ضروری ہے۔ کما تقرر فی الحکمۃ کل جسم حیز۔ لہٰذا کونِ آخر میں چیز کا اتحاد رہا تو سکون ہے۔ دوسرے کون میں چیز بدل گئی تو حرکت ہے۔ مذکورہ تفصیل سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ اعیان حرکت وسکون کا محل ہیں۔ الحاصل متکلم کی دلیل تعددِ اکوان کی بنیاد پر ہے۔ چناں چہ سائل اسی تعددِ اکوان پر منع وارد کرے کہ اعیان میں اکوان کا تعدد غیر ضروری ہے کیوں کہ ان حدوث میں کسی بھی عین میں اکوان کا تعدد ثابت نہیں ہوسکتا۔ لیکن معلل کا مدعا چوں کہ تعددِ اکوان نہیں بلکہ حدوث اعیان ہے (اگرچہ دلیل تعدد اکوان پر ہی موقوف ہے) اور حدوث اعیان کا اقرار خود سائل نے بھی کیا ہے۔ اس لیے یہ منع معلل کے لیے مضر نہیں۔

www.besturdubooks.net

چناں چہ اس منع کا مصنف کی رائے کے مطابق معلل جواب اس طرح دے گا کہ وہ کہے میری دلیل کے مطابق اعیان کا حرکت وسکون میں انحصار ثابت ہے۔ تو دلیل تام ہے۔ ✽ ورنہ مدعا (حدوثِ اعیان) ثابت ہے جیسا کہ تم نے خود اقرار کیا ہے۔

وَيُسْتَحْسَنُ تَوَقُّفُ الْمَانِعِ اِلٰى اِتْمَامِ الْمُعَلِّلِ الدَّلِيْلَ لِاَنَّ الْمُعَلِّلَ رُبَمَا يُثْبِتُ الْمُقَدِّمَةَ بَعْدَ اِتْمَامِ الدَّلِيْلِ فَيَسْتَغْنِى السَّائِلُ عَنِ الْمَنْعِ وَقِيْلَ بِخِلَافِهٖ لِاَنَّ الْمُعَلِّلَ كَثِيْرًا مَا يَتَمَكَّنُ مِنْ اِثْبَاتِ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةِ فَيَتْرُكُ الدَّلِيْلَ وَيَشْتَغِلُ بِدَلِيْلٍ اٰخَرَ فَيَأْمَنُ مِنْ طُوْلِ الْمُنَاظَرَةِ وَالْاَوَّلُ اَوْلٰى لِاَنَّ الظَّاهِرَ مِنْ حَالِ الْمُعَلِّلِ الْاِثْبَاتُ دُوْنَ النَّقْضِ وَالْمُعَارَضَةِ يَجُوْزُ اَنْ يَّتَعَلَّقَ بِقَوْلِهٖ وَ يُسْتَحْسَنُ وَهُوَ الظَّاهِرُ وَ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مُتَعَلِّقًا بِالْاِخْتِلَافِ الْمَفْهُوْمِ مِنَ السَّابِقِ فَاِنَّ التَّوَقُّفَ فِيْهِمَا وَاجِبٌ بِالْاِتِّفَاقِ اِمَّا فِى النَّقْضِ فَلِاَنَّهٗ كَلَامٌ عَلَى الدَّلِيْلِ فَمَا لَمْ يَتِمَّ لَمْ يَتَّجِهْ وَ اَمَّا فِى الْمُعَارَضَةِ فَلِاَنَّهَا مُقَابَلَةُ الدَّلِيْلِ بِالدَّلِيْلِ فَقِيْلَ تَمَامُهٗ لَمْ يَتَحَقَّقْ.

ترجمہ: اور معلل کے دلیل کو مکمل کر لینے تک مانع کا توقف کرنا مستحسن ہے۔ اس لیے کہ بسا اوقات معلل دلیل مکمل کرنے کے بعد مقدمہ کو ثابت کرتا ہے۔ تو مسائل منع سے مستغنی ہو جائے گا۔ اور بعض نے اس کے برعکس کہا ہے۔ اس لئے کہ اکثر معلل اس مقدمہ کو ثابت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تو وہ دلیل کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دوسری دلیل میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو وہ مناظرہ کی طوالت سے محفوظ رہتا ہے اور پہلا قول ہی زیادہ مناسب ہے۔ اس لیے کہ معلل مقدمہ کو ثابت کرتا ہے نہ کہ نقض اور معارضہ کی صورت میں۔ ممکن ہے کہ یہ اس کے قول "ویستحسن" کے متعلق ہو اور یہی ظاہر ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ماقبل سے سمجھے جانے والے اختلاف کے متعلق ہو کیوں کہ ان دونوں میں توقف کرنا واجب ہے بالاتفاق۔

✽ انحصار اس طرح ثابت ہوگا کہ وہ کہے میری دلیل ان اعیان کے متعلق ہے جن میں اکوان کا تعدد ہو چکا ہو اور اس پر کئی زمانوں کا مرور ہو چکا ہو۔ اور تمہاری ذکر کردہ مثال میں اعیان اس قماش کے نہیں۔

www.besturdubooks.net

بہر حال نقض میں تو اس لیے کہ وہ دلیل پر اعتراض کرتا ہے تو جب تک وہ مکمل نہ ہوگا تو دلیل بھی متوجہ نہ ہوگی۔ اور معارضہ میں اس لئے کہ وہ دلیل کا دبل کے ساتھ تقابل ہے۔ تو اس کے مکمل ہونے سے پہلے وہ متحقق نہ ہوگا۔

تشریح: اس عبارت میں یہ بتایا گیا ہے کہ سائل ورودِ سوال کے لیے اتمامِ دلیل کا انتظار کرے یا نہیں، چناں چہ اس مسئلہ کے دو حصے ہیں: (ا) ورودِ منع کے لیے انتظار کی نوعیت کیا ہے۔ (۲) نقض و معارضہ کے ورود کے لیے انتظار کی نوعیت کیا ہے۔ حصہ اوّل میں مصنف کی رائے یہ ہے کہ انتظار مستحسن ہے بعض لوگوں کی رائے ہے کہ انتظار کے بغیر منع وارد کی جائے گی۔

دلیل مصنف: بسا اوقات معلل اتمامِ دلیل کے بعد مقدماتِ دلیل کو بھی ثابت کر دیتا ہے لہٰذا مانع چوں کہ ورودِ منع کی زحمت سے بچ جائے گا اس لئے انتظار اولیٰ ہے۔

دلیل فریق ثانی: بسا اوقات معلل سے مقدمہ ثابت نہیں ہو سکتا اور وہ ایک دلیل چھوڑ کر دوسری دلیل میں مشغول ہو جاتا ہے اور یہ مشغولیت بحث کی طوالت کا باعث ہوتی ہے اس لئے بحث کو طوالت سے بچانے کے لیے اولیٰ یہی ہے کہ سائل بغیر انتظار کے منع وارد کر دے۔

الحاصل مصنف کی رائے کی بنیاد یہ ہے کہ معلل مقدمۂ دلیل ثابت کرے گا اور فریق ثانی کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ معلل سے اثباتِ مقدمہ نہیں ہو سکے گا۔

محاکمہ: شارح نے محاکمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ظاہر حال کا تقاضا یہ ہے کہ معلل مقدمۂ دلیل کو ثابت کرلے گا اس لئے سید المحققین کی رائے اولیٰ ہے۔

اور حصہ دوم (نقض و معارضہ کے ورود کے لیے انتظار کی نوعیت کیا ہے) کی تفصیل یہ ہے کہ انتظار واجب ہے کیوں کہ نقض ابطالِ دلیل کا نام ہے اور اس امر کا تحقق بھی اتمامِ دلیل کے بغیر ناممکن ہے۔

وَقَالُوْا يَجُوْزُ نَقْضُ حُكْمٍ اُدُّعِيَ فِيْهِ الْبَدَاهَةُ لِرُجُوْعِهٖ اَيْ ذٰلِكَ النَّقْضِ اِلٰى مَنْعِ الْبَدَاهَةِ مَعَ السَّنَدِ وَهُوَ مَا ذُكِرَ لِاِثْبَاتِ النَّقْضِ وَفِيْهِ نَظَرٌ لِاِمْكَانِ اِرْجَاعِهٖ اِلَى النَّقْضِ بَلْ اِلَى الْمُعَارَضَةِ اَيْضًا كَذَا فِي الْحَاشِيَةِ وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَا ذَكَرَهُ النَّاقِضُ يُمْكِنُ اَنْ يُّجْعَلَ مِنْ اِقْرَارِ النَّقْضِ الْحَقِيْقِيِّ بِاَنْ يُّقَالَ دَعْوٰى

www.besturdubooks.net

بَدَاهَةِ دَلِيلٍ عَلَى دَعْوَاهُ وَالنَّقْضُ فِي الْحَقِيقَةِ رَاجِعٌ إِلَى ذٰلِكَ الدَّلِيلِ وَ كَذَا يُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ اَفْرَادِ الْمُعَارَضَةِ بِأَنْ يَّكُوْنَ الدَّلِيْلُ الْمُثْبِتُ لِلنَّقْضِ مُعَارِضًا لِدَعْوَى الْبَدَاهَةِ الَّتِيْ هِيَ بِمَنْزِلَةِ نَصْبِ الدَّلِيْلِ فَلَا وَجْهَ لِإِرْجَاعِهِ إِلٰى مَنْعِ الْبَدَاهَةِ مَعَ صِحَّةِ كَوْنِهٖ مِنْ اَفْرَادِ النَّقْضِ وَلَا لِاِخْتِيَارِهٖ عَلَى الْمُعَارَضَةِ وَ يُمْكِنُ اِنْ يُّوَجِّهَ النَّظَرَ بِوَجْهٍ اٰخَرَ وَهُوَ اَنَّهٗ وَ اِنْ سُلِّمَ كَوْنُ دَعْوَى الْبَدَاهَةِ بِمَنْزِلَةِ الدَّلِيْلِ لٰكِنْ لَّا يَجُوْزُ اِرْجَاعُهٗ اِلَى الْمَنْعِ اِذْ هُوَ طَلَبُ الدَّلِيْلِ عَلٰى مُقَدَّمَةٍ مُعَيَّنَةٍ وَلَا يُطْلَبُ عَلٰى مُقَدِّمَةِ الدَّعْوٰى شَيْءٌ كَمَا لَا يَخْفٰى.

ترجمہ: اور انہوں نے کہا ہے کہ جس حکم میں بداہت کا دعویٰ کیا ہے اس پر نقض وارد کرنا جائز ہے۔ کیوں کہ یہ نقض بداہت کی جانب لوٹتا ہے سند کے ساتھ ہو اور وہ وہ ہے جو نقض کو ثابت کرنے کے لیے ذکر کی جاتی ہے۔ ان کے اس قول میں نظر ہے کیوں کہ اس کا لوٹنا نقض بلکہ معارضہ کی جانب بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ حاشیہ میں ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز ناقض ذکر کرتا ہے اس کو نقضِ حقیقی کے افراد میں سے قرار دیا جا سکتا ہے بایں طور کہ کہا جائے کہ بداہت کا دعویٰ اپنے دعوی پر دلیل ہے اور نقض درحقیقت اس دلیل کی جانب راجع ہے۔ اور اس طرح ممکن ہے کہ وہ معارضہ کے افراد میں سے ہو بایں طور کہ نقض کو ثابت کرنے والی دلیل اس بداہت کے دعویٰ کے معارض ہو جو دلیل پیش کرنے کی طرح ہے تو نقض کو منع البداہۃ کی طرف لوٹانے کی کوئی وجہ نہیں۔ باوجود اس کے کہ اس کا نقض کے افراد میں سے ہونا صحیح ہے اور نہ ہی معارضہ پر اس کو ترجیح دینے کی کوئی وجہ ہے کیوں کہ مدعی نے اپنے دعوی کو بداہت ہی سے ثابت کیا تو بمنزلۃ الدلیل ہوگیا۔ اور نظر ایک اور لحاظ سے بھی ہوسکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر بداہت کے دعویٰ کو دلیل کی طرح مان بھی لیا جائے تب بھی اس کا ارجاع منع کی جانب جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ منع تو مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنے کو کہتے ہیں اور دعویٰ کے مقدمہ پر کوئی چیز طلب نہیں کی جاتی۔

تشریح: اس عبارت میں یہ مسئلہ حل کیا گیا ہے کہ مدعی دعویٰ پر دلیل نہیں دیتا بلکہ بداہت کا دعویٰ کر دیتا ہے تو اس بارے میں سائل کا رویہ کیا ہونا چاہیے۔ چناں چہ اس بارے میں عام

www.besturdubooks.net

اہل فن کی رائے یہ ہے کہ دعویٰ کو بمنزلہ دلیل قرار دے کر منع وارد کرے گا۔ لیکن مصنف فرماتے ہیں کہ یہ رائے قابل اعتراض ہے۔ چناں چہ مصنف نے جس اعتراض کی طرف اشارہ کیا ہے شارح نے اسے منہیہ کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے اور ایک تقریر خود بھی کی ہے۔

اعتراض بحوالہ منہیہ: تفصیل یہ ہے کہ جب دعویٰ بداہت کو بمنزلہ دلیل قرار دے دیا گیا تو دلیل پر تو منع کی طرح نقض و معارضہ بھی وارد ہو سکتے ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ منع ہی وارد ہو سکتا ہے ترجیح بلا مرجح ہے۔

تقریر اعتراض از شارح: دعویٰ بداہت کو دلیل تسلیم بھی کر لیں تو ورودِ منع کی گنجائش نہیں کیوں کہ یہاں منع کی تعریف کسی طرح بھی صادق نہیں آ سکتی۔

ثُمَّ لَمَّا كَانَ هٰهُنَا سُوَالٌ وَهُوَ اَنَّهٗ قَدْ يَسْأَلُ السَّائِلُ بِالْحَلِّ اَعْنِيْ تَعْيِيْنَ مَوْضِعِ مِنَ الْغَلَطِ فَلَا يَصِحُّ حَصْرُ الْاَسْوِلَةِ فِي الثَّلٰثَةِ الْمَذْكُوْرَةِ فَأَجَابَ بِقَوْلِهٖ وَيَنْدَرِجُ الْحَلُّ فِي الْمَنْعِ لِنَوْعِ مُنَاسَبَةٍ يَعْنِيْ مِنْ حَيْثُ هُوَ تَعَرُّضٌ لِلْمُقَدِّمَةِ الْمُعَيَّنَةِ كَمَا كَانَ الْمَنْعُ كَذٰلِكَ وَاِنْ خَالَفَهٗ بِوَجْهٍ اِذْ يُقْصَدُ بِهٖ اَيْ بِالْحَلِّ تَعْيِيْنُ مَوْضِعِ الْغَلَطِ لِسُوْءِ الْفَهْمِ لَا طَلَبُ الدَّلِيْلِ وَقَوْلُهٗ لِسُوْءِ مُتَعَلِّقٌ بِالْغَلَطِ وَقَدْ يُذْكَرُ الْحَلُّ فِيْ مُقَابَلَةِ الْمَنْعِ لِهٰذِهِ الْمُخَالَفَةِ.

ترجمہ: یہاں پر ایک سوال ہوتا تھا اور وہ یہ کہ کبھی سائل حل یعنی غلطی کے مقام کی تعیین کا سوال کرتا ہے تو سوالوں کو مذکورہ تین ہی میں منحصر کرنا درست نہ ہوا تو مصنف نے اس کا جواب دیا اپنے اس قول کے ساتھ کہ حل کو منع میں درج کیا جاتا ہے ایک قسم کی مناسبت کی وجہ سے۔ یعنی اس حیثیت سے کہ وہ مقدمہ معینہ پر تعرض ہے جیسا کہ منع بھی اسی طرح تھی اگرچہ مِنْ وجہٍ وہ اس کے مخالف ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ حل سے مقامِ غلطی کی تعیین ہی مقصود ہوا کرتی ہے غلط فہمی کی وجہ سے، نہ کہ دلیل کا مطالبہ کرنا اور اس کا قول "لِسُوْءِ" اس کے قول "الغلطِ" کے متعلق ہے اور کبھی حل کو اسی مخالفت کی بناء پر منع کے مقابلہ میں بھی ذکر کر دیا جاتا ہے۔

تشریح: آخر میں مصنف نے ایک سوال کا جواب دیا ہے۔

سوال: کبھی سائل دلیل معلل میں کسی غلطی کو بھی متعین کرتا ہے جسے اصطلاح میں حل کہا جاتا

www.besturdubooks.net

ہے اور یہ صورت بھی ظاہر ہے کہ سائل کا وظیفہ ہے لہٰذا وظیفۂ سائل کو منع، نقض اور معارضہ ہی میں منحصر کرنا صحیح نہیں۔

جواب: مذکورہ اصطلاح اگر چہ اس جہت سے تو منع کے مخالف ہے کہ یہ طلبِ دلیل نہیں بلکہ مقامِ غلطی کی تعیین ہے لیکن منع کی طرح اس میں بھی چوں کہ مقدمۂ معینہ سے تعرض ہے لہٰذا اس مشابہت کی وجہ سے اس کو بھی منع میں درج کر کے وظیفۂ سائل کو سوالاتِ ثلاثہ میں منحصر کیا گیا ہے۔ "وقد یذکر" الخ سے شارح ایک فائدہ بیان کر رہے ہیں کہ حل چوں کہ منع کے مخالف بھی ہے جیسا کہ تفصیل بالا سے واضح ہے اس لئے بعض اہل فن نے اس کو منع کے بالمقابل بھی ذکر کیا ہے یعنی سائل کے وظائف چار بتائے ہیں۔ الحاصل بعض نے مخالفت کی جہت اختیار کی اور مصنف نے مناسبت کی لیکن مصنف کی رائے وقیع ہے کیوں کہ اس میں اصطلاحات کی تقلیل ہے۔ اور اصطلاحات کی قلت مسائل کے ضبط میں مؤثر ہے۔

www.besturdubooks.net

البحث الخامس

متعلقاتِ سند

① سند کا مقدمہ ممنوعہ کی نقیض کے مساوی یا اخص ہونا ضروری ہے۔

② سند کی بعض علامتیں۔

③ تقویت سند کے لیے ذکر کی گئی دلیل میں بحث غیر مستحسن ہے۔

④ اقامہ دلیل سے قبل مقدمہ معینہ کا منافی ثابت کرنا صحیح نہیں۔

www.besturdubooks.net

اَلْبَحْثُ الْخَامِسُ

مِنْ جُمْلَةِ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ السَّنَدَ الصَّحِيْحَ مَلْزُوْمٌ لِخِفَاءِ الْمُقَدِّمَةِ وَ مُقَوٍّ لِلْمَنْعِ وَلَوْ كَانَ مَلْزُوْمِيَّتُهُ وَ تَقْوِيَّتُهُ بِزَعْمِ الْمَانِعِ فَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ السَّنَدُ الصَّحِيْحُ أَعَمُّ مِنَ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ مُطْلَقًا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ مُطْلَقًا مُتَعَلِّقًا بِقَوْلِهٖ فَلَا يَكُوْنُ فَيَكُوْنُ الْمَعْنٰى لَا يَكُوْنُ اَعَمُّ لَا مُطْلَقًا وَلَا مِنْ وَجْهٍ وَ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ مُتَعَلِّقًا بِقَوْلِهٖ اَعَمُّ فَيَكُوْنُ الْمَعْنٰى لَا يَكُوْنُ اَعَمُّ مُطْلَقًا لَا مِنْ وَجْهٍ وَالظَّاهِرُ الْمُوَافِقُ بِالسَّبَاقِ هُوَ الْاَوَّلُ لِاَنَّ الْاَعَمَّ مِنْ وَجْهٍ لَا يَكُوْنُ مَلْزُوْمًا وَ مُقَوِّيًا مِنْ كُلِّ وَجْهٍ.

ترجمہ: یہ واضح اور معلوم بات ہے کہ سند صحیح مقدمہ کو مخفی رکھنے کو ملزوم ہے اور منع کے لیے مقوی ہے۔ اگرچہ سند صحیح کی ملزومیت اور تقویت مانع کے گمان کے مطابق ہو تو یہ جائز نہیں کہ سند صحیح مقدمۂ ممنوعہ سے عام مطلق ہو اور ممکن ہے کہ اس کا قول "مطلق" اس کے قول "فلا یکون" کے متعلق ہے۔ تو معنی یہ ہوگا کہ سند صحیح اعم نہ ہو یعنی نہ تو عام مطلق ہو اور نہ ہی عام من وجہ، اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ "اعم" کے متعلق ہو۔ تو معنی یہ ہوگا کہ نہ تو وہ اعم مطلق ہو اور نہ ہی اعم من وجہ ہو۔ اور ظاہر جو کہ قیاس کے بھی موافق ہے وہ پہلا احتمال ہی ہے اس لئے کہ عام من وجہ، من کل الوجوہ ملزوم اور مقوی نہیں ہوتا۔

تشریح: بحث سابق میں منع کے متعلق قواعد تھے۔ اس بحث میں سندِ منع کے متعلق چند قواعد ہیں۔ عبارت مذکورہ میں دراصل یہ مسئلہ بتانا مقصود ہے کہ سند کا مقدمۂ ممنوعہ سے اعم ہونا جائز نہیں والتفصیل یجیء لیکن مقصود سے قبل مصنف نے ایک تمہید بیان کی ہے کہ سند کے لیے دو امر ضروری ہیں۔ (۱) سندِ خفاء مقدمہ کو مستلزم ہو۔ (۲) سندِ منع کے لیے مقوی ہو اگرچہ بزعم مانع ہو۔

مسئلہ مقصودہ: لہٰذا سند کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ وہ مقدمہ ممنوعہ سے اعم نہ ہو لفظ مطلقاً کی تشریح میں شارح نے اس کے متعلق میں دو احتمال بیان کیے ہیں۔ (۱) مطلقاً فلا یجوز

www.besturdubooks.net

الخ کے متعلق ہو۔ (۲) "اعم" سے متعلق ہو۔ احتمالِ اول کی صورت میں مطلب یہ ہوگا۔ سند مقدمہ ممنوعہ سے مطلقاً اعم ہو یا مِنْ وجہ اعم ہو دونوں صورتیں جائز نہیں۔ اور احتمال ثانی کی صورت میں مطلب ہوگا کہ سند مقدمہ ممنوعہ سے مطلقاً اعم ہو تو جائز نہیں۔ شارح نے احتمال اوّل کو ترجیح دی ہے کیوں کہ سند کی یہ دونوں صورتیں ہی صحیح نہیں۔ یعنی مصنف اعمیہ مطلقہ کی نفی نہیں کرنا چاہ رہے۔ بلکہ اعمیت کی نفی کرنا چاہتے ہیں مطلقاً ہو یا من وجہ ہو۔

نوٹ: سند اعم کا منع کے لیے متوی نہ ہونے کی تفصیل تبصرہ میں آ رہی ہے۔

وَمِنْ هٰهُنَا اَىْ مِنْ اَجَلِ اَنَّ السَّنَدَ مَلْزُوْمٌ مُقَوٍّ قَالُوْا اَىْ اَهْلُ النَّظَرِ مَا مِنْ مُقَدِّمَةٍ مَوْجُوْدَةٍ فِىْ حَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ اِلَّا وَ الْحَالُ اَنَّهٗ يُمْكِنُ مَنْعُهٗ مِنْهُ مُسْتَنِدًا بِمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ السُّوْفَسْطَائِيَّةُ اَلنَّافُوْنَ لِثُبُوْتِ حَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ لٰكِنَّ الْحَكِيْمَ الْمُثْبِتَ لَهَا يَعُدُّهٗ اَىْ ذٰلِكَ السَّنَدَ مُكَابَرَةً غَيْرَ مَسْمُوْعَةٍ.

ترجمہ: اور اسی وجہ سے یعنی سند کے ملزوم ومقوی ہونے کی وجہ سے اہل نظر نے کہا ہے کہ کوئی بھی مقدمہ کسی بھی حالت میں ایسا نہیں جس پر منع وارد کر کے سند نہ لائی جا سکتی ہو۔ سوفسطائیہ کے نظریہ کی وجہ سے جو انکار کرنے والے ہیں نفس الامر یعنی مادی جہان میں اشیاء کے ثبوت کا، لیکن وہ فلسفی جو اشیاء کا وجود نفس الامر میں ثابت کرتے ہیں وہ اس کو یعنی سند کو ناقابل سماعت شمار کرتے ہیں کہ یہ سینہ زوری ہے۔ جو ناقابل سماعت ہے۔

تشریح: اوائل بحث میں جو اصل بطور تمہید ذکر کیا گیا ہے یعنی سند خفاءِ مقدمہ کو مستلزم ہے اس پر نظار نے ایک مسئلہ متفرع کیا ہے۔ اس عبارت میں وہ مسئلہ مذکور ہے۔

مسئلہ: سند جب خفاءِ مقدمہ کو مستلزم ہے، پھر تو کوئی بھی مقدمہ خفا سے خالی نہیں کیوں کہ کسی بھی مقدمہ کے خفا کے لیے سوفسطائیہ کے مذہب کو سند کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ نیز منع کا مبنی چوں کہ خفاءِ مقدمہ ہے۔ لہٰذا کسی بھی مقدمہ پر سوفسطائیہ کے مذہب کو سند کے طور پر لے کر منع وارد کیا جا سکتا ہے۔ لیکن حکماء (جو ثبوت حقائق کے قائل ہیں) اس سند کو مکابرہ شمار کرتے ہیں۔ کیوں کہ مذکورہ سند نفس الامر میں ثابت نہیں۔

وَيُذْكَرُ فِى الْاَكْثَرِ اَىْ فِىْ اَكْثَرِ اَوْقَاتِ الْمَنْعِ مُسْتَنِدًا بَعْدَهٗ اَىْ بَعْدَ الْمَنْعِ

www.besturdubooks.net

لِمَ لَا یَجُوْزُ کَمَا یُقَالُ مَا ذَکَرْتَ مَمْنُوْعٌ لِمَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ کَذَا وَلِمَ لَا یَکُوْنُ کَمَا یُقَالُ هٰذَا مَمْنُوْعٌ لِمَ لَا یَکُوْنُ اَنْ یَّکُوْنَ کَذَا اَوْ کَیْفَ لَا وَوَاوُ الْحَالِ اَیْ مَقْرُوْنًا لَفْظُ کَیْفَ لَا مَعَ وَاوِ الْحَالِ کَمَا یُقَالُ ذٰلِكَ غَیْرُ مُسَلَّمٍ کَیْفَ لَا وَالْاَمْرُ کَذَا وَ قَدْ یُذْکَرُ کَلِمَةُ اِنَّمَا اَیْضًا کَمَا یُقَالُ لَا نُسَلِّمُ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةُ وَاِنَّمَا یَکُوْنُ کَذَا اِنْ لَوْ کَانَ کَذَا وَهُوَ قَلِیْلٌ وَلِذَا قَالَ فِی الْاَکْثَرِ.

ترجمہ: ان میں سے بسا اوقات "لم لا یجوز" لایا جاتا ہے۔ یعنی بسا اوقات ایسی منع جس کے بعد سند لائی جاتی ہے اس کے بعد "لم لا یجوز" ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ جو تونے ذکر کیا ہے وہ ممنوع ہے۔ یہ کیوں جائز نہیں ہے کہ اس طرح ہو، اور کبھی "لم لا یکون" آتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ ممنوع ہے یہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ اس طرح ہو یا "کیف لا" آتا ہے۔ اور اس کے ساتھ واؤ حالیہ لائی جاتی ہے یعنی "کیف لا" کا لفظ واؤ حالیہ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ قول تسلیم نہیں ہے۔ کیسے نہیں ہوسکتا حالاں کہ معاملہ اس طرح ہے اور کبھی "انما" کا کلمہ بھی ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے اس مقدمہ کو کہ اس طرح ہوگا اگر اس طرح ہوا اور یہ قلیل ہے اسی لیے فی الاکثر کہا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں سند کی بعض علامتیں مذکور ہیں۔ ان میں جو مصنف نے ذکر کی ہیں وہ معروف اور اکثری ہیں۔ اور جو شارح نے ذکر کی ہیں وہ قلیل الاستعمال ہیں۔

وَقَدْ یُذْکَرُ شَیْءٌ لِتَقْوِیَةِ السَّنَدِ وَ تَوْضِیْحِهٖ بِصُوْرَةِ الدَّلِیْلِ بِاَنْ یُّقَالَ لِمَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ کَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ کَذَا وَ کَذَا وَلَا یُحْسِنُ الْبَحْثُ فِیْهِ اَیْ فِی الْمَذْکُوْرِ لِتَقْوِیَةِ السَّنَدِ لِاَنَّهٗ لَا یُفِیْدُ شَیْئًا لِاَنَّ اِبْطَالَ مَا یُؤَیِّدُ السَّنَدَ لَا یُوْجِبُ اِثْبَاتَ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ الَّذِیْ هُوَ مَقْصُوْدُ الْمُعَلِّلِ وَلَا فِی السَّنَدِ سِوٰی مَا اسْتُثْنِیَ وَ هُوَ الْاِبْطَالُ بَعْدَ اِثْبَاتِ کَوْنِهٖ مُسَاوِیًا لِنَقِیْضِ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ.

www.besturdubooks.net

ترجمہ: اور کبھی شئی کو ذکر کیا جاتا ہے سند کی تقویت کے لیے اور اس کی وضاحت کے لیے دلیل کی صورت میں بایں طور یوں کہا جائے کہ کیوں جائز نہیں ہے کہ وہ اس طرح ہو اس لیے کہ وہ اس طرح ہے اور تقویت کی وجہ سے مذکورہ شئی میں بحث کرنا مستحسن نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ کچھ بھی نفع بخش نہیں ہے اس لیے کہ اس چیز کو باطل کرنا جو کہ سند کی تائید کرتی ہے یہ اس مقدمہ ممنوعہ کے اثبات کو ثابت نہیں کرتا جو کہ معلل کا مقصود ہے نہ کہ سند میں سوائے اس کے جس کا استثناء کرلیا گیا ہو اور وہ باطل کرنا ہے اس کے مقدمہ ممنوعہ کی نقیض کے ساتھ مساوی ثابت ہو جانے کے بعد۔

تشریح: مانع بعض اوقات تقویت سند اور توضیحِ سند کے لیے کسی امر کو بصورت دلیل ذکر کر دیتا ہے لیکن اس میں بحث کرنا غیر مستحسن ہے بلکہ سند میں بھی بعض مخصوص صورتوں کے علاوہ بحث کرنا مناسب نہیں اور دونوں میں بحث کے غیر مستحسن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بحث معلل کے لیے مفید نہیں کیوں کہ معلل کا مقصود مقدمہ ممنوعہ کا اثبات ہے اور مایؤید السند کا ابطال (جو معلل کی بحث کا نتیجہ ہوگا) اثباتِ مقدمہ کو مستلزم نہیں۔ نیز بعض مخصوص اسانید کے علاوہ ابطالِ سند بھی اثباتِ مقدمہ کو مستلزم نہیں۔

وَلَا يَلْزَمُ إِثْبَاتُهُ أَيِ الْمَذْكُورِ مِنْ مُقَوِّي السَّنَدِ وَالسَّنَدِ إِنْ أَوْرَدَ عَلَيْهِ الْبَحْثُ لِكِفَايَةِ مُجَرَّدِ الْاِحْتِمَالِ.

ترجمہ: جو سند کی تقویت کے لیے ذکر کیا جاتا ہے اس کا اثبات لازم نہیں آتا اگر اس پر بحث صرف احتمال کی وجہ سے وارد ہو۔

وَلَا يَجُوزُ لِلسَّائِلِ إِثْبَاتُ مَا فِي الْمُقَدِّمَةِ الْمُعَيَّنَةِ قَبْلَ إِقَامَةِ الدَّلِيلِ عَلَيْهَا وَ أَمَّا بَعْدَهَا فَيَجُوزُ وَ يَكُونُ مُنَاقَضَةً عَلَى سَبِيلِ الْمُعَارَضَةِ أَمَّا كَوْنُهُ مُنَاقَضَةً فَلِأَنَّهُ كَلَامٌ عَلَى الْمُقَدِّمَةِ الْمُعَيَّنَةِ وَ أَمَّا كَوْنُهُ عَلَى سَبِيلِ الْمُعَارَضَةِ فَظَاهِرٌ وَلَا يَلْزَمُ الْغَصْبُ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ مَنْعُ الْمُقَدِّمَةِ بَعْدَ إِقَامَةِ الدَّلِيلِ عَلَيْهَا فَمَسَّتِ الضَّرُورَةُ إِلَى ذٰلِكَ وَ إِنَّمَا لَا يَجُوزُ لِلُزُومِ الْغَصْبِ مِنْ غَيْرِ

www.besturdubooks.net

ضَرُوْرَةٍ لِوُجُوْدِ مَا يَقُوْمُ مَقَامَهٗ أَعْنِي الْمَنْعَ بِخِلَافِ النَّقْضِ وَالْمُعَارَضَةِ فَإِنَّهٗ فِيْهِمَا مِنَ الْإِثْبَاتِ اَمَّا فِي النَّقْضِ فَمِنْ إِثْبَاتِ التَّخَلُّفِ أَوْ لُزُوْمِ الْمَحَالِ وَ أَمَّا فِي الْمُعَارَضَةِ فَمِنْ إِثْبَاتِ خِلَافِ مَا إِدَّعَى الْمُدَّعِيْ.

ترجمہ: اور سائل کے لیے جائز نہیں ثابت کرنا مقدمہ معینہ کے منافی کو، اس پر دلیل قائم کرنے سے پہلے، لیکن دلیل قائم کرنے کے بعد اثبات جائز ہے اور وہ معارضہ کے طور پر دلیل کو توڑنا ہوگا اور اس کو مناقضہ اس لیے قرار دیا گیا کہ وہ مقدمہ معینہ پر بحث ہے اور علی سبیل المعارضہ ہونا تو ظاہر ہے اور بغیر کسی ضرورت کے غصب لازم نہیں آتا اس لیے کہ مقدمہ پر دلیل قائم کرنے کے بعد مقدمہ پر منع وارد کرنا جائز نہیں ہے اسی لیے اس کی ضرورت لاحق ہوئی، اور وہ اس لیے جائز نہیں تا کہ بغیر ضرورت کے غصب کے لازم نہ آئے اس کے قائم مقام کے پائے جانے کی وجہ سے اور قائم مقام سے مراد منع ہے، بخلاف نقض اور معارضہ کے کیوں کہ ان دونوں میں اثبات ضروری ہے نقض میں تو تخلف کے ثابت کرنے یا محال کے لازم ہونے کی وجہ سے اور معارضہ میں اس لیے کہ اس میں اس دلیل کا خلاف ثابت کرنا ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں چار چیزیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے سائل کے لیے ایک جائز نہیں ہے اور تین جائز ہیں اور جواز و عدمِ جواز کا مبنی بلا ضرورت غصب کا لزوم و عدمِ لزوم ہے۔ چناں چہ سائل کے لیے معلل کی اقامت دلیل سے قبل کسی معین [1] مقدمہ کے منافی مقدمہ کا اثبات جائز نہیں کیوں کہ سائل کا منصب اثبات نہیں نیز صورتِ مذکورہ میں سائل کے لیے چوں کہ ورودِ منع کی گنجائش ہے اس لیے اس صورت میں بلا ضرورت لزومِ غصب ہے۔

سائل کے لیے جائز امور:

معلل کی طرف سے اقامت دلیل کے بعد سائل کے لیے مقدمہ معینہ کے منافی کسی امر کا اثبات جائز ہے۔ اثبات چوں کہ سائل کا منصب نہیں ہے اس لیے یہ صورت بھی اگرچہ مستلزم غصب ہے لیکن یہ غصب چوں کہ بالضرورت ہے اس لیے جائز ہے اور ضرورت صورتِ

[1] یعنی دلیل معلل کا مقدمہ جس پر ابھی دلیل نہیں دی گئی۔

www.besturdubooks.net

مذکورہ میں سائل کے لیے منع کی گنجائش کا نہ ہونا ہے [1] اور اثبات کو مناقضہ علی سبیل المعارضہ کہا جاتا ہے۔

وجہ تسمیہ:

مناقضہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مقدمہ معینہ پر کلام ہے اس لیے مناقضہ (منع) کے مشابہ ہے اور معارضہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں معلل کے مدلول کے منافی کو دلیل سے ثابت کیا گیا ہے سائل کے لیے نقض بھی (گو کہ نقض میں ضمناً اثبات ہوتا ہے) جائز ہے اور لزومِ غصب بھی بالضرورت ہے (کیوں کہ نقض تخلف اور لزوم محال کے اثبات کے بغیر وارد ہی نہیں ہوسکتا) اس لیے جائز ہے۔

نیز سائل کے لیے معارضہ بھی (گو کہ معارضہ بھی درحقیقت اثبات ہے) جائز ہے اور یہ لزومِ غصب بھی چوں کہ بالضرورت ہے کیوں کہ معارضہ کی ماہیت ہی مدعی کے مدلول کے خلاف ایک مدلول کا اثبات ہے اس لیے اس کا بھی مضائقہ نہیں۔

تَبْصِرَةٌ: أَيْ هٰذَا مُبْصِرٌ عَبَّرَ عَنْ اِسْمِ الْفَاعِلِ بِالْمَصْدَرِ أَعْنِي التَّبْصِرَةَ مُبَالَغَةً كَمَا يُقَالُ لِلْمُذَكِّرِ تَذْكِرَةٌ.

ترجمہ: یعنی یہ رہنمائی کرنے والا ہے۔ ماتن رحمہ اللہ نے اسم فاعل کو مصدر یعنی تبصرہ سے مبالغہ کے طور پر تعبیر کیا ہے جیسا کہ مذکر کو تذکرہ کہا جاتا ہے۔

تشریح: تبصرہ ہذا مبتدا کی خبر ہے لیکن اس ترکیب پر مشہور اشکال ہے کہ مصادر کا خبر ہونا صحیح نہیں۔ تو شارح رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے اس تاویل پر اعتراض ہوا کہ جب خبر اصلاً اسم فاعل ہی ہے تو اس کی تعبیر مصدر سے کیوں کی۔ شارح نے جواب دیا کہ اظہار مبالغہ کی خاطر یعنی ترکیب کا نکتہ مصححہ بیان کیا کہ اس لفظ کا خبر بنانا صحیح ہے اور ترکیب کا نکتہ مرجحہ بیان کیا کہ یہی لفظ استعمال کرنا اولیٰ ہے۔ چناں چہ معنی یہ ہوگا کہ مندرجہ ذیل امور

---

[1] جب مقدمہ معینہ پر دلیل دے دی جائے تو منع کی گنجائش نہیں، کیوں کہ منع طلب دلیل ہے اور دلیل دے دی گئی ہے۔

www.besturdubooks.net

سائل سابقہ میں نہایت بصیرت افروز ہیں مصنف نے تبصرہ میں سند کی چار اقسام بیان کی ہیں:
(۱) سند أخص (۲) سند أعم مطلق (۳) سند أعم من وجه (۴) سند مساوی۔

اَلسَّنَدُ الْأَخَصُّ هُوَ اَنْ يَّتَحَقَّقَ الْمَنْعُ أَيْ اِنْتِفَاءُ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ وَخِلَافُهَا (مَعَ اِنْتِفَائِهٖ اَيْضًا) كَمَا يَتَحَقَّقُ مَعَ وُجُوْدِهٖ مِثْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مُدَّعٍ فِيْ دَلِيْلِهٖ هٰذَا اِنْسَانٌ فَيَقُوْلُ السَّائِلُ لَا نُسَلِّمُ ذٰلِكَ لِمَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ فَرَسًا فَالسَّنَدُ وَهُوَ كَوْنُهٗ فَرَسًا أَخَصُّ مِنْ عَدَمِ كَوْنِهٖ اِنْسَانًا لِتَحَقُّقِ عَدَمِ كَوْنِهٖ اِنْسَانًا مَعَ عَدَمِ كَوْنِهٖ فَرَسًا اَيْضًا مِثْلَ اَنْ يَّكُوْنَ حِمَارًا مَثَلًا مِنْ غَيْرِ عَكْسٍ وَهُوَ أَنْ يَّتَحَقَّقَ السَّنَدُ مَعَ اِنْتِفَاءِ الْمَنْعِ بِالْمَعْنَى الْمَذْكُوْرِ.

ترجمہ: سند اُخص وہ ہوتی ہے جو کہ منع کو ثابت کرے یعنی مقدمہ ممنوعہ کا انتفاء اور اس کا خلاف اس کے انتفاء کے ساتھ بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ اس کے وجود کے ساتھ پایا جاتا ہے جیسے کہ مدعی اپنی دلیل میں کہے کہ یہ انسان ہے تو سائل کہے کہ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے یہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ وہ گھوڑا ہو تو سند یعنی گھوڑا ہونا اس کے انسان نہ ہونے سے اخص ہے، کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ وہ انسان بھی نہ ہو اور گھوڑا بھی نہ ہو جیسا کہ مثلاً وہ درخت ہو۔ اس کا عکس نہیں ہو سکتا اور وہ صورت یہ ہے کہ سند معنی مذکور میں منع کے انتفاء کے ساتھ پائی جائے۔

تشریح: سند اُخص کی تعریف سے قبل عام اور خاص کا قاعدہ مستحضر کرلیں خاص کا تحقق عام کے بغیر نہیں ہوسکتا لیکن عام کا تحقق خاص کے بغیر ہوسکتا ہے۔ مثلاً انسان اور حیوان، انسان کا تحقق حیوان کے بغیر نہیں ہوسکتا لیکن حیوان انسان کے بغیر بھی پایا جاسکتا ہے۔ نیز خاص کے انتفاء سے عام منتفی نہیں ہوتا۔ لیکن عام منتفی ہوتو خاص منتفی ہوجائے گا مثلاً انسان اور حیوان۔

تعریف سند اُخص:

جس کے تحقق اور انتفاء سے منع محقق ہوسکتی ہو لیکن منع کے تحقق سے تو سند محقق ہوسکتی ہے لیکن منع کے انتفاء سے سند محقق نہ ہوسکتی ہو کیوں کہ سند اخص ہے اور منع اُعم ہے اس لیے منع انتفاءِ سند کی صورت میں بھی محقق ہوگا جیسے انسان حیوان کے بغیر بھی محقق ہے۔ لیکن اُعم ہے لہٰذا

www.besturdubooks.net

منع کے تحقق کی صورت میں سند محقق ہوسکتی ہے مگر انتفاءِ منع کی صورت میں سند محقق نہیں ہوسکتی جیسے حیوان کہ اس کے تحقق کی صورت میں انسان کا تحقق ہوسکتا ہے لیکن حیوان کے انتفاء سے انسان کا تحقق نہیں ہوسکتا۔

سند اُخص کی مثال:

مدعی نے دلیل میں کہا ھذا انسان سائل نے اس مقدمہ پر منع مع السند وارد کرتے ہوئے کہا: لا نسلم انه انسان لم لا یجوز ان یکون فرسًا۔ مثال مذکور میں ان یکون فرسا چوں کہ مقدمہ ممنوعہ کی نقیض ہے اس لیے اس کے تحقق اور انتفاء سے منع محقق ہوسکتی ہے یعنی ثبوتِ فرسیت عدمِ انسان پر بھی ثابت ہوسکتی ہے اور نفیِ فرسیت کی بعض صورتوں میں بھی (مثلاً وہ فرس نہ ہو بلکہ حیوان ہو) عدمِ انسانیت ثابت ہوسکتی ہے۔

وَمَعَ الْعَكْسِ أَعَمُّ مُطْلَقًا اَوْ مِنْ وَجْهٍ اَمَّا الْاَوَّلُ فَمِثْلُ اَنْ يَّقُوْلَ الْمُعَلِّلُ فِيْ دَلِيْلِهٖ هٰذَا اِنْسَانٌ فَقِيْلَ لَا نُسَلِّمُ ذٰلِكَ لِمَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ غَيْرَ ضَاحِكٍ بِالْفِعْلِ أَعَمُّ مِنْ عَدَمِ كَوْنِهٖ اِنْسَانًا لِاَنَّهٗ كُلَّمَا يُوْجَدُ عَدَمُ الْاِنْسَانِيَّةِ يُوْجَدُ عَدَمُ الضِّحْكِ بِالْفِعْلِ مِنْ غَيْرِ عَكْسٍ كُلِّيٍّ وَ أَمَّا الثَّانِيْ فَكَمَا اِذَا قَالَ الْمُعَلِّلُ فِيْ دَلِيْلِهٖ هٰذَا اِنْسَانٌ وَ يَقُوْلُ السَّائِلُ لَا نُسَلِّمُ ذٰلِكَ لِمَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ أَبْيَضَ فَالسَّنَدُ وَهُوَ كَوْنُهٗ اَبْيَضَ اَعَمُّ مِنْ وَجْهٍ مِنْ عَدَمِ كَوْنِهٖ اِنْسَانًا لِاَنَّهٗ يُوْجَدُ كَوْنُهٗ أَبْيَضَ مَعَ كَوْنِهٖ اِنْسَانًا اَيْضًا كَمَا يُوْجَدُ مَعَ عَدَمِهٖ وَ كَذٰلِكَ عَدَمُ كَوْنِهٖ اِنْسَانًا يُوْجَدُ مَعَ كَوْنِهٖ اَبْيَضَ وَ مَعَ عَدَمِهٖ وَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ أَنَّ اِبْطَالَ السَّنَدِ الْأَعَمِّ مُطْلَقًا يُفِيْدُ اِثْبَاتَ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ فَاِنَّهٗ اِذَا بَطَلَ عَدَمُ كَوْنِهٖ ضَاحِكًا بِالْفِعْلِ ثَبَتَ كَوْنُهٗ اِنْسَانًا۔

ترجمہ: اور عکس یعنی مقدمہ ممنوعہ کے اُخص ہونے کی صورت میں سند عام ہوگی خواہ عام مطلق ہو یا عام من وجہ پہلی کی مثال یہ ہے کہ معلل اپنی دلیل میں کہے ھذا انسان اور کہا جائے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے، اس کا غیر ضاحک بالفعل ہونا کیوں جائز نہیں تو سند اس کا بالفعل عدم

www.besturdubooks.net

ضاحک ہے وہ عام مطلق ہے اس کے انسان نہ ہونے سے۔ اس لیے کہ جب کبھی عدمِ انسانیت پائی جائے گی تو عدمِ ضاحک بالفعل بھی پایا جائے گا بغیر عکسِ کلی کے، اور دوسرے کی مثال یہ ہے کہ جب معلل نے اپنی دلیل میں کہا ھٰذا انسان اور سائل کہے کہ اس کو تسلیم نہیں کرتے یہ کیوں جائز نہیں کہ وہ ابیض ہو، لہٰذا سند یعنی اس کا ابیض ہونا انسان نہ ہونے سے اعم من وجہ ہے اس لیے کہ ابیض ہونا انسان ہونے کے ساتھ پایا جائے گا جیسا کہ ابیض ہونا انسان نہ ہونے کے ساتھ پایا جاتا ہے اور اسی طرح انسان نہ ہونا ابیض ہونے کے ساتھ پایا جاتا ہے اور انسان نہ ہونا ابیض نہ ہونے کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اور تجھ پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ بیشک عام مطلق سند کا باطل کرنا مقدمۂ ممنوعہ کے اثبات کا فائدہ دیتا ہے پس جب اس کا ضاحک بالفعل نہ ہونا باطل ہو جائے گا تو اس کا ضاحک بالفعل ہونا ثابت ہو جائے گا اور اور جب اس کا ضاحک بالفعل ہونا ثابت ہو جائے گا تو اس کا انسان ہونا ثابت ہو جائے گا۔

تشریح: اس عبارت میں سند کی دو قسمیں (۱) اعم مطلق (۲) اعم من وجہ کی تعریفیں مع امثلہ ذکر کی گئی ہیں۔ لیکن اس کی تفصیل سے قبل مصنف کی عبارت مع العکس اُعم کو سمجھیے ماقبل میں مذکور یعنی منع انتفاءِ سند کی صورت میں بھی محقق ہو اور سند انتفاءِ منع کی صورت میں بھی محقق ہو تو یہ سند اُعم ہے۔ بعض صورتوں میں مطلقاً اور بعض میں من وجہ۔

سند اُعم کی تعریف:

منع کے تحقق وانتفاء دونوں صورتوں میں سند محقق ہو لیکن سند کے تحقق کی صورت میں منع کا تحقق ضروری نہ ہو۔

اُعم من وجہ کی تعریف:

سند کے تحقق سے کبھی منع متحقق ہو اور کبھی نہ ہو۔

سند اُعم مطلق کی مثال:

معلل نے دلیل میں کہا ھٰذا انسان سائل نے منع مع السند وارد کرتے ہوئے کہا لا نسلم ذلك لم لا يجوز ان يكون غير ضاحك بالفعل۔ تو اس سند سے مقدمہ ممنوعہ کی نقیض عدم الانسانية چوں کہ اخص ہے اس لیے تحققِ سند کی صورت میں بھی محقق ہو گی جو شیٔ انسان نہیں اس کا بالفعل ضاحک نہ ہونا واضح ہے۔

www.besturdubooks.net

لیکن انتفاءِ سند سے منع کا تحقق (عدم انسانیت) ضروری نہیں کیوں کہ ایسے انسان کا وجود محال نہیں جو نہ ہنس رہا ہو۔

سندِ اعم من وجہ کی مثال:

اعم من وجہ میں تین مادے اور مثالیں ہوتی ہیں دو افتراقی اور ایک اجتماعی مادہ افتراقی نمبر ١: بیاض اور انسان رومی، مادہ افتراقی نمبر ٢ حجر اسود اور عدم انسانیت۔

مادہ اجتماعی: حجر ابیض اور عدم انسانیت چناں چہ ایک صورت میں تحقق سند کی صورت میں منع محقق ہے۔ مثلاً حجرِ ابیض اور عدمِ انسانیت اور ایک صورت میں سند اور منع دونوں منتفی ہیں اور ایک صورت میں سند محقق ہے اور منع منتفی ہے یعنی بیاض اور انسان رومی۔

ولا يخفى عليك: یہاں سے شارح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فائدہ بیان کیا ہے کہ سندِ اعم اگرچہ مقوی منع نہ ہونے کی وجہ سے مانع کے لیے مفید نہیں تاہم معلل کے لیے سند اعم کا ابطال مفید ہے۔ مثلاً مثال مذکور میں معلل اگرچہ "عدم کونہ ضاحکًا" کو ابطالِ سند کے ذریعے باطل کردے تو اس کا مقدمہ هذا انسان ثابت ہوجائے گا۔

وَلَيْسَ أَيِ السَّنَدُ الْأَعَمُّ بِسَنَدٍ فِي الْحَقِيقَةِ لِأَنَّهُ لَا يُقَوِّي الْمَنْعَ فِي الْحَقِيقَةِ وَإِنْ كَانَ يُقَوِّي تَحْقِيقًا لِمَعْنَى الْعُمُوْمِ وَلِعَدَمِ كَوْنِهِ سَنَدًا فِي الْحَقِيقَةِ لَا يُدْفَعُ وَإِلَّا فَرُبَّمَا يَكُوْنُ الْأَعَمُّ لَازِمًا لِلْخَاصِّ فَإِبْطَالُهُ يُفِيدُ لِأَنَّ بُطْلَانَ اللَّازِمِ يَسْتَلْزِمُ بُطْلَانَ الْمَلْزُوْمِ كَمَا عَرَفْتَهُ فِي بَيَانِ حَدِّ السَّنَدِ.

ترجمہ: اور سند اعم درحقیقت سند نہیں ہے اس لیے کہ یہ درحقیقت منع کو تقویت نہیں دیتی اگرچہ عموم کے معنی کو ثابت کرتے ہوئے وہ تقویت دیتی ہے اور درحقیقت سند نہ ہونے کی وجہ سے اس کا جواب نہیں دیا جاتا ورنہ بسا اوقات اعم خاص کو لازم ہوتی ہے تو اس کا ابطال فائدہ دیتا ہے اس لیے کہ لازم کا بطلان ملزوم کے بطلان کو مستلزم ہے جیسا کہ آپ نے اس کو سند کی تعریف میں جان لیا ہے۔

تشریح: سندِ اعم دراصل سند نہیں کیوں کہ یہ مقوی منع نہیں بسا اوقات سند اعم کے تحقق کی صورت میں بھی منع کا تحقق نہیں ہوتا۔ اگرچہ کبھی ہو بھی جاتا ہے لیکن دراصل وہ تحقق سندیت کی

www.besturdubooks.net

وجہ سے نہیں بلکہ معنی عموم کے تحقق کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ولعدم کونہ : جیسا کہ شارح نے سابقاً ذکر کیا ہے کہ معلل کے لیے ایسی سند کا ابطال مفید ہے وہ بھی اس عبارت سے بتعارض محسوس ہو رہا ہے۔ نیز بحث اوّل میں ابطالِ سند کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ سند کا ابطال بعد اثبات التساوی ہوگا۔ اس کے بعد بھی منافی ہے۔ چناں چہ شارح فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ معلل ایسی سند باطل کرتا ہے اور اس کا ابطال مفید بھی ہوتا ہے لیکن ابطالِ سند کے قاعدہ سے نہیں بلکہ ایک دوسرے قاعدہ سے، یہی اَعم چوں کہ منع کو لازم ہے اور بطلانِ لازم بطلانِ ملزوم کو مستلزم ہوتا ہے۔

وَالسَّنَدُ الْمُسَاوِیُ اَنْ لَّا یَنْفَکَّ اَحَدُهُمَا عَنِ الْاٰخَرِ فِیْ صُوْرَتَیِ التَّحَقُّقِ وَالْاِنْتِفَاءِ یَعْنِیْ کُلَّمَا یُوْجَدُ وَ یَنْعَدِمُ اَلسَّنَدُ یُوْجَدُ وَ یَنْعَدِمُ اِنْتِفَاءُ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ وَکُلَّمَا یُوْجَدُ وَ یَنْعَدِمُ الْاِنْتِفَاءُ یُوْجَدُ وَ یَنْعَدِمُ السَّنَدُ مَثَلًا اَنْ یَّجْعَلَ الْمُعَلِّلُ قَوْلَهٗ هٰذَا اِنْسَانٌ مُقَدِّمَةً لِدَلِیْلِهٖ فَیَقُوْلُ الْمَانِعُ لَا نُسَلِّمُ ذٰلِكَ لِمَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ لَا اِنْسَانًا فَکُلَّمَا تَحَقَّقَ عَدَمُ کَوْنِهٖ اِنْسَانًا تَحَقَّقَ کَوْنُهٗ لَا اِنْسَانًا وَ کُلَّمَا اِنْعَدَمَ اِنْعَدَمَ وَ کُلَّمَا تَحَقَّقَ کَوْنُهٗ لَا اِنْسَانًا تَحَقَّقَ عَدَمُ کَوْنِهٖ اِنْسَانًا وَمَتٰی اِنْعَدَمَ اِنْعَدَمَ.

ترجمہ: اور سندِ مساوی وہ ہوتی ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں دونوں صورتوں یعنی تحقق اور انتفاء میں لہٰذا جب سند پائی جائے تو مقدمہ ممنوعہ کی نقیض بھی پائی جائے اور جب سند نہ پائی جائے تو مقدمہ ممنوعہ کی نقیض بھی نہ پائی جائے تو سند بھی نہ پائی جائے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ معلل اپنے قول هذا انسان کو اپنی دلیل کا مقدمہ بنائے تو سائل کہے کہ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے یہ کیوں جائز نہیں کہ وہ لا انسان ہو پس جب عدم انسان ہونا ثابت ہوگا جو کہ منع ہے تو اس کا لا انسان ہونا ثابت ہوگا اور جب اس کا عدم انسان ہونا ثابت نہ ہوگا جو کہ منع ہے تو اس کا لا انسان ہونا بھی معدوم ہوگا اور جب اس کا لا انسان ہونا ثابت ہوگا تو اس کا عدم انسان ہونا بھی ثابت ہوگا اور جب معدوم ہو تو معدوم ہوگا۔

تشریح: تعریف سند مساوی: سند اور منع تحقق اور انتفاء دونوں میں ایک دوسرے سے علیحدہ

www.besturdubooks.net

ہو سکتے ہیں۔ یعنی سند محقق ہو تو منع بھی محقق ہو منع محقق ہو تو سند بھی محقق ہو سند منتفی ہو تو منع بھی منتفی ہو منع منتفی ہو تو سند بھی منتفی ہو مثال کتاب میں واضح مذکور ہے۔

وَفِي بَيَانِ الْمُصَنِّفِ قُدِّسَ سِرُّهُ الْأَقْسَامَ الثَّلَاثَةَ حُسْنٌ حَيْثُ ذَكَرَ الْأَوَّلَ وَالثَّالِثَ بِصُوْرَةِ الْحَمْلِ صَرِيْحًا وَالثَّانِيَ ضِمْنًا لِأَنَّهُمَا سَنَدَانِ فِي الْحَقِيْقَةِ وَ مُقَوِّيَانِ لِلْمَنْعِ عَلَى التَّحْقِيْقِ بِخِلَافِ الثَّانِيْ حَيْثُ تَقْوِيَتُهُ لِتَحَقُّقِ مَعْنَى الْعُمُوْمِ فَحَسْبُ.

ترجمہ: اور مصنف کے تین اقسام کو بیان کرنے میں خوبی ہے کیوں کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی اور تیسری قسم کو حمل کی صورت میں ذکر کیا ہے صراحتاً اور دوسری قسم کو ضمناً ذکر کیا ہے کیوں کہ وہ دونوں درحقیقت سندیں ہیں اور دونوں علی التحقیق منع کو تقویت دینے والی ہیں۔ بخلاف دوسری قسم کے کیوں کہ اس کی تقویت صرف عموم کے معنی کے تحقق کی وجہ سے ہے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے متن کے لطائف بیان کیے ہیں چناں چہ فرمایا کہ سند اخص اور مساوی چوں کہ مفید ہیں اس لیے مصنف نے ان کی تعریفیں بیان کیں اور معرف کا معرف پر صریحاً حمل کیا مثلاً السند المساوی معرف کو موضوع بنایا اور ان لا ینفك معرف کو اس پر محمول کیا اور اعم کو اخص کے ضمن میں مع العکس کے لفظ سے ذکر کیا یعنی اخص کے عوارض کے طور پر اعم مصنف کی عبارت میں مذکور ہے۔ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ سندِ اخص اور مساوی ہی دراصل سند ہیں یعنی منع کو تحقیقاً مقوی کرنے والی ہیں اور ذاتی طور پر مفید ہیں اس لیے مصنف نے انہیں موضوعی طور پر ذکر کیا ہے جب کہ سندِ عموم کے تحقق کی وجہ عرضاً مقوی منع ہے اس لیے اسے معروضی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

www.besturdubooks.net

البحث السادس

نقض اور دفع شاھد کے ضوابط

www.besturdubooks.net

اَلْبَحْثُ السَّادِسُ

لَا يُسْمَعُ النَّقْضُ مِنْ غَيْرِ شَاهِدٍ يَدُلُّ عَلَى فَسَادِ دَلِيْلِ الْمُعَلِّلِ قَالَ فِيْمَا نُقِلَ عَنْهُ قِيْلَ فِيْهِ نَظَرٌ لِأَنَّ فَسَادَ الدَّلِيْلِ قَدْ يَكُوْنُ بَدِيْهِيًّا فَلَا يَحْتَاجُ إِلَى شَاهِدٍ وَ جَعْلُهُ دَاخِلًا فِي الشَّاهِدِ يُخِلُّ بِحَصْرِهٖ فِي التَّخَلُّفِ وَلُزُوْمِ الْمُحَالِ وَ يَلْزَمُ مِنْهُ إِبْطَالُ أَنْ يَكُوْنَ الْمَنْعُ الْمُتَوَجِّهُ بَدَاهَةً مَنْعًا مُجَرَّدًا وَ الْأَمْرُ بِخِلَافِهٖ، تَمَّ كَلَامُهٗ وَلَعَلَّهٗ أَشَارَ بِقَوْلِهٖ قِيْلَ إِلَى ضُعْفِهٖ لِأَنَّ كَلَامَنَا فِي الدَّلِيْلِ الْمَسْمُوْعِ مِنْ حَيْثُ الظَّاهِرِ وَالدَّلِيْلُ الْفَاسِدُ بَدَاهَةً غَيْرُ مَسْمُوْعٍ عَلَى أَنَّهٗ يُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ كُلَّمَا كَانَ فَسَادُهٗ بَدِيْهِيًّا تَعَيَّنَ الْمُقَدِّمَةُ الْفَاسِدَةُ فَيَنْدَرِجُ فِي الْمَنْعِ الْمُجَرَّدِ دُوْنَ النَّقْضِ.

ترجمہ: جو معلل کی دلیل کے فساد پر دلالت کرے ایسے شاہد کے بغیر نقض قابلِ سماعت نہیں ہے مصنف نے فرمایا کہ بعض حضرات نے اس نظریہ پر اعتراض کیا ہے۔ اس لیے کہ دلیل کا فساد کبھی بدیہی ہوتا ہے تو وہ شاہد کا محتاج نہ ہوگا اس کو شاہد میں داخل قرار دینے کی صورت میں شاہد کا تخلف اور لزومِ محال میں منحصر ماننے میں خلل واقع ہوگا۔ تو ایسی منع جو بداہت کی طرف متوجہ ہو اس کے منع مجرد ہونے کا ابطال لازم آتا ہے۔ حالاں کہ معاملہ اس کے برخلاف ہے، اس کا کلام مکمل ہوا۔

شاید کہ ماتن نے اپنے قول "قیل" کہہ کر اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے اس لئے کہ ہماری بحث ایسی دلیل کے بارے میں ہے جو بظاہر قابلِ سماعت ہو اور ایسی دلیل جو بداہۃ فاسد ہو وہ قابل سماعت ہی نہیں ہے۔ اس دلیل کے علاوہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب کبھی اس کا فساد بدیہی ہو تو مقدمہ فاسدہ متعین ہوگا۔ تو وہ منع مجرد میں درج کیا جائے گا نقض میں نہیں۔

تشریح: اس بحث میں نقض اجمالی اور (نقض اجمالی کے مؤید یعنی) شاہد کے متعلق قواعد بیان کئے گئے ہیں۔

www.besturdubooks.net

چناں چہ پہلا قاعدہ یہ بیان فرمایا کہ نقض بغیر شاہد کے قابل سماعت نہیں۔ والتفصیل یجیئ شارح نے بحوالہ منہیہ اس اصول پر ہونے والے ایک اعتراض کو نقل کیا ہے۔

اعتراض: کبھی فساد دلیل بدیہی ہونے کی وجہ سے محتاج الی الشاہد نہیں ہوتا جب یہ صورت ممکن ہے تو علی الاطلاق قاعدہ بنانا کہ نقض بغیر شاہد کے مسموع نہیں صحیح نہیں بلکہ قاعدہ تفصیلاً بیان کرنا چاہیے کہ فسادِ دلیل بدیہی نہ ہو تو نقض بغیر شاہد کے مسموع نہیں۔ معترض کے اس اعتراض کا ایک جواب دیا گیا ہے جعلہ داخلا کی عبارت سے معترض کی جانب سے اس کا جواب الجواب نقل کیا گیا ہے۔

جواب: فساد دلیل کے بدیہی ہونے کی صورت میں بداہت ہی نقض کا شاہد ہوگی چناں چہ یہ صورت جب شاہد سے خالی نہیں تو اصول علی الاطلاق صحیح ہے معترض نے اس جواب کے دو جواب دیئے ہیں۔

جواب نمبر ۱: اس صورت میں شاہد کی تین قسمیں ہوجائیں گی: (۱) "بداہت" (۲) "لزومِ تخلف" (۳) "لزومِ محال"۔ جب کہ اہل فن شاہد کو آخری دو قسموں میں منحصر کرتے ہیں لہٰذا یہ جواب اہلِ فن کی تصریحات کے خلاف ہے۔

جواب نمبر ۲: اگر مجیب کی بات مان لی جائے کہ بداہت بھی شاہد بن سکتی ہے تو پھر بداہت منع کے لیے بھی شاہد یعنی سند بن سکے گی کیوں کہ تخصیص کی کوئی وجہ نہیں کہ نقض کے لیے ہی شاہد بنے لیکن جب بداہت کو سند للمنع مان لینے کی صورت میں منع کی بھی ایک ہی قسم منع مع السند ہوگی جب کہ اہل فن کی تصریحات کے مطابق منع کی ایک دوسری قسم منع مجرد بھی ہے۔

لیکن مصنف کی نظر میں اصل اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا اس لئے انہوں نے جواب دینے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی بلکہ قیل کے ذریعے تضعیف کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

وضاحت ضعف از شارح:

مصنف نے جس ضعف کی طرف اشارہ کیا تھا شارح نے اس کی دو تقریریں کی ہیں۔

(۱) ہم نے جس دلیل کے نقض کا اصول بیان کیا ہے یہ وہ دلیل ہے جو بحسبِ ظاہر مسموع ہو چناں چہ بدیہی الفساد دلیل خارج عن المبحث ہے۔

(۲) بدیہی الفساد دلیل کا مقدمہ فاسدہ متعین ہوتا ہے لہٰذا سائل کو ایسی دلیل پر کلام کرنے سے

www.besturdubooks.net

لیے نقض کی ضرورت ہی نہیں بلکہ منع مجرد کے ذریعے ایسی دلیل پر گفتگو کی جا سکتی ہے۔

بِخِلَافِ الْمُنَاقَضَةِ فَإِنَّهَا تُسْمَعُ مِنْ غَيْرِ شَاهِدٍ وَلَا بُدَّ هٰهُنَا مِنْ بَيَانِ الْفَرْقِ بَيْنَهُمَا (وَالْفَرْقُ ثَابِتٌ) وَهُوَ اَنَّ السَّائِلَ إِذَا مَنَعَ مُقَدِّمَةً مُعَيَّنَةً يَعْلَمُ الْمُعَلِّلُ اَنَّ دَخْلَهُ فِيْ أَيَّةِ مُقَدِّمَةٍ فَيَشْتَغِلُ بِدَفْعِهِ وَ اَمَّا إِذَا مَنَعَ مَجْمُوْعَ الدَّلِيْلِ بِدُوْنِ تَعَيُّنِ مُقَدِّمَةٍ مِنْ مُقَدِّمَاتِهِ لَمْ يُعْلَمْ ذٰلِكَ فَيَتَحَيَّرُ فَمَا لَمْ يَتَكَلَّمْ بِمَا يَدُلُّ عَلٰى فَسَادِهِ لَمْ يُسْمَعْ فَالظَّاهِرُ أَنَّ غَرْضَهُ تَحَيُّرُ الْمُعَلِّلِ وَفِي الْحَاشِيَةِ وَ قِيْلَ الْفَرْقُ أَنَّ مَنْعَ الْمُقَدَّمَةِ عِبَارَةٌ عَنْ طَلَبِ الدَّلِيْلِ فَلَا يَحْتَاجُ إِلٰى شَاهِدٍ حَاصِلُهُ أَنَّ هٰذِهِ الْمُقَدَّمَةَ نَظَرِيَّةٌ عِنْدِيْ وَ أَطْلُبُ بَيَانَهَا وَهٰذَا مِمَّا لَا يَحْتَاجُ إِلٰى شَاهِدٍ وَ أَمَّا مَنْعُ الدَّلِيْلِ فَعِبَارَةٌ عَنْ نَفْيِهِ وَهُوَ مُجَرَّدُ دَعْوٰى فَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ دَلِيْلٍ وَفِيْهِ أَنَّهُ لِمَ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ طَلَبَ صِحَّةِ الدَّلِيْلِ وَ بَيَانَهُ كَالْمَنْعِ تَمَّ كَلَامُهُ وَ يُمْكِنُ أَنْ يُّقَالَ إِذَا كَانَ مَقْصُوْدُ السَّائِلِ مِنَ الْكَلَامِ عَلَى الدَّلِيْلِ طَلَبُ صِحَّةِ الدَّلِيْلِ وَ بَيَانُهُ لَمْ يَكُنْ كِلْتَا مُقَدِّمَتَيْهِ مَعْلُوْمَتَيْنِ لَهُ فَيَكُوْنُ مَنْعَيْنِ وَلَا يَكُوْنُ نَقْضًا فَيَلْزَمُ حَصْرُ وَظِيْفَةِ السَّائِلِ فِي الْمَنْعِ وَالْمُعَارَضَةِ.

ترجمہ: بخلاف مناقضہ کے کیوں کہ وہ بغیر شاہد کے بھی قابل سماعت ہے اور یہاں پر ان دونوں کے درمیان فرق بیان کرنا ضروری ہے۔ اور فرق ثابت ہے وہ یہ کہ جب سائل مناقضہ کی صورت میں مقدمہ معینہ پر منع وارد کرتا ہے تو معلل کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا اعتراض کس مقدمہ پر ہے۔ تو وہ اس کا جواب دینے میں مشغول ہوگا۔ اور جب اس دلیل کے مقدمات میں سے کسی مقدمہ کی تعیین کئے بغیر پوری دلیل پر منع وارد کرے تو وہ اس بات کو نہیں جان سکے گا اور وہ حیران ہوگا لہٰذا جب تک اس چیز کو بیان نہ کرے جو اس کی دلیل کے فساد پر دلالت کرتی ہے اس وقت تک اس کا یہ نقض قابل سماعت نہ ہوگا۔ تو ظاہر یہی ہوتا ہے کہ اس کا مقصد معلل کو حیران کرنا ہے اور حاشیہ میں ہے کہ کہا گیا ہے کہ فرق یہ ہے کہ منع المقدمہ سے مراد دلیل طلب کرنا ہے تو شاہد کی جانب محتاج نہیں ہوگا اس کا حاصل یہ کہ یہ مقدمہ میرے نزدیک نظری ہے،

www.besturdubooks.net

اور اس کے بیان کا مطالبہ کرتا ہوں اور یہ ان چیزوں میں سے ہے جن میں شاہد کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دلیل پر منع وارد کرنے سے مراد اس کی نفی کرنا ہے اور وہ دعویٰ ہے تو اس کے لئے کوئی نہ کوئی دلیل ضروری ہے اور اس میں یہ بات ہے کہ یہ کیوں جائز نہیں ہے کہ نقض وارد کرنے سے مقصود دلیل کی صحت طلب کرنا اور اس کی وضاحت طلب کرنا ہو جیسا کہ منع میں ہوتا ہے اس کا کلام مکمل ہو گیا۔ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ جب سائل کا مقصود دلیل پر نقض وارد کرنے سے دلیل کی صحت طلب کرنا اور اس کا بیان کرنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سائل کو اس دلیل کے دونوں مقدمے معلوم نہیں ہیں اس صورت میں تو وہ دو منع ہوں گی نقض نہیں ہوگا تو لازم آتا ہے کہ سائل کی ذمہ داری صرف دو چیزوں منع اور معارضہ میں منحصر ہے۔

تشریح: نقض تو بغیر شاہد کے مسموع نہیں لیکن مناقضہ (منع) بغیر سند کے قابل توجہ ہے۔ وجہ فرق کی ایک تقریر شارح نے کی ہے اور ایک تقریر شارح نے بحوالہ منہیہ نقل کی ہے جسے مصنف نے مخدوش قرار دیا ہے (وجہ فرق از شارح) منع چوں کہ مقدمۂ معینہ پر وارد ہوتا ہے اس لئے معلل کو دلیل کا اصلاح طلب پہلو معلوم ہو جائے گا اور وہ دلیل کی اصلاح کر سکے گا مگر جب نقض کے ذریعہ لا علی التعیین پوری دلیل ہی کا بطلان کر دیا گیا تو معلل اصلاح طلب پہلو معلوم نہ ہونے کی وجہ سے متحیر ہو جائے گا اس لئے سائل کی منصبی ذمہ داری کا تقاضا یہ ہے کہ بذریعہ شاہد فسادِ دلیل کی جہت معین کرے۔

(وجہ فرق بحوالہ منہیہ) منع طلب دلیل کا نام ہے اور طلب دلیل محتاج الی الشاہد نہیں یعنی منع کا حاصل یہ ہے کہ یہ مقدمہ میرے ہاں نظری ہے اور میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں اور طلب وضاحت محتاج الی الشاہد نہیں اور منع نفیِ دلیل کا نام ہے جو دراصل دعویٰ ہے اور دعویٰ کا محتاج الی الدلیل ہونا واضح ہے لیکن اس میں تاویل کی گنجائش ہے کہ منع طلب دلیل تو نقضِ طلبِ صحتِ دلیل ہے لہٰذا منع کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے نقض محتاج الی الشاہد نہیں رہے گا اس لئے یہ وجہ فرق کمزور ہے لیکن شارح نے نقض کی اس تاویل پر اعتراض کیا ہے کہ نقض اگر طلبِ صحتِ دلیل کا نام ہے تو اس کا نتیجہ صرف یہی نہیں ہوگا کہ نقض محتاج الی الشاھد نہیں بلکہ نقض اور معارضہ متحد ہو جائیں گے کیوں کہ دونوں کی بنیاد طلب پر ہے۔ اور سائل کا وظیفہ منع اور معارضہ میں منحصر ہو جائے گا مگر اہل فن نے تصریحاً سائل کا وظیفہ نقض بھی بتایا ہے۔

www.besturdubooks.net

وَاِجْرَاءُ الدَّلِيْلِ فِيْ غَيْرِهٖ اَيْ غَيْرِ مَدْلُوْلِهٖ قَدْ لَا يَكُوْنُ بِعَيْنِهٖ وَالْمُرَادُ بِكَوْنِهٖ بِعَيْنِهٖ اَنْ يُوْجَدَ الدَّلِيْلُ فِيْ صُوْرَةٍ اُخْرٰى مَعَ اَنَّهٗ لَا يَخْتَلِفُ اِلَّا بِاِعْتِبَارِ مَوْضُوْعِ الْمَطْلُوْبِ فَاِذَا اخْتَلَفَ الدَّلِيْلُ بِحَسْبِ الْحَدِّ الْاَوْسَطِ بِاَنْ يَّجْعَلَ السَّائِلُ مُرَادِفَهٗ اَوْ مُلَازِمَهٗ مَقَامَهٗ لَمْ يَكُنْ اِجْرَائُهٗ بِعَيْنِهٖ.

ترجمہ: اور دلیل کا غیر مدلول میں جاری کرنا کبھی بعینہٖ نہیں ہوتا اور اس کے بعینہٖ ہونے سے مراد یہ ہے کہ دلیل دوسری صورت میں پائی جائے باوجودیکہ وہ مختلف نہ ہو مگر موضوع مطلوب کے اعتبار سے، پس جب دلیل حدِ اوسط کے لحاظ سے مختلف ہو جائے بایں طور کہ سائل اس کے مرادف یا اس کے لازم کو اس کے قائم مقام رکھے تو یہ اجراء دلیل بعینہٖ نہ ہوگا۔

تشریح: شاہد کی دو صورتوں میں ایک تخلف ہے جس کا مطلب ہے کہ دلیل ہے مگر مدلول نہیں۔ اس امر کو واضح کرنا جریان دلیل کہلاتا ہے اور جریان دلیل کی دو قسمیں ہیں: (۱) جریان دلیل بعینہٖ جو دلیل معلل سے حد اصغر میں مختلف ہو۔ (۲) جریان الدلیل لا بعینہٖ جو دلیل معلل سے حد اوسط میں مختلف ہو۔

وَقَدْ يَحْتَاجُ الشَّاهِدُ فِي الدَّلَالَةِ عَلٰى فَسَادِ الدَّلِيْلِ اِلٰى دَلِيْلٍ اِذَا كَانَ نَظَرِيًّا غَيْرَ مَعْلُوْمٍ لِلْمُعَلِّلِ فَيَطْلُبُ عَلَيْهِ اَوْ تَنْبِيْهٍ اِنْ كَانَ بَدِيْهِيًّا غَيْرَ اَوَّلِيٍّ.

ترجمہ: اور کبھی شاہد فساد دلیل پر دلالت کرنے میں دلیل کا محتاج ہوتا ہے وہ شاہد نظری ہو اور معلل کو علم نہ ہو تو وہ اس شاہد پر دلیل طلب کرے گا، یا تنبیہ کا محتاج ہوگا اگر وہ شاہد بدیہی غیر اولی ہو۔

تشریح: شاہد جو فسادِ دلیل کے لیے ذکر کیا جاتا ہے کبھی یہ بھی محتاج الی الدلیل او الی التنبیہ ہوتا ہے جب کہ نظری یا بدیہی خفی ہو۔

وَقَدْ يُسَمَّى الْقَدْحُ فِيْ طَرْدِ التَّعْرِيْفِ وَعَكْسِهٖ نَقْضًا وَذٰلِكَ لِاَنَّ مَعْنَى الطَّرْدِ هُوَ التَّلَازُمُ فِي الثُّبُوْتِ بِمَعْنٰى كُلُّ مَا صَدَقَ عَلَيْهِ الْحَدُّ صَدَقَ عَلَيْهِ الْمَحْدُوْدُ وَ مَعْنَى الْعَكْسِ التَّلَازُمُ فِي الْاِنْتِفَاءِ بِمَعْنٰى اَنَّ كُلَّ مَا لَمْ يَصْدُقْ عَلَيْهِ الْحَدُّ لَمْ

www.besturdubooks.net

يَصْدُقُ عَلَيْهِ الْمَحْدُوْدُ فَإِذَا لَمْ يَكُنِ التَّعْرِيْفُ مَانِعًا فَقَدِ انْتَقَضَتِ الْكُلِّيَّةُ الْأُوْلٰى وَإِذَا لَمْ يَكُنْ جَامِعًا انْتَقَضَتِ الثَّانِيَةُ فَلَهُ مُشَابَهَةٌ بِالنَّقْضِ الْإِجْمَالِيِّ حَيْثُ يُقَالُ هٰذَا التَّعْرِيْفُ لَيْسَ بِصَحِيْحٍ لِاسْتِلْزَامِهِ دُخُوْلَ فَرْدٍ مِّنْ أَفْرَادِ غَيْرِ الْمَحْدُوْدِ فِيْهِ أَوْ خُرُوْجَ فَرْدٍ مِّنْ أَفْرَادِهِ عَنْهُ فَيُطْلَقُ عَلَيْهِ لَفْظُ النَّقْضِ بِطَرِيْقِ الْإِسْتِعَارَةِ الْمُصَرَّحَةِ.

ترجمہ: اور کبھی تعریف کے جامع مانع ہونے کے بارے میں اعتراض کیا جاتا ہے اس کو بھی نقض کہہ دیا جاتا ہے اور یہ اس لئے کہ طرد کے معنیٰ ہیں تلازم فی الثبوت کے اور تلازم فی الثبوت کا معنی یہ ہے کہ جس پر حد صادق آئے اس پر محدود بھی صادق آئے۔ اور عکس کا معنی ہے انتفاء میں تلازم اور انتفاء میں تلازم یہ ہے کہ جب اس پر حد صادق نہ آئے تو محدود بھی صادق نہ آئے۔ پس جب تعریف مانع نہ ہوگی تو پہلا کلیہ ٹوٹ جائے گا اور اگر تعریف جامع نہ ہوگی تو دوسرا کلیہ ٹوٹ جائے گا کیوں کہ اس طرد و عکس کی نقضِ اجمالی کے ساتھ مشابہت ہے۔ کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ یہ تعریف صحیح نہیں ہے اس لئے کہ یہ تعریف غیر محدود کے افراد میں سے کسی فرد کے اس حد میں داخل ہونے کو مستلزم ہے۔ یا تعریف محدود کے افراد میں سے کسی فرد کے خارج ہونے کو مستلزم ہے تو اس پر نقض کا اطلاق کیا جاتا ہے استعارہ مصرحہ کے طور پر۔

تشریح: تعریفات پر طرد و عکس کے اعتبار سے ہونے والے اعتراضات بھی نقض ہی ہیں۔ نقض کا تعلق چوں کہ دلیل سے ہے اس لیے یہاں دو باتیں سمجھنے کی ہیں: (۱) طرد و عکس کا دلیل ہونا (تاکہ ان پر ہونے والے اعتراض کو نقض کہا جاسکے)۔ (۲) اعتراضِ مذکور کا نقض ہونا۔

چناں چہ امرِ اوّل کی تفصیل یہ ہے کہ طرد دراصل تلازم فی الثبوت اور عکس تلازم فی الانتفاء کا نام ہے یعنی طرد کا معنی "كل ما صدق عليه الحد صدق عليه المحدود" اور عکس کا معنی "كلما لم يصدق عليه الحد لم يصدق عليه المحدود" ہے۔ اور تلازم فی الثبوت تلازم فی الانتفاء کا دلیل ہونا واضح ہے کیوں کہ ملازمہ قیاسِ اقترانی میں ہوتا ہے۔

امرِ ثانی کی تفصیل یہ ہے کہ طرد میں اعتراض دراصل تلازم فی الثبوت کی نفی ہے اور عکس میں اعتراض تلازم فی الانتفاء کی نفی ہے اور بعض نقض ابطالِ دلیل بھی ہے۔ نیز طرد میں جو

www.besturdubooks.net

اعتراض ہوتا ہے اس میں کہا جاتا ہے کہ یہ تعریف بعض غیر معرّف کے دخول کو مستلزم ہے اور عکس میں جو اعتراض ہوتا ہے اس میں بعض معرّفات کے خروج کا لزوم بتایا جاتا ہے اور استلزام کی صورت بھی نقض میں ہوتی ہے اس مشابہت کی وجہ سے بھی مذکورہ اعتراضات کو نقض کہہ دیا جاتا ہے۔

وَ دَفْعُ الشَّاهِدِ قَدْ يَكُوْنُ بِمَنْعِ جِرْيَانِ الدَّلِيْلِ فِيْ صُوْرَةٍ اِدَّعَى السَّائِلُ جِرْيَانَهٗ فِيْهَا أَوْ بِمَنْعِ التَّخَلُّفِ أَيْ تَخَلُّفِ الْحُكْمِ عَنِ الدَّلِيْلِ أَوْ يَكُوْنُ بِإِظْهَارِ أَنَّ التَّخَلُّفَ فِيْ تِلْكَ الصُّوْرَةِ لِمَانِعٍ أَوْ بِمَنْعِ اسْتِلْزَامِهٖ لِلْمَحَالِ بِأَنْ يُّقَالَ لَا يَلْزَمُ الْمَحَالُ أَوْ بِمَنْعِ الْاِسْتِحَالَةِ بِأَنْ يُّقَالَ مَا يَلْزَمُ لَيْسَ بِمَحَالٍ لَا يُقَالُ الْمُنَاسِبُ أَنْ يُّؤَخَّرَ الْاِظْهَارُ عَنِ الْمَنُوْعِ لِئَلَّا يَلْزَمَ الْفَصْلُ بَيْنَهُمَا لِأَنَّا نَقُوْلُ لَمَّا كَانَ الْاِظْهَارُ كَلَامًا عَلَى التَّخَلُّفِ وَصَلَهٗ بِمَنْعِ التَّخَلُّفِ.

ترجمہ: اور شاہد کو دور کرنا کبھی منع جریان الدلیل کے ساتھ ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہوگا جب کہ سائل نے اس دلیل کا اس میں پائے جانے کا دعویٰ کیا ہو یا تخلف کو دور کرنے کے ساتھ ہوگا۔ یا شاہد کا دور کرنا ہوگا اس بات کو ظاہر کرنے کے ساتھ کہ اس صورت میں تخلف کسی مانع کی وجہ سے ہے۔ یا استلزام محال کو رد کرنے کے ساتھ بایں طور کہ کہا جائے گا کہ محال لازم نہیں آتا یا استحالہ کو رد کرنے کے ساتھ بایں طور کہ کہا جائے گا کہ جو لازم آتا ہے وہ محال نہیں ہے۔ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ مناسب یہ ہے کہ اظہار کی صورت کو منوع سے مؤخر رکھا جاتا کہ ان دونوں کے درمیان فصل لازم نہ آئے کیوں کہ ہم کہتے ہیں کہ اظہار چوں کہ کلام ہے تخلف پر تو اس کو منع تخلف کے ساتھ ذکر کر دیا۔

تشریح: اس عبارت میں دفع شاہد کے پانچ طریقے بیان کیے گئے ہیں ان میں تین کا تعلق تخلف سے اور دو کا لزوم محال سے ہے۔ دفع شاہد کے دو طریقے جو تخلف سے متعلق ہیں:
(۱) منع جریانِ دلیل یعنی سائل مدلول کے پائے جانے کا دعویٰ کرے اس کے جواب میں کہا جائے صورت مسئولہ میں دلیل پائی ہی نہیں جاتی۔ (۲) منع تخلف یعنی مدلول بھی موجود ہے اگر دلیل موجود ہے تو (۳) اظہار مانع یعنی ایک مانع کی وجہ سے مدلول کا تحقق نہیں ورنہ فی نفسہ

www.besturdubooks.net

مدلول موجود ہے اور مانع کو بھی ظاہر کر دیا جائے۔ (۴) منع استلزامِ محال یعنی سائل نے جس محال کو لزوم بتایا ہے اس کا تحقق ہی نہیں۔ (۵) منع استحالہ یعنی جس ملزوم کی بابت سائل نے استحالہ کا دعویٰ کیا ہے وہ درحقیقت محال نہیں۔

اعتراض: مصنف کی عبارت کی وضع پر بظاہر ایک اعتراض ہوتا ہے کہ عبارت میں دفعِ شاہد کے جتنے طرق بنائے گئے ہیں وہ سب اظہار مانع کے علاوہ منع ہیں۔ اس لئے مناسب یہ تھا کہ اظہار کی صورت کو مؤخر کر دیا جاتا تاکہ منع کی سب صورتیں ایک ساتھ مذکور ہو جائیں۔

جواب: پہلے تین طریقے بشمولِ اظہار تخلف سے متعلق ہیں اور دوسرے دو لزومِ محال سے متعلق ہیں۔ چناں چہ مصنف کی عبارت کی وضع کا فائدہ یہ ہوا کہ دفعِ تخلف کے طرق دفعِ لزوم کے طرق سے ممتاز ہو گئے ہیں۔ بصورتِ دیگر اختلاط کا اندیشہ تھا۔ اور یہ فائدہ معنوی ہے اور معترض نے جو فائدہ بیان کیا ہے وہ لفظی ہے اور محققین معنوی فوائد کو لفظی فوائد پر ترجیح دیتے ہیں۔

مِثَالُ الْاَوَّلِ اَنَّا نَقُوْلُ اِنَّ الْخَارِجَ مِنْ غَيْرِ السَّبِيْلَيْنِ حَدَثٌ لِاَنَّهٗ نَجَسٌ خَارِجٌ مِنْ بَدَنِ الْاِنْسَانِ كَالْبَوْلِ فَيُوْرَدُ مِنْ قِبَلِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ النَّقْضُ بِخَارِجٍ مِنْ غَيْرِ السَّبِيْلَيْنِ لَمْ يَسِلْ حَيْثُ يَصْدُقُ عَلَيْهِ اَنَّهٗ نَجَسٌ خَارِجٌ مِنْ بَدَنِ الْاِنْسَانِ كَالْبَوْلِ وَلَمْ يُوْجَدِ الْحُكْمُ وَهُوَ كَوْنُهٗ حَدَثًا فَنَدْفَعُهٗ بِمَنْعِ جِرْيَانِ الدَّلِيْلِ بِاَنْ نَقُوْلَ لَا نُسَلِّمُ اَنَّهٗ نَجَسٌ خَارِجٌ بَلْ هُوَ بَادٍ لِاَنَّ تَحْتَ كُلِّ جِلْدٍ رَطُوْبَةٌ فَاِذَا فَارَقَهَا الْجِلْدُ بَدَتْ.

ترجمہ: پہلے کی مثال یہ ہے کہ بیشک ہم کہتے ہیں کہ "خارج من غیر السبیلین" حدث ہے کیوں کہ وہ نجاست ہے جو انسانی بدن سے نکلی ہے جیسا کہ پیشاب، امام شافعی رحمہ اللہ کی جانب سے نقض وارد ہوتا ہے کہ ایسے خارج میں غیر السبیلین کی صورت میں جو اپنی جگہ سے بہے، کیوں کہ اس پر صادق آتا ہے کہ وہ نجس ہے اور انسانی بدن سے خارج ہے۔ جیسا کہ پیشاب اور حکم نہیں پایا گیا اور وہ اس کا حدث ہونا ہے تو ہم اس کا جواب دیتے ہیں منع جریان الدلیل کے ساتھ۔ بایں طور کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ وہ نجس خارج ہے، بلکہ وہ ظاہر ہونے والا ہے اس لئے کہ ہر جلد کے نیچے رطوبت ہوتی ہے۔ تو جب جلد اس رطوبت سے دور

www.besturdubooks.net

کردی جاتی ہے تو رطوبت ظاہر ہو جاتی ہے۔

تشریح: اس عبارت میں دفع شاہد کے پہلے طریقے یعنی منع جریانِ دلیل کی مثال مذکور ہے۔

احناف کے نزدیک بدن سے خارج ہونے والی ہر نجس شئے ناقضِ وضو ہے اس پر احناف نے دلیل دی "لانه نجس خارج من بدن الانسان كالبول"۔ اس دلیل پر شافعیہ نے نقض کرتے ہوئے شاہد پیش کیا کہ بدن سے خون نکلے مگر بہے نہیں (اس صورت میں چوں کہ وضو نہیں ٹوٹتا) تو دلیل (خروج النجس من البدن) پائی جارہی ہے مگر مدلول (نقض وضو) موجود نہیں لہٰذا مذکورہ دلیل مدعیٰ (نقض وضو) پر دلالت نہیں کرتی۔ احناف نے دفع الشاہد کرتے ہوئے کہا کہ صورتِ مذکورہ میں دلیل بھی جاری نہیں کیوں کہ یہ "خروج النجس" نہیں بلکہ "بدوّ النجس" ہے۔

وَ مِثَالُ الثَّانِيْ كَمَا إِذَا نَدْفَعُ ذٰلِكَ التَّخَلُّفَ بِأَنْ نَّقُوْلَ اِنَّ ذٰلِكَ الدَّمَ لَيْسَ بِنَجِسٍ لِاَنَّهٗ لَا يَلْزَمُ غَسْلُ ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ فَانْعَدَمَ الْحُكْمُ لِاِنْعِدَامِ الْعِلَّةِ لَا مَعَ وُجُوْدِهَا.

ترجمہ: اور دوسرے کی مثال جیسا کہ ہم اس تخلف کو دور کریں بایں طور کہ ہم کہیں کہ یہ خون نجس نہیں ہے اس لئے کہ لازم نہیں آتا اس جگہ کا دھونا تو حکم کا نہ ہونا علت نہ ہونے کی وجہ سے ہے اس کی علت کی موجودگی میں۔

تشریح: اس عبارت میں "دفع الشاهد" کے دوسرے طریقے "منع التخلف" کی مثال بیان کی گئی ہے لیکن مثال سمجھنے سے قبل یہ سمجھیں کہ منع تخلف کی دو صورتیں ہیں: (۱) ثابت کرنا کہ حکم موجود نہیں ہے تو دلیل بھی موجود نہیں۔ (۲) ثابت کرنا کہ عدمِ حکم کی وجہ وجودِ دلیل نہیں بلکہ عدمِ دلیل ہے۔ "منع التخلف" کی مثال: شاہد مذکور میں کہنا کہ یہ خون نجس ہی نہیں کیوں کہ اس کا دھونا ضروری نہیں لہٰذا عدمِ حکم (نقض وضو) عدمِ دلیل (عدمِ خروجِ نجس) کی وجہ سے ہے۔

وَ مِثَالُ الثَّالِثِ أَنَّهٗ اِذَا اَوْرَدَ عَلٰى ذٰلِكَ التَّعْلِيْلِ اَنَّ مَا يَخْرُجُ مِنْ جَرْحِ صَاحِبِ الْجَرْحِ السَّائِلِ نَجِسٌ خَارِجٌ مِنْ بَدَنِ الْاِنْسَانِ مَعَ اَنَّهٗ لَيْسَ بِحَدَثٍ حَيْثُ لَمْ

www.besturdubooks.net

يَنْتَقِضُ بِهِ الطَّهَارَةُ مَا دَامَ الْوَقْتُ بَاقِيًا نَدْفَعُهُ بِأَنَّا نَقُوْلُ لَيْسَ الْحُكْمُ الْمَطْلُوْبُ مُتَخَلِّفًا عَنِ الدَّلِيْلِ بَلْ هُوَ مَوْجُوْدٌ لٰكِنْ لَمْ يَظْهَرْ فِي الْحَالِ لِوُجُوْدِ مَانِعٍ وَ إِلَّا لَمْ يَتَمَكَّنِ الْمُكَلَّفُ مِنَ الْأَدَاءِ وَلِهٰذَا يَلْزَمُ الطَّهَارَةُ بَعْدَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ بِذٰلِكَ الْحَدَثِ لَا بِخُرُوْجِ الْوَقْتِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِحَدَثٍ بِالْإِجْمَاعِ وَالْحُكْمُ هُوَ كَوْنُهُ حَدَثًا مُوْجِبًا لِلْوُضُوْءِ مُطْلَقًا لَا كَوْنُهُ مُوْجِبًا لَّهُ فِي الْحَالِ مَعَ وُجُوْدِ الْمَانِعِ.

ترجمہ: اور تیسرے کی مثال یہ ہے کہ جب اس تعلیل پر اعتراض وارد ہوا کہ جو زخم والے کے زخم سے نکلتا ہے جو سائل بھی ہے اور نجس بھی اور بدن انسانی سے خارج ہے اس تمام کے باوجود وہ حدث نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کی وجہ سے طہارت نہیں ٹوٹتی جب تک کہ وقت باقی ہو ہم اس کو دور کرتے ہیں بایں طور کہ ہم کہتے ہیں کہ حکم مطلوب دلیل سے متخلف نہیں بلکہ پایا جارہا ہے لیکن وہ فی الحال مانع کے پائے جانے کی وجہ سے ظاہر نہیں ہے۔ ورنہ تو مکلف اس کو ادا کرنے کی طاقت ہی نہ رکھے اور اسی لئے اس حدث کی وجہ سے وقت نکل جانے کے بعد طہارت لازم آتی ہے۔ طہارت وقت کے نکلنے کی وجہ سے نہیں آتی کیوں کہ وقت کا نکلنا بالاجماع حدث نہیں ہے اور حکم یعنی اس کا حدث ہونا مطلقاً وضو کو واجب کرنے والا ہے مانع کے پائے جانے کی صورت میں فی الحال اس کو واجب کرنے والا نہیں ہے۔

تشریح: اس عبارت میں دفع الشاہد کے تیسرے طریقے "اظہار المانع عن وجود المدلول" کی مثال ذکر کی گئی ہے۔ مثلاً دلیلِ مذکور (کہ خروج دم ناقض وضو) نقض پیش کرتے ہوئے بطور شاہد کے کہا جائے صاحب الجرح السائل (جس کے زخموں سے خون بہتا رہتا ہو) کا بھی وضو نہیں ٹوٹتا حالاں کہ دلیل (خروج نجس) موجود ہے اس کے جواب میں کہا جائے حکمِ مطلوب (نقض وضو) متخلف نہیں بلکہ موجود ہے مگر وجود مانع کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوسکا اور مانع عذر ہے یہی وجہ ہے کہ خروجِ وقت کے بعد یہ حکم ظاہر بھی ہوجاتا ہے کیوں کہ خروج وقت سے شخص مذکور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے لامحالہ یہ سابقہ حکم زوالِ مانع کی وجہ سے ہی ظاہر ہوا ہے۔ ورنہ خروج وقت تو کسی کے ہاں بھی ناقض وضو نہیں۔

www.besturdubooks.net

وَمِثَالُ الرَّابِعِ أَنْ يَّقُوْلَ الْمُدَّعِيْ حَقِيْقَةُ الْإِنْسَانِ مَوْجُوْدَةٌ لِاَنَّهٗ شَيْءٌ وَ حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ مَوْجُوْدَةٌ فَيُوْرَدُ عَلَيْهِ اَنَّهٗ عَلٰى تَقْدِيْرِ وُجُوْدِ حَقِيْقَةٍ مِّنَ الْحَقَائِقِ يَلْزَمُ مُحَالٌ وَهُوَ اَنَّهٗ لَوْ كَانَتْ مَوْجُوْدَةً فَاِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ وُجُوْدُهَا مَوْجُوْدًا اَوْ لَا فَاِنْ كَانَ الثَّانِيْ فَكَيْفَ يُوْجَدُ بِدُوْنِ الْوُجُوْدِ وَ اِنْ كَانَ الْاَوَّلُ يُتَكَلَّمُ فِيْ وُجُوْدِ ذٰلِكَ الْوُجُوْدِ وَ هٰكَذَا فَاِمَّا اَنْ يَّنْتَهِيَ اِلٰى وُجُوْدٍ لَا وُجُوْدَ لَهٗ اَوْ يَتَسَلْسَلَ وَ كِلَاهُمَا مُحَالَانِ وَ نَدْفَعُهٗ بِاَنَّا لَا نُسَلِّمُ لُزُوْمَ الْمُحَالِ وَ اِنَّمَا يَلْزَمُ اَنْ لَوْ كَانَ حَقِيْقَةُ الْوُجُوْدِ وُجُوْدِيَّةً وَلَا نُسَلِّمُ ذٰلِكَ وَلَوْ سُلِّمَ فَوُجُوْدُهٗ عَيْنُهٗ.

ترجمہ: اور چوتھے کی مثال یہ ہے کہ مدعی کہے کہ انسان کی حقیقت خارج میں موجود ہے کیوں کہ وہ شئی ہے اور اشیاء کی حقیقتیں خارج میں موجود ہیں تو اس پر نقض وارد کیا جاتا ہے کہ حقائق میں سے کسی حقیقت کا وجود فرض کرنے کی صورت میں محال لازم آتا ہے اور وہ یہ کہ اگر وہ موجود ہو تو یا اس کا وجود موجود ہوگا یا نہ ہوگا۔ پس اگر دوسری صورت ہے تو وہ بغیر وجود کے کیسے موجود ہو سکتی ہے اور اگر پہلی صورت ہو تو اس وجود کے وجود کے بارے میں اسی طرح کلام کیا جائے گا۔ پس یا وہ ایسے وجود پر جا کر ختم ہو جائے گا جس کا آگے وجود نہیں یا تسلسل لازم آئے گا اور وہ دونوں محال ہیں اور ہم اس کو دور کرتے ہیں بایں طور کہ ہم لزوم محال کو تسلیم ہی نہیں کرتے اور یہ تو صرف اس صورت میں لازم آتا ہے اگر وجود کی حقیقت وجودی ہو اور ہم اس کو وجودی تسلیم نہیں کرتے۔ اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر حقیقت وجود کا وجود اس پہلے وجود کا عین ہے۔

تشریح: اس عبارت میں دفع الشاہد کے چوتھے طریقے "منع لزوم" کی مثال بیان کی گئی ہے۔ مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ حقیقتِ انسانیہ موجود ہے۔ اور دلیل دی "لانہ شیء، و حقائق الاشیاء موجودۃ"۔ اس پر نقض وارد کیا گیا کہ یہ دلیل لزوم محال کی وجہ سے باطل ہے۔

لزوم محال کی تقریر:

حقیقتِ موجودہ کا وجود موجود ہے یا نہیں بصورتِ عدم شئی وجود کے بغیر موجود ہوگی جو کہ محال ہے کیوں کہ جب وجود ہی معدوم ہے تو وجود سے کوئی ماہیت متصف کیوں کر ہوگی۔

www.besturdubooks.net

بصورتِ وجود، وجود کے وجود کے بارے میں سوال کریں گے چناں چہ یا تو وجود کسی ایسے وجود پر منتہی ہوگا جس کا وجود نہیں یا تسلسل لازم آئے گا جو محال ہے۔
لہٰذا حقائقِ اشیاء کو موجود ماننا مستلزمِ محال ہے۔
جواب: ہم لزومِ محال کو تسلیم نہیں کرتے کیوں کہ سوالِ مذکور میں ہم دوسری شق اختیار کرتے ہیں اور سوال میں جو وجود کے وجود کا تسلسل دکھایا گیا ہے اس طرح رد کرتے ہیں کہ حقیقتِ وجود ایک اعتباری امر ہے اور امورِ اعتباریہ میں تسلسل نہیں ہوتا۔ یا یوں کہیں گے کہ وجود کا وجود بذاتہٖ ہے بالغیر نہیں۔ اس لئے مزید آگے سوال نہیں چلایا جا سکتا ہے کہ اس کا وجود موجود ہے یا نہیں۔ لہٰذا سائل نے جس محال کے لزوم کا دعویٰ کیا وہ لازم نہیں آ رہا۔

وَمِثَالُ الْخَامِسِ اَنَّا نَقُوْلُ اِنَّ فِعْلَ زَيْدٍ وَعَمْرٍو بِخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِاَنَّهٗ فِعْلُ عَبْدٍ وَاَفْعَالُ الْعِبَادِ بِخَلْقِهٖ تَعَالٰى. فَيُوْرَدُ عَلَيْهِ النَّقْضُ مِنْ قِبَلِ الْمُعْتَزِلِيِّ بِالزِّنَاءِ بِاَنْ يَقُوْلَ الزِّنَاءُ فِعْلُ الْعِبَادِ وَلَيْسَ بِخَلْقِهٖ تَعَالٰى لِاَنَّهٗ قَبِيْحٌ وَخَلْقُ الْقَبِيْحِ قَبِيْحٌ وَاِتِّصَافُهٗ بِهٖ تَعَالٰى مُحَالٌ وَنَدْفَعُهٗ بِمَنْعِ كَوْنِ خَلْقِ الزِّنَاءِ قَبِيْحًا وَمُحَالًا وَاِنَّمَا الْقَبِيْحُ وَالْمُحَالُ فِعْلُهٗ لَا خَلْقُهٗ وَبَيْنَهُمَا بَوْنٌ لَا يَخْفٰى.

ترجمہ: اور پانچویں کی مثال ہم کہتے ہیں کہ بیشک زید و عمرو کا فعل اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی وجہ سے ہے اس لئے کہ وہ بندے کا فعل ہے اور بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ ہیں پھر اس پر معتزلی کی طرف سے زنا کی صورت میں نقض وارد کیا گیا۔ بایں طور کہ وہ کہتا ہے کہ زنا بندوں کے افعال میں سے ایک فعل ہے۔ اور یہ فعل اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ قبیح ہے اور قبیح کا پیدا کرنا بھی قبیح ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس قبیح کے ساتھ متصف کرنا محال ہے۔ ہم اس کو دور کرتے ہیں خلق زنا کے قبیح اور محال ہونے کو رد کرنے کے ساتھ اور پختہ بات ہے کہ قبیح کا ارتکاب قبیح اور محال ہے اس کا پیدا کرنا تو قبیح نہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان ایسا فرق ہے جو مخفی نہیں ہے۔
تشریح: اس عبارت میں دفع الشاہد کے پانچویں طریقہ منع استحالہ کی مثال ذکر کی گئی ہے لیکن اس سے قبل ایک اصول ذہن نشین کر لیں کہ کسب قبیح، قبیح ہے خلقِ قبیح، قبیح نہیں ہے۔ کیوں کہ

www.besturdubooks.net

کسب عبد کی صفت ہے اور عبد علی الاطلاق حکیم نہیں۔ اور خلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ علی الاطلاق حکیم ہیں لہٰذا ان کے ہر فعل ہی میں حکمت ہے۔

تقریر مثال:

ہم کہیں فعلِ زید اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے کیوں کہ یہ فعلِ عبد ہے اور افعالِ عباد اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں۔ اس پر معتزلی کہے افعالِ عباد کا مخلوق اللہ ہونا مستلزم محال ہے کیوں کہ زنا بھی فعلِ عبد ہے۔ اور مذکورہ دلیل سے اسے بھی تخلیقِ الٰہی قرار دینا ہوگا جو کہ قبیح ہونے کی وجہ سے محال ہے کیوں کہ ذات الٰہیہ قبائح سے متصف نہیں ہو سکتی۔ اس لزومِ محال کو دفع کرتے ہوئے کہا جائے جو لازم آرہا ہے۔ وہ محال نہیں کیوں کہ خلق زنا قبیح نہیں بلکہ کسب زنا قبیح ہے اور ثبوت خلق کا ہے کسب کا نہیں۔

البحث السابع

① معارضہ اقامت دلیل کے بعد بھی ممکن ہے۔
② معارضہ میں دلیل خصم کو تسلیم کرنا شرط نہیں۔
③ دلائل عقلیہ قطعیہ میں معارضہ دراصل معارضہ فیہا النقض ہے۔
④ معارضہ کا محل دراصل قیاسات فقہیہ ہیں۔
⑤ معارضہ کی بعض اقسام متردہ میں مصنف کی تحقیق

www.besturdubooks.net

اَلْبَحْثُ الرَّابِعُ

نَفْيُ الْمَدْلُوْلِ أَعَمُّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ قَبْلَ اِقَامَةِ الْمُدَّعِي الدَّلِيْلَ أَوْ بَعْدَهَا مِنْ غَيْرِ الدَّلِيْلِ عَلَيْهِ بِأَنْ يَّقُوْلَ السَّائِلُ هٰذَا الْمَدْلُوْلُ لَيْسَ بِصَحِيْحٍ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّقِيْمَ عَلٰى عَدَمِ صِحَّتِهٖ دَلِيْلًا مُكَابَرَةٌ لَا تُسْمَعُ.

ترجمہ: مدلول کی نفی چاہے مدعی کے دلیل پیش کرنے سے پہلے ہو یا اس کے بعد ہو اس پر دلیل پیش کئے بغیر بایں طور کہ سائل کہے کہ یہ مدلول صحیح نہیں ہے بغیر اس کے کہ وہ اس کی عدم صحت پر دلیل قائم کرے مکابرہ ہے جو کہ قابل سماعت نہیں ہے۔

تشریح: اس بحث میں معارضہ کے متعلق چند قواعد بیان کئے گئے ہیں۔ معارضہ چوں کہ معلل کے مدلول کی نفی کو مستلزم ہے اس تقریب سے یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ نفی مدلول بلا دلیل مکابرہ ہے اور غیر مسموع ہے اس کے مکابرہ ہونے کی وجہ بلا دلیل ہونا ہے اس لئے شارح نے فرمایا کہ معلل کی طرف سے اقامتِ دلیل سے قبل ہو یا بعد میں بہر صورت یہ مکابرہ ہے۔ نیز اس قید کی وجہ سے بعض محشیین نے فرمایا کہ بلا دلیل نفی دلیل بلکہ دعویٰ کا اثبات ونفی بھی بلا دلیل مکابرہ ہے۔

وَ نَفْيُهٗ مَعَ اِقَامَةِ السَّائِلِ الدَّلِيْلَ عَلَيْهِ قَبْلَ اِقَامَةِ الْمُدَّعِي الدَّلِيْلَ عَلَيْهِ غَصْبٌ سَمّٰى قُدِّسَ سِرُّهٗ الْمُدَّعٰى قَبْلَ اِقَامَةِ الْمُدَّعِي الدَّلِيْلَ مَدْلُوْلًا مَجَازًا بِاِعْتِبَارِ مَا يُؤُلُ اِلَيْهِ اَوْ لِاَنَّهٗ مِنْ شَانِهٖ اَنْ يُّقَامَ الدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اَوْ لِمُنَاسَبَةِ قَوْلِهٖ وَبَعْدَ اِقَامَةِ الدَّلِيْلِ ثُمَّ الْغَصْبُ لَيْسَ بِمَسْمُوْعٍ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ.

ترجمہ: سائل کا دلیل کے ساتھ مدلول کی نفی کرنا مدعی کے دلیل قائم کرنے سے پہلے کو غصب کہا جاتا ہے ماتن قدس سرہٗ نے مدعی کے دلیل قائم کرنے سے پہلے اس کے مدعا کو مدلول کا نام مجازاً دیا ہے ما یؤل الیہ کے اعتبار سے یا اس لئے کہ اس کی شان یہ ہے کہ اس پر دلیل قائم کی جائے یا یہ ہے کہ ماتن نے اپنے قول "بعد اقامۃ الدلیل" کی مناسبت کی وجہ سے

www.besturdubooks.net

مدلول کا اطلاق کر دیا ہے اور محققین کے نزدیک "غصب" قابل سماعت نہیں ہے۔

تشریح: نفی مدلول مع الدلیل مدعی کی طرف سے اقامت دلیل سے قبل غصب کہلاتا ہے اور عند الجمہور غیر مسموع ہے (یعنی اس اصول کی بناء "قبل اقامة الدليل" ہے) کیوں کہ اس مرحلہ میں سائل کا منصب سوال ہے لیکن اس نے تعلیل کو اختیار کرلیا ہے نیز یہ غصب ہے بھی بلا ضرورت، کیوں کہ اسے بصورتِ سوال کلام کرنے کا حق حاصل ہے۔

"فهي في سرة" الخ کی عبارت ایک سوال کا جواب ہے۔

سوال: مدلول کو مدلول کہنا بالنسبۃ الی الدلیل ہے تو مصنف نے قبل الدلیل مدلول کیسے کہہ دیا۔

جواب نمبر ۱: ما يؤل اليه (یعنی اس پر دلیل قائم کر دی جائے گی) کے اعتبار سے مجازاً مدلول کہہ دیا۔

جواب نمبر ۲: ذاتی حیثیت کی وجہ سے (یعنی اس کی ذاتی حیثیت اور شان یہ ہے کہ اس پر دلیل قائم کی جائے) مجازاً مدلول کہہ دیا۔

جواب نمبر ۳: وبعد اقامة الدليل کی مجاورت ومشاکلت کی وجہ سے مجازاً کہہ دیا ہے۔ مصنف نے نفی المدلول الخ کے متعلق فقط یہی فرمایا ہے کہ غصب ہے اور غصب کے غیر مسموع ہونے کو فہم سامع پر اعتماد کرتے ہوئے یا مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا (کیوں کہ متون میں مختلف فیہ اقوال ذکر نہیں کیے جاتے)۔ مصنف نے اس باب میں محققین کی رائے ذکر کی ہے کہ غیر مسموع ہے۔

وَبَعْدَ إِقَامَتِهِ أَيِ الْمُعَلِّلِ الدَّلِيلَ عَلَيْهِ أَيْ عَلَى الْمَدْلُوْلِ مُعَارَضَةٌ وَلَا يَذْهَبُ عَلَيْكَ أَنَّهُ يُفْهَمُ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ أَنَّ الْمُعَارَضَةَ عِبَارَةٌ عَنِ النَّفْيِ وَ تَعْرِيْفُهَا السَّابِقُ دَلِيْلٌ وَاضِحٌ عَلَى أَنَّهَا إِقَامَةُ الدَّلِيْلِ فَلَعَلَّهُ لِمَكَانِ الْمُلَازَمَةِ بَيْنَ الْمَعْنَيَيْنِ أَطْلَقَ عَلَيْهِمَا۔

ترجمہ: اور معلل کے مدلول پر دلیل قائم کرنے کے بعد معارضہ کہلائے گا اور آپ پر مخفی نہیں ہے کہ اس کلام سے سمجھا جا رہا ہے کہ معارضہ سے مراد نفی ہے اور اس کی بیان کردہ پہلی تعریف اس بات پر واضح دلیل ہے کہ معارضہ دلیل قائم کرنے کو کہتے ہیں۔ شاید کہ اس نے دو معنوں

www.besturdubooks.net

کے درمیان تلازم کی وجہ سے ان دونوں پر اطلاق کر دیا ہے۔

تشریح: نفی المدلول مع الدلیل مدعی کی طرف سے اقامت دلیل کے بعد معارضہ ہے۔

و لا یذهب علیك الخ کی عبارت ایک سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ مصنف کی عبارات متناقض ہیں کیوں کہ یہاں مصنف نے نفی المدلول الخ کو معارضہ قرار دیا ہے اور مقدمہ میں معارضہ کی جو تعریف فرمائی ہے "اقامة الدلیل علی خلاف" الخ اس کا تقاضہ ہے کہ معارضہ اقامت دلیل کا نام ہے۔

جواب: معارضہ کی صحیح تعریف وہی ہے جو مقدمہ میں گزر چکی لیکن نفی المدلول کو بھی چوں کہ اقامتِ دلیل لازم ہے اس لزوم کی وجہ سے اسے بھی مجازاً معارضہ کہہ دیا گیا۔ الحاصل نفی المدلول کی تین صورتیں ہیں: (۱) نفی المدلول من غیر الدلیل (۲) نفی المدلول مع الدلیل قبل اقامة المدعی الدلیل (۳) نفی المدلول مع الدلیل بعد اقامة المدعی الدلیل۔

قسم اوّل مکابرہ ہے، ثانی غصب اور قسم ثالث معارضہ ہے۔ قسم اوّل غیر مسموع اور ثانی عند المحققین غیر مسموع اور قسم ثالث مسموع ہے۔

ثُمَّ اخْتُلِفَ فِيْ اِشْتِرَاطِ التَّسْلِيْمِ وَ اِلَيْهِ أَشَارَ بِقَوْلِهٖ وَهَلْ يُشْتَرَطُ فِيْهَا تَسْلِيْمُ دَلِيْلِ الْخَصْمِ وَلَوْ مِنْ حَيْثُ الظَّاهِرِ بِأَنْ لَمْ يَتَعَرَّضْ بِدَلِيْلِهٖ أَصْلًا لَا بِالنَّفْيِ وَلَا بِالْاِثْبَاتِ أَمْ لَا يُشْتَرَطُ الْاَوَّلُ وَهُوَ الْاِشْتِرَاطُ اَشْهَرُ وَالثَّانِيْ وَهُوَ عَدَمُ الْاِشْتِرَاطِ اَظْهَرُ لِاَنَّ تَسْلِيْمَ دَلِيْلِ الْمُعَلِّلِ يَسْتَلْزِمُ تَصْدِيْقَ مَدْلُوْلِهٖ بِحَسْبِ الظَّاهِرِ فَيَلْزَمُ تَصْدِيْقُ الْمُتَنَافِيَيْنِ وَلَكَ اَنْ تَقُوْلَ اِنَّ مُرَادَهُمْ بِالتَّسْلِيْمِ تَسْلِيْمُ دَلَالَتِهٖ عَلٰى مُدَّعَى الْخَصْمِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ تَسْلِيْمُ مُدَّعَاهُ حَتّٰى يَلْزَمَ تَصْدِيْقُ الْمُتَنَافِيَيْنِ۔

ترجمہ: تسلیم کو شرط قرار دینے میں اختلاف کیا گیا ہے اور اسی کی طرف ماتن نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ کیا اس میں خصم کی دلیل کو تسلیم کرنے کی شرط لگائی گئی ہے۔ اگر یہ ظاہر کے لحاظ سے ہو بایں طور کہ وہ اس کی دلیل سے بالکل تعرض نہ کرے نہ نفی کے

www.besturdubooks.net

لحاظ سے اور نہ اثبات کے لحاظ سے، یا شرط نہیں لگائی گئی اور پہلی بات زیادہ مشہور ہے اور وہ شرط لگانا ہے اور دوسری بات زیادہ ظاہر ہے اور وہ شرط نہ لگانا ہے اس لئے کہ معلل کی دلیل کو تسلیم کرنا بظاہر اس کے مدلول کی تصدیق کو مستلزم ہے تو متنافیین کی تصدیق کرنا لازم آتا ہے اور تو کہہ سکتا ہے کہ ان کی مراد تسلیم سے مدمقابل کے مدعا پر اس دلیل کا دلالت کرنا تسلیم کرنا ہے اور اس سے اس کے مدعا کو تسلیم کرنا لازم نہیں آتا جس سے متنافیین کی تصدیق لازم آئے۔

تشریح: معارضہ چوں کہ سائل کی طرف سے مدعی کی دلیل کے علی الرغم ایک دلیل ہے اس لئے یہ سوال یہاں طبعی ہے کہ سائل کے ہاں مدعی کی دلیل کی حیثیت کیا ہوگی چناں چہ اس بارے میں مصنف نے دو رائیں نقل کی ہیں۔

معارضہ میں سائل کے لیے معلل کی دلیل تسلیم کرنا شرط ہے اگر چہ بحسب الظاہر بھی تسلیم کرے۔ بحسب الظاہر تسلیم کرنے کی صورت یہ بنے گی کہ معارض معلل کی دلیل سے بالکل تعرض نہ کرے نہ نفیاً نہ اثباتاً۔ (۲) معارض کے لیے معلل کی دلیل تسلیم کرنا شرط نہیں ہے۔ پہلی رائے کو مصنف نے اشہر اور دوسری کو اظہر قرار دیا ہے۔

دوسری رائے کے اظہر ہونے کی وجہ شارح نے یہ بیان فرمائی ہے کہ معلل کی دلیل تسلیم کرنے سے بظاہر اس دلیل کے مدلول کو تسلیم کرنا لازم آتا ہے اور مدلول کی تصدیق دو متنافی مدلول کی تصدیق کو مستلزم ہے کیوں کہ معارضہ میں مدعی کی دلیل کے مدلول کے متنافی مدلول کو ثابت کیا جاتا ہے لیکن شارح نے اس علت پر اعتراض کیا ہے جو دراصل اشتراط تسلیم کی علت ہے کہ جن لوگوں کے ہاں اشتراط تسلیم ہے ان کے ہاں دلیل کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دلیل مدعیٰ پر دلالت کرتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ مدلول ثابت بھی ہے یا نہیں لہٰذا معلل کے دلیل کو تسلیم کر لینے کی صورت میں مدلول کا تسلیم کرنا لازم نہیں آتا۔ لہٰذا پہلی صورت میں متنافیین کی تصدیق لازم نہیں آتی تاہم یہ اشکال باقی ہے کہ دلیل تسلیم کر لینے کی صورت میں مدعی کی تصدیق کیسے لازم نہیں آتی سو اس کی صورت شاید یہ بنے کہ ایک دلیل صورۃً صحیح ہو لیکن مادہ (یعنی خارجی حقائق کے خلاف ہونے) کے اعتبار سے صحیح نہ ہو تو صوری لحاظ سے تو دلیل مدلول پر دلالت کرے گی لیکن دلیل کے خارجی حقائق کے اعتبار سے غلط ہونے کی وجہ سے مدعی اور مدلول ثابت نہیں ہوگا۔

www.besturdubooks.net

لٰكِنْ يَلْزَمُ عَلَى الثَّانِي حَصْرُ وَظِيْفَةِ السَّائِلِ فِي الْمَنْعِ وَالنَّقْضِ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ اَنَّهٗ اِنَّمَا يَلْزَمُ الْحَصْرُ اَنْ لَوِاشْتُرِطَ عَدَمُ التَّسْلِيْمِ أَمَّا إِذَا لَمْ يُشْتَرَطْ عَدَمُ التَّسْلِيْمِ فَلَا لِأَنَّهٗ حِيْنَئِذٍ يَجُوْزُ اَنْ يُّوْجَدَ مُعَارَضَةٌ مَعَ التَّسْلِيْمِ غَايَتُهٗ اَنَّ الْمُعَارَضَةَ الْغَيْرَ الْمَقْرُوْنَةَ مَعَ التَّسْلِيْمِ تَنْدَرِجُ فِي النَّقْضِ.

ترجمہ: لیکن دوسری بات سے سائل کی ذمہ داری کا صرف منع اور نقض میں حصر لازم آتا ہے اور آپ پر مخفی نہیں کہ حصر صرف اس صورت میں لازم آتا ہے جب عدمِ تسلیم کو شرط قرار دیا جائے اور جب عدم تسلیم کو شرط نہ قرار دیا جائے تو دو میں انحصار لازم نہیں آتا اس لئے کہ اس وقت جائز ہے کہ معارضہ تسلیم کے ساتھ پایا جائے زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ ایسا معارضہ جو تسلیم کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو اس کو نقض میں درج کیا جائے گا۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف نے عدمِ اشتراط کی صورت پر ایک اعتراض کیا ہے کہ مدعی کی دلیل کو تسلیم نہ کر کے جب اسی دلیل کے علی الرغم ایک دلیل قائم کی جائے گی تو بظاہر یہ مدعی کی دلیل کی نفی ہے اور نفیِ دلیل نقض ہے یعنی معارضہ دراصل نقض ہے اور معارضہ کو نقض مان لینے کی صورت میں سائل کا وظیفہ مناقضہ اور نقض میں منحصر ہو جائے گا جب کہ اہل فن کی تصریح ہے کہ وظیفۂ سائل ان دو کے علاوہ معارضہ بھی ہے۔ "ولا یخفی علیك" الخ سے شارح نے مصنف کے بیان کردہ لزوم پر اعتراض کیا ہے کہ یہ بات تو تب لازم آتی ہے جب عدمِ اشتراط کا تجریدی درجہ مراد لیں یعنی شرط عدمِ تسلیم ہو جب کہ عدم اشتراط سے درجہ اطلاق مراد ہے یعنی دلیل کا تسلیم کرنا شرط نہیں۔ تو اس صورت میں تسلیمِ دلیل کی صورت میں بھی معارضہ پایا جا سکتا ہے یعنی یہ رائے دراصل پہلی رائے کے خلاف ہے جو تقیید پر مبنی ہے کہ تسلیم کرنا شرط ہے لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تسلیم کرنا شرط نہیں ہے کریں یا نہ کریں، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بصورتِ تسلیم یہ معارضہ نہیں بلکہ نقض ہوگا تاہم ایک صورت پھر بھی باقی رہ جائے گی جسے معارضہ کہیں گے یعنی عدم تسلیم والی لہٰذا سائل کے وظائف تین ہی ہیں۔

وَمِنْ هٰهُنَا أَيْ مِنْ أَجْلِ عَدَمِ اِشْتِرَاطِ التَّسْلِيْمِ اِلْتَزَمَ بَعْضُهُمْ تَقْرِيْرَهَا مُطْلَقًا أَعَمَّ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ مُعَارَضَةً فِيْهَا مُنَاقَضَةٌ وَمِنْ أَنْ يَّكُوْنَ مُعَارَضَةً

www.besturdubooks.net

خَالِصَةً بِطَرِيْقِ النَّقْضِ بِأَنْ يُّقَالَ لَوْ كَانَ دَلِيْلُكُمْ بِجَمِيْعِ مُقَدِّمَاتِهٖ صَحِيْحًا لَمَا يَصْدُقُ مَا يُنَافِيْ مَدْلُوْلَهٗ لٰكِنْ عِنْدِيْ دَلِيْلٌ يَدُلُّ عَلٰى صِدْقِهٖ.

ترجمہ: اور اسی وجہ سے یعنی تسلیم کرنے کو شرط قرار نہ دینے کی وجہ سے ان میں سے بعض نے اس کی تقریر مطلق نقض سے کرنے کا التزام کیا ہے چاہے وہ ایسا معارضہ ہو جس میں مناقضہ ہو یا یہ کہ وہ خالص معارضہ ہو بایں طور کہ کہا جائے اگر تمہاری دلیل تمام مقدمات کے ساتھ صحیح ہوتی تو اس کے مدلول کا منافی صادق نہ ہوتا لیکن میرے پاس ایسی دلیل ہے جو اس کے صدق پر دلالت کرتی ہے۔

تشریح: مصنف نے سابقہ عبارت میں جس لزوم کا ذکر کیا تھا اس عبارت میں اس لزوم کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ بعض نے اس لزوم کا التزام بھی کیا ہے۔ لیکن مصنف کی بات سمجھنے سے پہلے ایک بار پھر عبارتِ سابق کی تشریح پر نظر ڈال لیں جس میں بتایا گیا ہے کہ دلیل کو تسلیم کر لینے والی صورت کو نقض کہیں گے اور ایک صورت پھر بھی معارضہ کی باقی رہے گی لیکن پہلی صورت جس کا ماسبق میں نقض ہونا بتایا گیا ہے اسے "معارضہ فیھا مناقضہ" کہا جاتا ہے اور دوسری صورت کو "معارضہ خالصہ" کہا جاتا ہے۔ چنان چہ مصنف نے فرمایا کہ بعض لوگوں نے معارضہ کی مطلقاً (یعنی دو قسمیں معارضہ فیھا مناقضہ، معارضہ خالصہ جو معارضہ میں تسلیم وعدم تسلیم کی تقیید کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں سے قطع نظر) وضاحت بصورتِ نقض کی ہے۔
اور سائل کے وظیفہ کو منع ونقض ہی میں منحصر کیا ہے چانچہ اس کی صورت انہوں نے یہ تجویز کی ہے کہ یوں کہا جائے اگر تمہاری دلیل جمیع مقدمات کے ساتھ صحیح ہوتی تو اس کا منافی مدلول ثابت نہ ہوتا جب کہ میرے پاس ایک دلیل ہے جس سے اس کا منافی مدلول ثابت ہوتا ہے۔
"لا یخفی علیك" سے مصنف نے جو لزوم کا رد کیا ہے وہ اس کی تردید کے لیے کافی ہے کیوں کہ جب لزوم ہی نہیں تو پھر اس التزام کا کیا معنی۔ نیز مصنف کے لفظ "مطلقًا" سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح نے جس تقیید کے ذریعہ لزوم کا رد کیا ہے وہ تفصیل مصنف کے ذہن میں بھی ہے۔

وَقِيْلَ الْمُعَارَضَةُ فِي الْقَطْعِيَّاتِ أَيِ الدَّلَائِلِ الْعَقْلِيَّةِ وَالنَّقْلِيَّةِ الْيَقِيْنِيَّةِ

www.besturdubooks.net

رَاجِعَةٌ إِلَى النَّقْضِ لِامْتِنَاعِ اجْتِمَاعِ الْقَطْعِيَّيْنِ الْمُتَنَافِيَيْنِ بِحَسْبِ نَفْسِ الْأَمْرِ وَيُسَمَّى الْمَذْكُورُ مُعَارَضَةً فِيهَا النَّقْضُ وَإِنَّمَا سُمِّيَتْ مُعَارَضَةً فِيهَا النَّقْضُ وَلَمْ تُسَمَّ نَقْضًا فِيهَا مُعَارَضَةٌ لِأَنَّ الْمُعَارَضَةَ صَرِيحَةٌ وَالنَّقْضُ ضِمْنِيٌّ وَالضِّمْنِيَّاتُ لَا تُعْتَبَرُ دُونَ النَّقْلِيَّاتِ الظَّنِّيَّةِ كَالْقِيَاسِ الْفِقْهِيِّ فَإِنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَّكُونَ أَحَدُ الْقِيَاسَيْنِ خَطَأً فِي نَفْسِ الْأَمْرِ وَيُعَارَضُ الْقِيَاسُ الصَّوَابُ فَلَا حَاجَةَ إِلَى الْقَوْلِ لِرُجُوعِهِ إِلَى النَّقْضِ.

ترجمہ: اور کہا جاتا ہے کہ قطعیات یعنی دلائلِ یقینیہ خواہ عقلی ہوں یا نقلی میں معارضہ نقض کی طرف لوٹے گا کیوں کہ نفس الامر میں دو متضاد قطعیات کا اجتماع ممتنع ہے اور جس کا ذکر کیا گیا ہے اس کا نام رکھا جاتا ہے "معارضہ فیہا النقض" اس کا نام "معارضہ فیہا النقض" رکھا گیا ہے "نقض فیہا المعارضہ" نہیں رکھا گیا۔ اس لیے کہ معارضہ صراحتاً ہے اور نقض ضمنی طور پر ہے اور ضمنی چیزوں کا اعتبار نہیں کیا جاتا جب کہ نقلیاتِ ظنیہ میں ایسا نہیں ہے مثلاً فقہی قیاس پس بیشک جائز ہے کہ دو قیاسوں میں سے ایک نفس الامر کے لحاظ سے غلط ہو اور درست قیاس کے ساتھ اس پر معارضہ قائم کیا جائے تو نقض کی جانب لوٹانے کے قول کی طرف کوئی حاجت نہیں ہے۔

تشریح: قطعیات پر کیا گیا معارضہ محض صورۃً معارضہ ہوگا ورنہ دراصل وہ نقض ہے اور اسے معارضہ فیہا النقض کہتے ہیں تاہم ظنیات پر معارضہ وارد ہو سکے گا بالفاظ دیگر ظنیات پر بھی معارضہ وارد ہو سکتا ہے۔ قطعیات پر معارضہ وارد نہیں ہو سکتا۔

ظنیات پر ورود معارضہ کی وجہ: کیوں کہ ظنیات میں خطاء وصواب کا احتمال ہوتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ ایک دلیل غلط ہو اور دوسری صحیح ہو۔

معارضہ فیہا النقض کی وجہ تسمیہ: معارضہ اس میں صریح ہے اور نقض ضمنی ہے۔ نام اسی حقیقت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح دو ظنی دلیلیں اگرچہ متضاد ہی کیوں نہ ہوں پائی جا سکتی ہیں بظاہر یہ قول شاید اس بات پر مبنی ہو کہ معارضہ میں خصم کی دلیل کا تسلیم کرنا شرط ہے کیوں کہ شارح نے وجہ بیان فرمائی ہے کہ دو قطعی دلیلیں متنافی نہیں ہو سکتیں۔

www.besturdubooks.net

وَقِيلَ هُوَ أَيْ مُعَارَضَةٌ فِيهَا النَّقْضُ وَ تَذْكِيرُ الضَّمِيرِ لِأَنَّ الْمُعَارَضَةَ مَصْدَرٌ بِتَاوِيلِ الْمَذْكُورِ وَالْمُعَارَضَةُ بِالْقَلْبِ اَخَوَانِ أَيْ مُتَشَارِكَانِ فِي الْمَاهِيَةِ وَالْحَقِيقَةِ وَالتَّغَايُرُ بَيْنَهُمَا بِالْاِعْتِبَارِ فَبِاِعْتِبَارِ اَنَّهَا تُقَلِّبُ دَلِيلَ الْمُسْتَدِلِّ شَاهِدًا عَلَيْهِ بَعْدَ اَنْ كَانَ مُشَاهِدًا لَهُ يُسَمّٰى قَلْبًا وَ بِاِعْتِبَارِ تَضَمُّنِهَا مَعْنَى النَّقْضِ مُعَارَضَةٌ فِيهَا النَّقْضُ.

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ وہ یعنی معارضہ فیہا النقض (اور مذکر کی ضمیر لانا اس لئے ہے کہ معارضہ مصدر ہے یا یہ کہ معارضہ یہاں مذکور کی تاویل میں ہے) اور معارضہ بالقلب دونوں بھائی بھائی ہیں یعنی دونوں ماہیت اور حقیقت میں ایک دوسرے کے شریک ہیں اور ان دونوں کے درمیان تغائر اعتباری ہے پس اس اعتبار سے کہ مستدل کی دلیل کو اس کے خلاف شاہد پیش کر کے پلٹ دیا جاتا ہے اس کے بعد کہ وہ اس کے حق میں شاہد تھی اس کو "قلب" کا نام دیا گیا ہے اور اس اعتبار سے کہ اس کے ضمن میں نقض کا معنی ہے اس کو معارضہ فیہا النقض کا نام دیا گیا ہے۔

تشریح: بعض حضرات نے معارضہ بالقلب اور معارضہ فیہا النقض کو حقیقۃً ایک قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں کیوں کہ معارضہ فیہا النقض کی اصل بھی افساد دلیل ہے اور معارضہ بالقلب میں بھی سائل معلل کی دلیل ہی کی نفی کرتا ہے یعنی جب قلب کر کے اپنے مدلول پر منطبق کرتا ہے تو دراصل وہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ جو تم نے وضع اختیار کی ہے وہ صحیح نہیں۔ کیوں کہ اگر صحیح ہے تو دو متنافی مدلول اس سے ثابت ہو رہے ہیں۔

اور دونوں میں فرق انہوں نے اعتباری مانا ہے کہ بحیثیت قلب معارضہ بالقلب اور بحیثیت نفی معارضہ فیہا النقض ہے۔

www.besturdubooks.net

تَتِمَّةٌ: أَیْ هٰذِهٖ تَتِمَّةُ الْبَحْثِ السَّابِعِ

اس عبارت میں ایک تو شارح نے ترکیبِ عبارت بیان کی کہ تتمہ "هذه" مبتدا کی خبر ہے۔ اور دوسرا یہ بتایا کہ یہ تتمہ بحثِ سابع کا ہے کتاب کا نہیں، کیوں کہ کتاب کے کچھ مباحث ابھی باقی ہیں۔

تَرَدَّدَ بَعْضُهُمْ فِیْ جَوَازِ الْمُعَارَضَةِ عَلَى الْمُعَارَضَةِ وَ فِیْ جَوَازِ الْمُعَارَضَةِ بِالْبَدَاهَةِ وَالدَّلِیْلِ عَلَى الْبَدِیْهِیِّ وَالْمُبَیَّنِ بَدَاهَتُهٗ بِالدَّلِیْلِ هٰذِهٖ اَرْبَعَةُ اَقْسَامٍ لِلْمُعَارَضَةِ الْاَوَّلُ اَلْمُعَارَضَةُ بِالْبَدَاهَةِ عَلَى الْبَدِیْهِیِّ أَیْ عَلَى الْحُکْمِ الَّذِیْ یَدَّعِی الْمُدَّعِیْ بَدَاهَتَهٗ بِأَنْ یَّقُوْلَ الْمُعَارِضُ مَا ادَّعَیْتُمْ بَدَاهَتَهٗ یَقْتَضِیْ خِلَافَ بَدَاهَتِهٖ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ فَهٰذِهٖ تُسَمّٰى مُعَارَضَةً بِاِعْتِبَارِ اَنَّ الْمُدَّعِیَ وَاِنْ لَمْ یَتَعَرَّضِ الدَّلِیْلَ الْمُدَّعِیْ لٰکِنْ دَعْوٰی بَدَاهَتِهٖ بِمَنْزِلَةِ اِقَامَةِ الدَّلِیْلِ کَأَنَّهٗ قَالَ هٰذَا الْحُکْمُ ثَابِتٌ لِاَنَّهٗ بَدِیْهِیٌّ فَیَجُوْزُ لِلسَّائِلِ اَنْ یَّقُوْلَ نَقِیْضُ هٰذَا الْحُکْمِ ثَابِتٌ لِاَنَّهٗ بَدِیْهِیٌّ، وَالثَّانِیْ الْمُعَارَضَةُ بِالْبَدَاهَةِ عَلَى الْبَدِیْهِیِّ الْمُبَیَّنِ بَدَاهَتُهٗ بِالدَّلِیْلِ مِثْلَ اَنْ یَّقُوْلَ الْمُدَّعِیْ هٰذَا الْحُکْمُ بَدِیْهِیٌّ لِاَنَّهٗ مِنَ الْمَحْسُوْسَاتِ فَیَقُوْلُ السَّائِلُ خِلَافُ هٰذَا الْحُکْمِ ثَابِتٌ بِالْبَدَاهَةِ فَدَعْوَی الْخَصْمِ الْبَدَاهَةَ بِمَنْزِلَةِ اِقَامَةِ الدَّلِیْلِ، وَالثَّالِثُ الْمُعَارَضَةُ بِالدَّلِیْلِ عَلَى الْحُکْمِ الَّذِیْ یَدَّعِی الْمُدَّعِیْ بَدَاهَتَهٗ کَمَا اِذَا قَالَ الْمُدَّعِیْ هٰذَا الْحُکْمُ بَدِیْهِیٌّ یَقُوْلُ السَّائِلُ لَنَا دَلِیْلٌ یَدُلُّ عَلَى خِلَافِهٖ وَیُبَیِّنُ الدَّلِیْلَ وَالرَّابِعُ، اَلْمُعَارَضَةُ بِالدَّلِیْلِ عَلَى الْحُکْمِ الَّذِیْ بَیَّنَ الْمُدَّعِیْ بَدَاهَتَهٗ بِالدَّلِیْلِ کَمَا اِذَا قَالَ الْمُدَّعِیْ هٰذَا الْحُکْمُ بَدِیْهِیٌّ لِاَنَّهٗ مِنَ الْمُشَاهَدَاتِ یَقُوْلُ السَّائِلُ لَنَا دَلِیْلٌ یَدُلُّ عَلَى خِلَافِ هٰذَا الْحُکْمِ فَهٰذِهِ الْاَقْسَامُ الْخَمْسَةُ لِلْمُعَارَضَةِ تَرَدَّدَ فِیْ جَوَازِهَا بَعْضُهُمْ وَقَالُوْا هِیَ غَیْرُ جَائِزَةٍ.

ترجمہ: ان میں سے بعض نے معارضہ علی المعارضہ کے جواز میں اور معارضہ بالبداھۃ کے

www.besturdubooks.net

جواز میں تردد کیا ہے۔ اور بدیہی پر جو دلیل دی گئی ہو اس کے خلاف دلیل کے ساتھ اور ایسا بدیہی جس کی بداہت بالکل واضح ہے اس کے خلاف دلیل کے ساتھ، یہ معارضہ کی چار اقسام ہیں۔ پہلی قسم بدیہی پر بداہت کے ساتھ معارضہ وارد کرنا یعنی اس حکم پر مدعی نے اس کی بداہت کا دعویٰ کیا ہے، بایں طور کہ معارض کہے کہ جس کی بداہت کا تم نے دعویٰ کیا ہے، بداہتِ عقل تو اس کے خلاف کو چاہتی ہے۔ پس اس کا نام معارضہ اس اعتبار سے رکھا گیا ہے کہ مدعی نے اگرچہ مدعا پر دلیل پیش نہیں کی، لیکن اس کی بداہت کا دعویٰ اس پر دلیل قائم کرنے کی طرح ہے۔ گویا کہ اس نے کہا کہ ثابت ہے اس لئے کہ وہ بدیہی ہے۔ پس سائل کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ کہے کہ اس حکم کی نقیض ثابت ہے۔ اس لئے کہ وہ بدیہی ہے۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ بداہت کے ساتھ معارضہ اس بدیہی پر وارد کیا جائے جس کی بداہت دلیل کے ساتھ واضح کی گئی ہو۔ جیسا کہ مدعی کہے کہ یہ حکم بدیہی ہے۔ اس لئے کہ بے شک وہ محسوسات میں سے ہے۔ تو سائل کہے کہ اس حکم کا خلاف بداہت کے ساتھ ثابت ہے تو مد مقابل کا بداہت کا دعویٰ کرنا ہی دلیل قائم کرنے کی طرح ہوگا۔ اور تیسری قسم یہ ہے کہ دلیل کے ساتھ معارضہ اس حکم پر جس کی بداہت کا دعویٰ مدعی نے کیا ہے جیسا کہ جب مدعی نے کہا کہ حکم بدیہی ہے۔ تو سائل کہے کہ ہمارے پاس ایسی دلیل ہے جو اس کے خلاف پر دلالت کرتی ہے۔ اور دلیل بیان بھی کر دے۔ اور چوتھی قسم یہ ہے کہ معارضہ دلیل کے ساتھ اس حکم پر جس کی بداہت کو مدعی نے دلیل کے ساتھ ثابت کیا جیسا کہ جب مدعی نے کہا کہ یہ حکم بدیہی ہے، اس لئے کہ یہ مشاہدات میں سے ہے۔ تو سائل کہے کہ ہمارے پاس ایسی دلیل ہے جو اس حکم کے خلاف پر دلالت کرتی ہے۔ پس معارضہ کی ان پانچ اقسام کے جواز میں بعض اہل مناظرہ نے تردد کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ ناجائز ہیں۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف نے معارضہ کی چند اقسام ذکر کی ہیں، جن کے جواز میں تردد کیا گیا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں: (۱) معارضة علی المعارضة (۲) معارضة بالبداهة علی البدیهی (۳) معارضة بالدلیل علی البدیهی (۴) معارضة بالبداهة علی البدیهی المبین بالدلیل۔

مصنف کی عبارت کی شرح میں جو شارح نے عبارت ذکر فرمائی ہے، اس کے چار امور

www.besturdubooks.net

قابل غور ہیں۔(۱) شارح نے مصنف کی بیان کردہ اقسام میں سے پہلی قسم معارضہ علی المعارضۃ کا ذکر نہیں کیا۔(۲) مصنف نے جس قسم کو ثانیاً ذکر کیا تھا شارح نے اس کو ثالثاً ذکر کیا ہے۔(۳) شارح نے مصنف کی ذکر کردہ اقسام پر ایک قسم کا اضافہ کیا ہے المعارضۃ بالدلیل علی الحکم الذی بین المدعی بداهته بالدلیل۔(۴) معارضہ بالبداهة علی البدیهی کے معارضہ ہونے کی وجہ۔ ان امور کے علاوہ شارح نے مصنف کی بیان کردہ اقسام کی مثالیں ذکر کی ہیں۔ جو ترجمہ سے واضح ہیں چناں چہ امرِ اوّل کی تفصیل یہ ہے کہ شارح نے مصنف کی ذکر کردہ اقسام کا اعادہ وضاحت کے لیے کیا ہے۔ لیکن قسم اوّل وضاحت سے مستغنی تھی اس لئے شارح نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور جس قسم کو ثالثاً ذکر کیا گیا ہے، چوں کہ اس میں معارض کی طرف سے دلیل ہے تو اس طرح شارح نے جو چوتھی قسم ذکر کی ہے اس میں بھی معارض کی طرف سے دلیل ہے یعنی ان دونوں کی قدر مشترک معلل کی طرف سے دلیل کا ہونا ہے۔ نیز شارح نے جو اوّلا اور ثانیاً قسمیں ذکر کی ہیں۔ ان کی قدرِ مشترک معارض کی طرف سے بداہت کا ہونا ہے۔ لہٰذا ان امورِ مشترکہ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے شارح نے ترتیب تبدیل کی ہے۔ مصنف نے جو قسمِ ثالث کو ثانیاً ذکر کیا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ متن میں مذکور قسمِ ثانی اور ثالث دونوں کا تعلق بدیہی سے ہے۔ لہٰذا مصنف کی وضع سے عبارت میں اختصار ہوگیا۔ یعنی ماتن اور شارح دونوں کی عبارتیں لطائف سے خالی نہیں۔

امر ثالث: شارح نے جو قسمِ زائد ذکر کی ہے، وہ مصنف کی بیان کردہ قسمِ ثالث سے مقابلتاً سمجھی جارہی تھی۔ اس لئے مصنف نے فہم سامع پر اعتماد کرتے ہوئے اس کو ترک کردیا تھا۔ اور شارحین چوں کہ ایسے امور کی تصریح کرتے رہتے ہیں جو متن سے التزاماً معلوم ہوتے ہوں اس لئے شارح نے اس کا ذکر کیا ہے۔ "فهذه تسمى معارضة باعتبار ان المدعی" سے شارح نے امر رابع کی وضاحت کی ہے کہ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ معارضہ تو دلیل کے مقابلہ میں دلیل کا نام ہے۔ تو یہاں مقابلے میں دلیل تو نہیں ہے تو شارح نے جواب دیا کہ یہاں دعویٰ بداہتہ کو بمنزلہ دلیل قرار دینے کی وجہ سے دونوں طرف سے دلیل موجود ہے۔

فقس علیه اقساما اخر۔

اَمَّا الْاَوَّلُ: فَلِاَنَّهٗ غَيْرُ نَافِعٍ لِاَنَّهٗ اِذَا اسْتَدَلَّ الْمُدَّعِىْ عَلَى الْمَطْلُوْبِ بِاَدِلَّةٍ كَثِيْرَةٍ

www.besturdubooks.net

وَالْخَصْمُ اِسْتَدَلَّ عَلٰی نَقِیْضِهٖ بِدَلِیْلٍ وَاحِدٍ فَسَقَطَتْ تِلْكَ الدَّلَائِلُ بِهٰذَا الدَّلِیْلِ وَلَا یَثْبُتُ شَیْءٌ مِنَ الطَّرَفَیْنِ وَ اَمَّا الثَّانِیْ فَلِاَنَّهٗ لَا دَلِیْلَ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْجَانِبَیْنِ وَ كَذَا الثَّالِثُ لِاَنَّ الدَّلِیْلَ الَّذِیْ اَقَامَهُ الْمُدَّعِیْ اِنَّمَا یَنْتَهِضُ عَلٰی دَعْوَی الْبَدَاهَةِ لَا عَلَی الْحُكْمِ وَ اَمَّا الرَّابِعُ فَلِاَنَّهٗ لَا دَلِیْلَ فِیْ جَانِبِ الْمُدَّعِیْ. وَ كَذَا الْخَامِسُ لِمَا ذَكَرْنَا مِنْ اِنْتِهَاضِ الدَّلِیْلِ عَلٰی دَعْوَی الْبَدَاهَةِ لَا عَلَی الْحُكْمِ.

ترجمہ: پہلی قسم اس لیے فائدہ مند نہیں ہے۔ کہ جب مدعی نے مطلوب پر استدلال کیا بہت سے دلائل کے ساتھ اور مدمقابل نے اس کی نقیض پر ایک ہی دلیل سے استدلال کیا تو اس ایک دلیل کی وجہ سے یہ تمام دلائل ساقط ہو جائیں گے۔ اور دونوں جانبوں سے کوئی چیز ثابت نہ ہوگی۔ اور دوسری قسم اس لئے فائدہ مند نہیں کہ دونوں جانبوں سے کوئی دلیل نہیں ہے اور اسی طرح تیسری قسم اس لئے کہ وہ دلیل جو مدعی نے قائم کی ہے وہ تو صرف بداہت کے دعویٰ پر قائم ہوتی ہے نہ کہ حکم پر۔ اور چوتھی قسم اس لئے کہ مدعی کی جانب سے کوئی دلیل نہیں۔ اور اسی طرح پانچویں قسم اس دلیل کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کی ہے یعنی دلیل کا بداہت دعویٰ پر قائم ہونا نہ کہ حکم پر۔

تشریح: معارضہ کی مذکورہ بالا اقسام جن بعض کے ہاں جائز نہیں اس عبارت میں ان کے دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔ چناں چہ انہوں نے کہا کہ قسم اوّل "المعارضه علی المعارضة" میں معارضِ اوّل کی دلیل نے معلل کے مدلول کی نفی کر دی پھر معلل نے جب معارض کی دلیل کا معارضہ کیا تو اس نے معارض کے مدلول کی نفی کر دی اور جانبین سے کچھ بھی ثابت نہ ہو سکا جب کہ معارضہ کی بنیاد اثبات پر ہے۔ قسم ثانی "المعارضة بالبداهة علی البدیهی" میں دونوں طرف بداہت ہی بداہت ہے۔ دلیل تو کسی جانب میں بھی نہیں جب کہ معارضہ خصم کی دلیل کے خلاف اقامة دلیل کا نام ہے۔ یعنی جانبین میں دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ اور قسم ثالث "المعارضه بالبداهة علی البدیهی المبین بداهتهٔ بالدلیل" میں مدعی کی دلیل دعویٰ بداہت پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن اصل مدعی دلیل سے خالی ہے جس کے خلاف مدلول پر معارض نے دلیل قائم کرنی ہے۔ یعنی یہاں جانبین میں دلیل نہ ہونے کی وجہ سے

www.besturdubooks.net

معارضہ کا تحقق ہی نہیں۔ اور چوتھی صورت "المعارضة بالدليل على البديهي" میں اگرچہ معارض کی طرف سے دلیل ہے۔ لیکن معارضہ کے تحقق کے لئے جانبین میں دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ اور پانچویں صورت "المعارضة بالدليل على الحكم الذي بيّن المدعي بداهته بالدليل" میں مدعی کی دلیل بداہت پر تو دلالت کرتی ہے لیکن اصل حکم (جس کے خلاف مدلول پر معارض نے دلیل قائم کرنی ہے) دلیل سے خالی ہے۔ لہٰذا جانبین میں دلیل نہ ہونے کی وجہ سے معارضہ کا تحقق نہ ہوگا۔

وَإِنْ تَأَمَّلْتَ فِيمَا ذَكَرْنَا مِنْ تَفْصِيلِ الْأَقْسَامِ الْخَمْسَةِ يَظْهَرُ لَكَ وَجْهُ جَوَازِهَا أَمَّا وَجْهُ جَوَازِ الْأَوَّلِ فَهُوَ أَنَّهُ لَمَّا عَارَضَ الدَّلِيلَ الثَّانِيَ لِلْمُعَلِّلِ دَلِيلٌ مِنَ الْمُعَارِضِ بَقِيَ دَلِيلُهُ الْأَوَّلُ سَالِمًا عَنِ الْمُعَارَضَةِ فَأَحْسِنِ التَّأَمُّلَ لِيَظْهَرَ لَكَ الْحَقُّ.

ترجمہ: اور اگر آپ غور کریں اس بحث میں جو ہم نے ذکر کی ہے یعنی اقسامِ خمسہ کی تفصیل تو آپ کے لیے ان کے جواز کی وجہ بھی ظاہر ہوگی، پہلی قسم کے جواز کی وجہ تو یہ ہے کہ بے شک معلل کی دوسری دلیل پر جب معارض کی جانب سے معارضہ کے طور پر دلیل پیش کی جائے گی تو اس کی پہلی دلیل معارضہ سے صحیح سالم باقی رہے گی۔ پس اچھے طریقہ سے غور وفکر کریں تاکہ آپ کے لیے حق ظاہر ہو جائے۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے ان کے اعتراضات کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ان اعتراضات کا خلاصہ یہ تھا، مذکورہ صورتوں میں معارضہ کی شرط (جانبین کی طرف سے دلیل کا ہونا) محقق نہیں بعض اقسام میں ہر دو جانب میں اور بعض میں ایک جانب میں۔ جواب میں شارح نے ہر صورت میں ہر دو جانب دلیل کا ہونا ثابت کر کے اعتراضات کا مبنی باطل کیا ہے۔ چناں چہ شارح فرماتے ہیں کہ پہلی صورت میں جب معلل نے معارض کی دلیل کا معارضہ کیا، جواباً معارض نے اس کی دلیل کا معارضہ کیا تو معارض کی پہلی دلیل سالم رہ گئی۔ جو معلل کی دلیل اوّل کے خلاف ہے۔ چناں چہ معارضہ محقق ہوگا۔ اور دوسری صورتوں میں جب بداہت ہی کو بمنزلہ دلیل قرار دیں گے تو ہر صورت میں ہر دو جانب میں دلیل کا تحقق ہوگا۔ شاید معترض کو

www.besturdubooks.net

"البدیہی البین بداھتہ بالدلیل" سے شبہ ہوگیا کہ یہاں دلیل ہے، لہٰذا یہاں بداہت مبین بالدلیل نہیں رہی دلیل نہیں لیکن دراصل ایسی صورتوں میں تو خود بداہت کو دلیل قرار دیں گے۔ اور مبین بالدلیل میں دو دلیلیں ہو جائیں گی۔ ایک دعویٰ کی جو بداہت ہے اور دوسری بداہت کی۔

وَالْحَقُّ جَوَازُهٗ أَيْ جَوَازُ مَا تَرَدَّدَ فِيْهِ الْبَعْضُ وَ مِنْهُ أَيْ مِنْ أَجْلِ الْجَوَازِ الْمَذْكُوْرِ اِدَّعَوْا أَيْ أَهْلُ الْمُنَاظَرَةِ أَنَّهٗ أَيِ الشَّأْنُ اِذَا عُوْرِضَ الْبَدِيْهِيُّ بِالْبُرْهَانِ كَانَ ذٰلِكَ الْبُرْهَانُ أَحَقَّ بِالْاِعْتِبَارِ .

ترجمہ: اور حق بات اس کا جواز ہے یعنی اس چیز کا جائز ہونا جس میں بعض نے تردد کیا ہے۔ اور اسی وجہ سے یعنی اس جواز کی وجہ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے دعویٰ کیا انہوں نے یعنی اہل مناظرہ نے کہ بے شک شان یہ ہے کہ جب بدیہی کا معارضہ دلیل کے ساتھ کیا گیا ہو تو یہ دلیل اعتبار کرنے کی زیادہ حقدار ہوگی۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف نے دو مسئلے بیان فرمائے ہیں: (۱) معارضہ کی مذکورہ اقسام کے جواز کی حقیقت ہے۔ چناں چہ اس کی تفصیل گزر چکی۔ (۲) بدیہی اور برہان میں تعارض ہو سکتا ہے اور اس تعارض میں ترجیح برہان کو دی جائے گی۔ یہ مسئلہ مسئلہ اولیٰ پر متفرع ہے کیوں کہ اس مسئلہ پر بظاہر اشکال ہے کہ تعارض تو ادلہ میں ہوتا ہے۔ لہٰذا بدیہی اور برہان میں تعارض نہیں ہو سکتا کیوں کہ بدیہی دلیل نہیں لیکن معارضہ کی مذکورہ اقسام کا جواز اس بنیاد پر تھا کہ بداہت دلیل ہے۔ لہٰذا پہلے مسئلہ میں جب بداہت کو دلیل مان لیا گیا تو مذکورہ اشکال حل ہو گیا۔

كَالنَّقْلِيِّ أَيْ كَمَا أَنَّ الدَّلِيْلَ النَّقْلِيَّ اِذَا عُوْرِضَ بِالْعَقْلِيِّ كَانَ الْعَقْلِيُّ أَحَقَّ بِالْقَبُوْلِ وَالْاِعْتِبَارِ فِيْ جَمِيْعِ الْأَوْقَاتِ اِلَّا اِذَا أَفَادَ الدَّلِيْلُ النَّقْلِيُّ الْقَطْعَ مِثْلَ أَنْ يَّكُوْنَ مُحْكَمًا مِنَ الْقُرْاٰنِ أَوِ الْحَدِيْثِ الْمُتَوَاتِرِ.

ترجمہ: جیسا کہ نقلی دلیل یعنی جیسا کہ بے شک نقلی دلیل کا دلیل عقلی کے ساتھ معارضہ کیا جائے تو ہر صورت میں دلیلِ عقلی قبول کرنے اور اعتبار کرنے کی زیادہ حقدار ہوگی، الا یہ کہ جب دلیلِ نقلی

www.besturdubooks.net

قطعیت کا فائدہ دے جیسا کہ وہ قرآن کریم یا احادیثِ متواتر کے ذریعے محکم ہو۔
تشریح: دلیلِ عقلی اور نقلی میں تعارض کی صورت میں دلیلِ عقلی کو ترجیح دی جائے گی۔ تاہم دلیلِ نقلی اگر قطعی ہو تو وہی راجح ہے۔ "احق بالاعتبار کالنقلی" میں وجہ شبہ بصورت تعارض ترجیح ہے۔
فائدہ: متکلمین کے ہاں پائے جانے والے اس قاعدہ کا یہ مطلب نہیں ہ دلیلِ عقلی مطلقاً دلیلِ نقلی پر راجح ہے۔ اگرچہ قاعدہ مطلقاً بیان کرتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عقلی دلیل قطعی ہو اور نقلی ظنی ہو لیکن دلیلِ نقلی چوں کہ عام طور پر ظنی ہوتی ہے مثلاً حدیثِ قطعی (یعنی حدیثِ متواتر) ظنی (یعنی خبر واحد) کے مقابلہ میں بہت کم ہے اور عقلی عام طور پر قطعی ہوتی ہے۔ اس حالتِ غالبہ کا اعتبار کرتے ہوئے اہلِ فن مطلقاً قاعدہ بیان کر دیتے ہیں۔ لیکن مصنف علام نے مطلقاً بیان نہیں کیا۔

تَبصِرَةٌ اَلْمُرَادُ بِخِلَافِ الْمَدْلُوْلِ الْمُعْتَبَرِ فِیْ مَفْهُوْمِهَا أَيِ الْمُعَارَضَةِ مَا يَتَنَاوَلُ النَّقِيْضَ وَالْاَخَصَّ مِنَ النَّقِيْضِ وَالْمَسَاوِیْ لَهُ.

ترجمہ: تبصرہ: اُس مدلول کے خلاف سے مراد جس کا اعتبار اس کے مفہوم میں کیا جاتا ہے۔ یعنی معارضہ کے مفہوم میں وہ وہ ہے جو نقیض، نقیض سے اخص اور اس کے مساوی پر مشتمل ہو۔
تشریح: معارضہ چوں کہ معلل کے خلاف مدلول پر اقامتِ دلیل کا نام ہے، اس تقریب سے مصنف نے یہاں خلافِ مدلول کی تعریف و اقسام ذکر کی ہیں جو دراصل معارضہ کے فہم میں موجبِ بصیرت ہیں۔ اس لئے تبصرہ کا عنوان قائم کیا۔ چناں چہ فرمایا خلاف مدلول کی بنیاد اختلاف فی المفہوم پر ہے۔ یعنی معارض کا مفہوم مفہومِ معلل سے باعتبار مفہومِ متغایر ہو۔ نیز خلافِ مدلول کی تین قسمیں ہیں: (۱) معارض کا مفہوم معلل کے مفہوم کی نقیض ہو۔ (۲) نقیض سے اخص ہو۔ (۳) نقیض کے مساوی ہو۔ امثلہ شرح میں آ رہی ہیں۔

فَالْاَوَّلُ كَمَا اِذَا اسْتَدَلَّ الْحَكِيْمُ عَلٰى اَنَّ الْعَالَمَ قَدِيْمٌ وَ اسْتَدَلَّ الْمُتَكَلِّمُ مُعَارِضًا عَلٰى اَنَّهُ لَيْسَ بِقَدِيْمٍ وَالثَّانِیْ كَمَا اِسْتَدَلَّ الشَّافِعِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلٰى اَنَّ التَّرْتِيْبَ فِی الْوُضُوْءِ فَرْضٌ وَ اسْتَدَلَّ الْحَنَفِیُّ مُعَارِضًا عَلٰى اَنَّهُ سُنَّةٌ وَالثَّالِثُ كَمَا اِسْتَدَلَّ الْحَكِيْمُ عَلٰى اَنَّ الْجِسْمَ مُرَكَّبٌ مِنَ الْهَيُوْلٰى وَالصُّوْرَةِ وَاسْتَدَلَّ

www.besturdubooks.net

الْمُتَكَلِّمُ مُعَارِضًا عَلٰى اَنَّهٗ مُرَكَّبٌ مِّنَ الْاَجْزَاءِ الَّتِيْ لَا تَتَجَزّٰى.

ترجمہ: پہلی قسم کی مثال جیسا کہ فلسفی استدلال پیش کرے اس بات پر کہ عالم قدیم ہے اور دوسرا متکلم اس کے خلاف معارضہ کے طور پر دلیل پیش کرے اس بات پر کہ بیشک عالم قدیم نہیں ہے اور دوسری قسم کی مثال جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال پیش کیا اس بات پر کہ وضو میں ترتیب فرض ہے اور حنفی نے معارضہ کے طور پر دلیل پیش کی اس بات پر کہ ترتیب سنت ہے۔ اور تیسری قسم کی مثال جیسا کہ حکیم نے اس بات پر دلیل پیش کی کہ جسم مرکب ہے ھیولی اور صورت سے اور متکلم معارضہ کے طور پر دلیل پیش کرے اس بات پر کہ جسم مرکب ہے ایسے اجزاء سے جو متجزی نہیں ہیں۔

تشریح: نقیض کی مثال حکیم جب قِدَمِ عالم پر استدلال کرے تو اس کے خلاف متکلم معارضہ کرتے ہوئے کہے "لیس بقدیم" تو اس مثال میں "العالم قدیم" اور "العالم لیس بقدیم" ایک دوسرے کے خلاف مدلول ہیں۔ اور ایک دوسرے کی نقیض ہیں۔

اخص کی مثال:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ "الترتیب فی الوضوء فرض" پر دلیل قائم کریں اور حنفی ان کے معارضہ میں سنیت پر تو یہاں الترتیب فی الوضوء فرض اور الترتیب فی الوضوء سنۃ دونوں مدلول ایک دوسرے کے خلاف ہیں لیکن سنت فرض کی نقیض "لیس بفرض" سے اخص ہے۔ کیوں کہ "لیس بفرض" کی کئی صورتیں ہیں جس کی ایک خاص صورت سنۃ ہے۔ مساوی کی مثال شارح نے یہ بیان فرمائی ہے کہ حکیم ثابت کرے کہ ان الجسم مولف من الهیولی والصورۃ اس کے معارضہ میں متکلم ثابت کرے کہ "انہ متألف من اجزاء لا یتجزی"۔ لیکن شارح کی اس مثال پر حسین نے نکیر کہ انہ مؤلف من الاجزاء پس "مؤلف من الاجزاء" "مؤلف من الهیولی والصورۃ" سے اخص ہے مساوی نہیں۔ چناں چہ اس کی یہ مثال بھی ذکر کی جاتی ہے کہ کوئی شخص سکون ارض پر دلیل قائم کرے اور ثابت کرے انہا ساکنۃ اس کے معارضہ میں دوسرا شخص ثابت کرے کہ "انہا متحرکۃ" اس مثال میں "انہا متحرکۃ" "انہا ساکنۃ" کی نقیض "لیست بساکنۃ" کے مساوی ہے۔

www.besturdubooks.net

البحث الثامن

① مناقضہ علی سبیل المعارضہ اور مناقضہ علی سبیل النقض کی تعریفیں۔
② اقامہ دلیل سے قبل ورود نقض میں مصنف کی تحقیق۔

www.besturdubooks.net

اَلْبَحْثُ الثَّامِنُ

قَدْ تُنْقَضُ الْمُقَدِّمَةُ الْمُعَيَّنَةُ مِنَ الدَّلِيْلِ بِأَنْ يُّسْتَدَلَّ عَلٰى فَسَادِهَا اَوْ تُعَارَضُ بِأَنْ يُّسْتَدَلَّ عَلٰى خِلَافِهَا وَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْ ذٰلِكَ النَّقْضِ وَالْمُعَارَضَةِ بَعْدَ اِقَامَةِ الْمُعَلِّلِ الدَّلِيْلِ عَلَيْهَا اَىْ عَلٰى تِلْكَ الْمُقَدَّمَةِ وَيُسَمَّى الْمَذْكُوْرُ الَّذِىْ هُوَ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى تِلْكَ الْمُقَدِّمَةِ نَقْضٌ اَوْ مُعَارَضَةٌ مُنَاقَضَةٌ عَلٰى سَبِيْلِ الْمُعَارَضَةِ اَوْ عَلٰى سَبِيْلِ النَّقْضِ نَشْرٌ عَلٰى خِلَافِ تَرْتِيْبِ اللَّفِّ اَخْذًا مِنَ الْاَقْرَبِ وَ ذٰلِكَ اَىْ تَسْمِيَتُهٗ مُنَاقَضَةً لِوُجُوْدِ مَعْنَى الْمَنْعِ فِيْهِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الدَّلِيْلِ الَّذِىْ هِىَ اَىْ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةُ مُقَدِّمَتُهٗ وَ فِيْهِ اَنَّ الْمَنْعَ عَلٰى مَا سَبَقَ طَلَبُ الدَّلِيْلِ وَلَا طَلَبَ هٰهُنَا بَلْ مَقْصُوْدُ السَّائِلِ اِفْسَادُ الدَّلِيْلِ اَوْ اِثْبَاتُ خِلَافِ الْمُقَدِّمَةِ فَالْاَوْلٰى اَنْ يُّقَالَ تَسْمِيَتُهٗ مُنَاقَضَةً لِمُشَارَكَتِهٖ لَهَا فِىْ كَوْنِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا كَلَامًا عَلَى الْمُقَدِّمَةِ.

ترجمہ: آٹھویں بحث: بے شک دلیل کے مقدمہ معینہ پر نقض وارد کیا جا سکتا ہے بایں طور کہ دلیل پیش کرے اس کے فساد پر یا معارضہ پیش کرے بایں طور کہ اس کے خلاف دلیل پیش کرے اور یہ نقض اور معارضہ میں سے ہر ایک معلل کے اس مقدمہ پر دلیل قائم کرنے کے بعد ہو۔ اور جو ذکر کیا گیا ہے اس کی اس مقدمہ کی طرف نقض یا معارضہ کی نسبت ہونے کی وجہ سے اس کا نام رکھا گیا ہے "مناقضہ علی سبیل المعارضہ" یا "علی سبیل النقض" یہ لف ونشر غیر مرتب ہے اقرب کو لیتے ہوئے۔ اور اس کا نام مناقضہ رکھنا اس میں منع کا معنی پائے جانے کی وجہ سے ہے اس دلیل کی جانب نسبت کرتے ہوئے جس کا یہ مقدمہ ہے اور منع پہلے گزری ہوئی بحث کے مطابق طلبِ دلیل کا نام ہے اور یہاں تو کوئی طلب نہیں ہے بلکہ سائل کا مقصود یا تو دلیل کو فاسد کرنا ہے یا مقدمہ کے خلاف کو ثابت کرنا ہے پس زیادہ بہتر یہ ہے کہ کہا جائے کہ اس کا نام مناقضہ رکھنا اس کے ساتھ مشارکت کی وجہ سے ہے کہ ان میں

www.besturdubooks.net

سے ہر ایک میں مقدمہ پر کلام ہے۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ دلیل پر نقض و معارضہ کی ورود کی کچھ صورتیں بیان کی ہیں جنہیں بالترتیب "مناقضه علی سبيل النقض" اور "مناقضه علی سبيل المعارضه" کہا جاتا ہے۔

تعریف مناقضہ علی سبیل النقض: معلل جب کسی معین مقدمہ پر دلیل قائم کر چکے تو سائل کی طرف سے اس مقدمہ کے فساد پر استدلال کرنا "مناقضه علی سبيل النقض" کہلاتا ہے۔

تعریف مناقضہ علی سبیل المعارضہ: معلل جب کسی معین مقدمہ پر دلیل قائم کر چکے تو سائل کی طرف سے اس مقدمہ کے خلاف پر استدلال کرنے کو "مناقضه علی سبيل المعارضة" کہتے ہیں۔

خلاف کی تشریح بحث سابع کے تبصرہ میں گزر چکی ہے۔

دونوں کو مناقضہ کہنے کی وجہ: مصنف فرماتے ہیں جس دلیل کا یہ مقدمہ ہے اس کی نسبت سے انہیں مناقضہ (منع) کہنا صحیح ہے۔ لیکن شارح کی نظر میں یہ وجہ صحیح نہیں کیوں کہ منع تو طلب دلیل کو کہتے ہیں جب کہ "مناقضه علی سبيل النقض" افسادِ دلیل اور "مناقضه علی سبيل المعارضه" اثباتِ خلاف مقدمہ ہے جو کہ طلب سے خالی ہیں کما هو الظاهر لہٰذا مناسب یہ ہے کہ انہیں کلام علی المقدمہ کی مشابہت کی وجہ سے مجازاً منع کہا جائے۔

قوله النشر علی خلاف ترتیب ... الخ۔ اس میں متن پر ہونے والے ایک اشکال کا جواب دیا گیا ہے۔ ❁

سوال: مصنف نے مناقضہ علی سبیل النقض کو مناقضہ علی سبیل المعارضہ سے پہلے ذکر کیا ہے لیکن نام مناقضہ علی سبیل النقض کا پہلے ذکر کیا ہے۔

جواب: اخذ بالاقرب کے نکتہ کی وجہ سے مصنف نے نشر علی غیر ترتیب اللف کو اختیار کیا چناں چہ اب مصنف کی عبارت متصل ہوگئی ہے اور مناقضہ علی سبیل المعارضہ کا نام اس کی تعریف کے پہلو ہی میں آ گیا۔

نشر علی ترتیب اللف چند اشیاء کو اجمالاً بیان کر کے جب ان کی تفصیل کریں تو تفصیل کی

www.besturdubooks.net

ترتیب اجمال کی ترتیب کے موافق ہو اس میں نکتہ لف اور نشر کی موافقت ہے۔ (۲) نشر علی غیر ترتیب لف تفصیل کرتے ہوئے مجملا ذکر کردہ اشیاء میں سے اقرب کو لینا اس میں نکتہ اخذ بالاقرب ہے۔

وَقِيْلَ قَبْلَهَا اَیْ قَبْلَ اِقَامَةِ الدَّلِيْلِ عَلَيْهَا اَيْضًا لِلْعِلْمِ بِلُزُوْمِ الْفَسَادِ عَلٰی اَيِّ حَالٍ اَیْ فَسَادِ الدَّلِيْلِ الَّذِیْ يَسْتَلْزِمُ صِحَّةَ الْمُقَدِّمَةِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ سَوَاءٌ اُقِيْمَ دَلِيْلٌ اَوْلَمْ يُقَمْ اَمَّا اِذَا اُقِيْمَ فَظَاهِرٌ وَ اَمَّا اِذَا لَمْ يُقَمْ فَلِاَنَّهٗ اِذَا كَانَتِ الْمُقَدِّمَةُ نَظَرِيَّةً فَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِلْمُعَلِّلِ عَلَيْهَا دَلِيْلٌ فَنَقْضُ الْمُقَدِّمَةِ يَرْجِعُ اِلٰی اَنَّ الدَّلِيْلَ عَلَيْهَا لَوْ كَانَ صَحِيْحًا يَلْزَمُ مِنْهُ مُحَالٌ لِاَنَّهٗ يَلْزَمُ مِنْ صِحَّتِهٖ صِحَّةُ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةِ مَعَ اَنَّهَا بَاطِلَةٌ۔

ترجمہ: اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے پہلے یعنی اس پر دلیل قائم کرنے سے پہلے بھی لزومِ فساد کو جاننے کی وجہ سے خواہ کسی بھی حالت پر ہو یعنی اس دلیل کے فساد کا جو دلیل صحتِ مقدمہ کو مستلزم ہے خواہ اس پر دلیل قائم کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو۔ اور جب دلیل قائم کی گئی ہو تو ظاہر ہے اور جب دلیل قائم نہ کی گئی ہو تو اس لئے کہ جب مقدمہ نظریہ ہو تو یہ بات ضروری ہے کہ معلل کے پاس اس پر دلیل ہو۔ تو مقدمہ پر نقض اس بات کی جانب لوٹے گا کہ جو دلیل اس مقدمہ پر قائم کی گئی ہے وہ دلیل اگر صحیح ہو تو اس سے محال لازم آتا ہے۔ اس لئے کہ اس دلیل کے صحیح ہونے کی وجہ سے اس مقدمہ کا صحیح ہونا لازم آتا ہے باوجود اس کے کہ وہ مقدمہ باطل ہے۔

تشریح: اقامتِ دلیل کے بعد تو مقدمۂ معینہ پر مناقضہ علی سبیل النقض کا ورود جائز ہے ہی لیکن بعض کی رائے یہ ہے کہ اقامت دلیل سے قبل بھی جائز ہے۔ کیوں کہ دلیل کا مستلزم فساد ہونا تو بہر حال (اقامت سے قبل بھی اور بعد بھی) معلوم ہے۔ لیکن اقامت دلیل کے بعد دلیل کے مستلزمِ فساد کا علم تو ہو سکتا ہے کیوں کہ ملزوم معلوم ہے لیکن اقامت سے قبل دلیل کا مستلزم فساد ہونے کا علم محلِ نظر ہے کیوں کہ جب دلیل یعنی ملزوم ہی معلوم نہیں تو لازم کیسے معلوم ہوگا۔

جواب: اقامتِ دلیل سے قبل دلیل کے مستلزمِ فساد ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ مقدمہ نظری ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے معلل کے پاس دلیل تو ہوگی لہٰذا نقض مقدمہ کا مطلب دراصل یہ

www.besturdubooks.net

ہے کہ اگر دلیل صحیح ہے تو وہ دلیل مستلزمِ محال ہے اور وہ محال ایک باطل مقدمہ کا ثبوت ہے الحاصل دلیل کے مستلزمِ فساد ہونے کی بنیاد مقدمہ کے بطلان کا علم ہے۔

وَلِهٰذَا صَرَّحُوْا بِاَنَّ السَّنَدَ اِذَا كَانَتْ مَادَّتُهٗ مَوْجُوْدَةً بِمَعْنٰى اَنَّ مَا صَدَقَ عَلَيْهِ نَقِيْضُ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ يَكُوْنُ مَوْجُوْدًا مُتَحَقِّقًا فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ يَرْجِعُ الْمَنْعُ اِلَى النَّقْضِ الْاِجْمَالِيِّ لِاَنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ التَّقْدِيْرِ يَظْهَرُ فَسَادُ الْمُقَدِّمَةِ الْمَمْنُوْعَةِ الَّتِيْ هِيَ جُزْءٌ مِّنَ الدَّلِيْلِ وَفَسَادُ الْجُزْءِ مُسْتَلْزِمٌ لِفَسَادِ الْكُلِّ.

ترجمہ: اور اسی لیے انہوں نے تصریح کی ہے اس بات کی کہ بیشک سند جب ایسی ہو کہ اس کا مادہ موجود ہو اس معنی میں کہ جب اس پر مقدمہ ممنوعہ کی نقیض صادق آئے تو وہ نفس الامر میں موجود محقق ہو تو منع نقضِ اجمالی کی جانب لوٹتی ہے اس لئے کہ اس تقدیر پر اس مقدمہ ممنوعہ کا فساد ظاہر ہوتا ہے جو کہ دلیل کا جزء ہے اور جزء کا فساد کل کے فساد کو مستلزم ہے۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تائید پیش کی ہے کہ اقامت دلیل سے قبل بھی مناقضہ علی سبیل المعارضہ وغیرہ کا ورود جائز ہے کہ اہل فن نے تصریح کی ہے کہ جب مادۂ سند موجود ہو یعنی وہ امر موجود ہو جس پر مقدمہ ممنوعہ کی نقیض صادق آئے تو ایسی صورت میں سند محقق فی نفس الامر ہوتی ہے۔ تو ایسی صورت میں یعنی جب سند محقق ہو تو مقدمہ ممنوعہ کے فساد ظاہر ہونے کی وجہ سے اس مقدمہ پر وارد کیا گیا منع دراصل نقضِ اجمالی ہے، کیوں کہ جب مقدمہ یعنی جزء دلیل فاسد ہے تو جزء کے فساد سے کل یعنی دلیل کا فساد لازم آئے گا لہٰذا یہ منع فسادِ دلیل کو واضح کرنے کی وجہ سے دراصل نقض ہے اس تفصیل میں اہل فن نے منع کو جو نقض قرار دیا ہے اس کی بنیاد اقامتِ دلیل نہیں بلکہ فسادِ دلیل کا علم ہے۔

وَ اَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ اَيِ الشَّاْنَ لَا يُلَائِمُ تَقْرِيْرَهٗ اَيْ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرُ مِنَ الْمُنَاقَضَةِ عَلٰى سَبِيْلِ الْمُعَارَضَةِ اَوْ عَلٰى سَبِيْلِ النَّقْضِ بِصُوْرَةِ الْمَنْعِ بِاَنْ يُّقَالَ لَا نُسَلِّمُ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةَ لِاَنَّهٗ كَذَا وَ كَذَا لِتَحَقُّقِ مَادَّةِ السَّنَدِ حِيْنَئِذٍ اَيْ حِيْنَ اِذَا كَانَتِ الْمُقَدِّمَةُ مُتَخَلِّفَةً مِنْ مَدْلُوْلِهَا اَوْ مُعَارِضَةً دَلِيْلُهَا بِدَلِيْلٍ

www.besturdubooks.net

آخَرَ وَكُلَّمَا تَحَقَّقَ مَادَّةُ السَّنَدِ يَرْجِعُ الْمَنْعُ اِلَى النَّقْضِ لِمَا مَرَّ.

ترجمہ: اور آپ جانتے ہو کہ اس کی تقریر موافق نہیں یعنی جو تقریر مناقضہ علی سبیل النقض کی ذکر کی گئی ہے منع کی صورت میں بایں طور کہ کہا جائے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے اس مقدمہ کو اس لئے کہ بیشک وہ ایسا ویسا ہے اس وقت مادۂ سند متحقق ہونے کی وجہ سے یعنی جب مقدمہ کا اپنے بدلول سے تخلف آتا ہو یا اس کی دلیل کا معارضہ دوسری دلیل کے ساتھ ہو اور جب کبھی سند کا مادہ متحقق ہو تو منع نقض کی جانب لوٹے گی اس وجہ سے جو پہلے گزر چکی ہے۔

تشریح: یہ عبارت و قیل قبلہا کی عبارت پر ہونے والے ایک اشکال کا جواب ہے۔

اشکال: اقامتِ دلیل سے قبل سائل کے لیے منع کی گنجائش ہے لہٰذا اس کی طرف سے ایسی صورت میں مقدمہ معینہ پر مناقضہ علی سبیل النقض کا ورود غصب بلاضرورت ہے۔

جواب: ماقبل میں مذکور اہل فن کی تصریح کے مطابق (مادہ سند کے تحقق کی صورت میں جب منع راجع الی النقض ہے) یہ منع درحقیقت منع ہی نہیں لہٰذا سائل کے لیے منع کی گنجائش نہیں۔

ملحوظہ: یہ تقریر حاشیہ حمیدیہ کے مطابق ہے لیکن شارح نے مصنف کی اس عبارت کو ابتدائے بحث کی عبارت سے متعلق کیا ہے کما هو الظاهر من عبارته ای ذالك المذكور الخ۔
لیکن اس پر بعض محشیین نے نقد کیا ہے کہ اقامت دلیل کے بعد منع کے تحقق کا قطعاً سوال ہی نہیں پیدا ہوتا (بلکہ اسی ضرورت کے لیے تو مناقضہ علی سبیل النقض وغیرہ اصطلاح مقرر کی گئی ہے)۔

وَقَدْ وَقَعَ النَّقْضُ عَلَيْهَا أَيْ عَلَى الْمُقَدِّمَةِ بِانْضِمَامِهَا اِلَى مُقَدِّمَةٍ أُخْرَى حَقَّةٍ فِي نَفْسِهَا لِيَلْزَمَ مِنِ اجْتِمَاعِهِمَا الْمُحَالُ وَبِهٰذَا يَظْهَرُ فَسَادُ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةِ ضَرُوْرَةَ عَدَمِ اِسْتِلْزَامِ الْمُقَدِّمَةِ الْحَقَّةِ مُحَالًا وَاِلَّا لَمْ تَكُنْ حَقَّةً فَلَوْ كَانَتْ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةُ صَحِيْحَةً لَمَا لَزِمَ مِنِ اجْتِمَاعِهِمَا الْمُحَالُ.

ترجمہ: اور کبھی یعنی اس مقدمہ پر نقض واقع ہوتا ہے اس کو دوسرے ایسے مقدمہ کے ساتھ

www.besturdubooks.net

ملانے کی وجہ سے جو فی نفسہا حق ہو۔ ان دونوں کے اجتماع کے محال ہونے کی وجہ سے اور اس کے ساتھ اس مقدمہ کا فساد ظاہر ہو جائے گا لازما کیوں کہ جو مقدمہ حقہ ہے وہ محال کو مستلزم نہیں ورنہ وہ حقہ نہ ہوتا پس اگر یہ مقدمہ بھی صحیح ہوتا تو ان دونوں کے اجتماع سے محال لازم نہ آتا۔

تشریح: اس عبارت میں مناقضہ علی سبیل النقض کا ایک اور طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اسی مقدمہ (جس پر نقض کرنا ہے) کے ساتھ مقدمہ حقہ کو ملا کر لزومِ محال ثابت کیا جائے اور کہا جائے کہ محال یا تو مقدمہ منقوضہ کی وجہ سے ہے یا مقدمہ حقہ کی وجہ سے۔ دوسری صورت تو ممتنع ہے ورنہ یہ مقدمہ حقہ نہیں رہے گا لہٰذا مقدمہ منقوضہ کا مستلزمِ محال ہونا لازم ہے۔ فلہٰذا یہ مقدمہ باطل ہے۔

www.besturdubooks.net

البحث التاسع مع التکملۃ

سوالات ثلاثہ کے متعلق ضوابط

① مغالطہ آفریں دلیل پر نقض وارد کرنا ہی مستحسن ہے۔

② جب سوالات ثلاثہ کی گنجائش ہو تو منع کی تقدیم اور معارضہ کی تاخیر مستحسن ہے۔

③ نقض و منع کی بعض پیچیدہ صورتوں میں مصنف کی تحقیق۔

www.besturdubooks.net

اَلْبَحْثُ التَّاسِعُ مَعَ التَّكْمِلَة

لَا يُحْسِنُ اِيْرَادُ النَّقْضِ وَالْمُعَارَضَةِ اِذَا كَانَ الْمُسْتَدِلُّ مُشَكِّكًا مُغَالِطًا يَكُوْنُ غَرَضُهُ التَّشْكِيْكَ لِاَنَّهُ لَا يَدَّعِىْ حَقِيْقَةَ مَقَالِهِ وَاِنَّمَا يُنْتَفٰى بِهِمَا تِلْكَ بَلْ غَرَضُهُ مِنْ اِيْرَادِ الدَّلِيْلِ اِيْقَاعُ الشَّكِّ فِىْ ذِهْنِ الْمُخَاطَبِ وَهُوَ اَىْ اِيْقَاعُ الشَّكِّ بَاقٍ بَعْدَ النَّقْضِ وَالْمُعَارَضَةِ فَلَا يَنْفَعَانِ وَمَا لَا يَنْفَعُ لَا يُحْسِنُ ذِكْرُهُ دُوْنَ الْمُنَاقَضَةِ فَاِنَّهُ عَيْنُ اِيْرَادِهَا اِذِالْغَرَضُ مِنْهَا ظُهُوْرُ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ اِبْطَالُ غَرَضِهٖ حَتّٰى يُنَافِيْهَا بَقَاؤُهٗ.

ترجمہ: نویں بحث: جب مستدل شک میں ڈالنے والا یا مغالطہ میں ڈالنے والا ہو، تو اس پر نقض اور معارضہ پیش کرنا مستحسن نہیں ہے۔ اس کی غرض شک میں ڈالنا ہوگی۔ اس لئے کہ وہ اپنی بات کے حق ہونے کا دعویٰ نہیں کر رہا۔ اور یقیناً ان دونوں کے ساتھ تو اسی کی نفی کی جاتی ہے بلکہ اس کی غرض دلیل وارد کرنے سے مخاطب کے ذہن میں شک ڈالنا ہے۔ اور شک میں ڈالنا نقض اور معارضہ کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ پس وہ دونوں فائدہ مند نہ ہوں گے۔ اور جو چیز فائدہ مند نہ ہو اس کا ذکر مستحسن نہیں ہے۔ جب کہ مناقضہ غیر مستحسن نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا وارد کرنا مستحسن ہے کیوں کہ اس سے غرض اس مقدمہ کو ظاہر کرنا ہوتا ہے اور اس سے اس کی غرض کا باطل ہونا لازم نہیں آتا تاکہ اس غرض کے منافی کی بقا لازم آئے۔

تشریح: مستدل کا مقصد محض تشکیک یا مغالطہ آمیزی ہو تو اس کی دلیل پر نقض و معارضہ وارد کرنا مستحسن نہیں بلکہ منع مستحسن ہے۔ کیوں کہ نقض و معارضہ کا مقصد ابطالِ دلیل یا ابطالِ مدلول ہے۔ لہٰذا یہ مستحسن ہوتے اگر مستدل کا مقصد حقیقتِ دلیل یا حقیقتِ مدلول ہوتا۔ مگر اس کی غرض مغالطہ ہے۔ جس کا ازالہ غلطی کی تعیین سے ہوگا اور غلطی کی تعیین منع سے ہوتی ہے۔

وَلَعَلَّ عَدَّ هٰذَا الْبَحْثِ مِنَ الْمَقَاصِدِ مَبْنِىٌّ عَلٰى تَقْدِيْرِ كَوْنِ الْمُعْتَبَرِ فِى الْمُنَاظَرَةِ قَصْدُ اِظْهَارِ الصَّوَابِ فِى الْجُمْلَةِ وَلَوْ مِنْ جَانِبٍ وَاَمَّا اِذَا اعْتُبِرَ فِيْهَا

www.besturdubooks.net

ذٰلِكَ مِنَ الْجَانِبَيْنِ فَلَا وَجْهَ لِإِدْرَاجِ هٰذَا الْبَحْثِ فِي الْمَقَاصِدِ لِأَنَّهُ عَلٰى ذٰلِكَ التَّقْدِيْرِ لَمْ يَكُنِ الْمُخَاطَبَةُ مَعَ الْمُسْتَدِلِّ مُنَاظَرَةً عَلٰى اَيِّ وَجْهٍ كَانَ.

ترجمہ: اور شاید کہ ماتن نے اس بحث کو مناظرہ کے مقاصد میں شمار کیا ہے۔ اس بات پر اس کا دار و مدار رکھتے ہوئے کہ مناظرہ میں اظہار صواب کا اعتبار فی الجملۃ کیا جاتا ہے، اگرچہ وہ ایک جانب سے ہو اور جب اس میں اس کا جانبین سے اعتبار کیا جائے تو اس بحث کو مقاصد میں درج کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس صورت میں مستدل کے ساتھ خطاب کرنا مناظرہ نہیں کہلائے گا۔ خواہ وہ کسی طریقہ پر ہو۔

تشریح: اس عبارت میں شارح نے ایک فائدہ بیان کیا ہے۔ مغالطہ آمیزی اگرچہ غرض مناظرہ (اظہار صواب) کے منافی ہے اور اس کے متعلقہ مسائل مقاصدِ فن میں سے نہیں لیکن اس کے باوجود اس کو مقاصد میں درج کر دیا گیا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر یہ بات ہو کہ ایک جانب سے بھی غرض اظہارِ صواب ہو تو مناظرہ متحقق ہو جائے گا۔ ورنہ جانبین سے اعتبار کرنے کی صورت میں یہ صورت مجادلہ اور مکابرہ کی ہے۔ اور اس کے متعلقہ مسائل مقاصدِ فن میں درج ہونے کے لائق نہیں۔

وَإِذَا اجْتَمَعَ الْمُنُوْعُ الثَّلَاثَةُ فَالْمَنْعُ اَحَقُّ بِالتَّقْدِيْمِ عَلٰى كُلٍّ مِّنَ الْاٰخَرَيْنِ لِأَنَّ فِي الْاٰخَرَيْنِ عُدُوْلُ السَّائِلِ عَمَّا هُوَ حَقُّهٗ لِأَنَّ حَقَّ السَّائِلِ اَنْ يَّسْتَفْسِرَ وَلَا يَتَعَرَّضَ لِلدَّلِيْلِ الْمُعَلَّلِ بِالْإِفْسَادِ لَا صَرِيْحًا وَلَا ضِمْنًا وَيُمْكِنُ اَنْ يُّوَجَّهَ تَقْدِيْمُ الْمَنْعِ بِأَنَّهٗ قَدْحٌ فِي جُزْءِ الدَّلِيْلِ وَقَدْ يَتَحَقَّقُ قَبْلَ اِتْمَامِ الدَّلِيْلِ اَيْضًا بِخِلَافِ الْاٰخَرَيْنِ وَالْمُعَارَضَةُ اَحَقُّ بِالتَّاْخِيْرِ لِأَنَّهَا قَدْحٌ فِي صِحَّةِ الدَّلِيْلِ ضِمْنًا وَقِيْلَ يَتَقَدَّمُ النَّقْضُ عَلَى الْمُنَاقَضَةِ لِأَنَّ النَّقْضَ اَقْوٰى مِنْهَا لِأَنَّهٗ يَقْدَحُ فِي صِحَّةِ الدَّلِيْلِ بِخِلَافِ الْمُنَاقَضَةِ وَهُمَا مُقَدَّمَانِ عَلَى الْمُعَارَضَةِ.

ترجمہ: اور جب تینوں منعیں جمع ہو جائیں تو منع دوسری دو پر تقدیم کی زیادہ حقدار ہے۔ اس لئے کہ دوسری دو میں سائل اپنے حق سے تجاوز کرتا ہے۔ اس لئے کہ سائل کا حق یہ ہے کہ وہ

www.besturdubooks.net

استفسار کرے۔ اور معلل کی دلیل کو فاسد کرنے کی کوشش نہ کرے۔ نہ صراحتاً اور نہ ہی ضمناً۔ اور ہوسکتا ہے کہ منع کو مقدم کرنے کی یہ وجہ قرار دی جائے کہ وہ دلیل کے جزء پر اعتراض کرتا ہے۔ اور وہ کبھی دلیل کے پورا ہونے سے پہلے بھی پایا جاسکتا ہے۔ بخلاف دوسری دو کے۔ اور معارضہ مؤخر کرنے کے زیادہ لائق ہے اس لئے کہ وہ ضمناً دلیل کی صحت کے بارے میں اعتراض کرنا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نقض مناقضہ پر مقدم ہوگی اس لئے کہ نقض ان دونوں سے زیادہ قوی ہے۔ اس لئے کہ وہ اعتراض ہوتا ہے دلیل کی صحت کے بارے میں بخلاف مناقضہ کے۔ اور یہ دونوں معارضہ پر مقدم ہوتے ہیں۔

تشریح: اس عبارت میں منوع ثلاثہ کی تقدیم وتاخیر کے متعلق دو قول ذکر کیے گئے ہیں۔

قول (۱): منع مقدم ہے اور معارضہ مؤخر ہے۔ تقدیم کی ایک وجہ مصنف نے بیان کی ہے اور ایک شارح نے۔

وجہ تقدیم منع از مصنف: منع ہی سائل کا اصل وظیفہ ہے جب کہ نقض اور معارضہ میں اصل حق سے عدول ہے۔ کیوں کہ سائل کے لیے اصلاً سوال ہے افسادِ صریح یا ضمنی کے ذریعہ دلیل سے تعرض کرنا سائل کا حق نہیں ہے۔ افسادِ صریح نقض میں ہوتا ہے اور ضمنی معارضہ میں۔

وجہ تقدیم منع از شارح: منع چوں کہ جزو دلیل پر اعتراض ہے اور ایسا اعتراض اتمامِ دلیل سے قبل بھی ہوسکتا ہے، اور نقض و معارضہ اتمامِ دلیل کے بعد وارد ہوتے ہیں۔ لہٰذا منع کا وقت نقض اور معارضہ سے پہلے ہے۔

وجہ تاخیرِ معارضہ: معارضہ اصالتاً نافی مدلول اور ضمناً نافی دلیل ہے۔ جب کہ سائل کے لیے اصل یہ ہے کہ مدلول کے بجائے دلیل سے تعرض کرے لہٰذا معارضہ اصل مقصد میں ایک ضمنی چیز ہے۔

قول (۲): نقض منع پر مقدم ہے تاہم معارضہ حسب سابق سب سے مؤخر ہے۔

تقدیم نقض: کیوں کہ نقض کے ذریعے دلیل کا خدشہ ظاہر کیا جاتا ہے اور دلیل سے تعرض کرنا ہی سائل کا اصل وظیفہ ہے۔

قَالَ فِيمَا نُقِلَ عَنْهُ قَدْ يُقَالُ اِنَّ الْمُعَارَضَةَ اَقْوٰى مِنَ النَّقْضِ نَفْيًا وَ رَفْعًا لِاَنَّ

www.besturdubooks.net

الْمُعَارَضَةَ نَفْيُ الْمَدْلُوْلِ وَ يَلْزَمُ مِنْهُ نَفْيُ الدَّلِيْلِ اَيْضًا لِاَنَّ الدَّلِيْلَ مَلْزُوْمُ الْمَدْلُوْلِ وَ نَفْيُ اللُّزُوْمِ يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ الْمَلْزُوْمِ لِضَرُوْرَةٍ بِخِلَافِ النَّقْضِ فَاِنَّهٗ نَفْيُ الدَّلِيْلِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ نَفْيُ الْمَدْلُوْلِ لِاَنَّ نَفْيَ الْمَلْزُوْمِ لَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ اللَّازِمِ تَمَّ كَلَامُهٗ.

ترجمہ: ماتن نے کہا جو اس سے منقول ہے اس میں کہا گیا ہے کہ بیشک معارضہ نقض سے زیادہ قوی ہے نفیاً بھی اور رفعاً بھی اس لئے کہ معارضہ مدلول کی نفی کو کہتے ہیں۔ اور اس سے دلیل کی نفی بھی لازم آتی ہے۔ اس لئے کہ دلیل مدلول کا ملزوم ہے۔ اور لازم کی نفی بداہتاً ملزوم کی نفی کو مستلزم ہے۔ بخلاف نقض کے کیونکہ وہ دلیل کی نفی ہے اور دلیل کی نفی سے مدلول کی نفی لازم نہیں آتی اس لیے کہ ملزوم کی نفی لزوم کی نفی کو مستلزم نہیں۔ یہاں تک اس کا کلام مکمل ہوا۔

تشریح: نقض قوی ہے یا معارضہ۔ اس مسئلہ میں شارح نے "منہیہ" کی ایک عبارت نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ معارضہ قوی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ معارضہ نفی مدلول ہے اور نفی مدلول نفی دلیل کو مستلزم ہے۔ لہٰذا معارضہ مدلول اور دلیل دونوں کے لیے نافی ہے۔

بیان ملازمہ: دلیل مدلول کے لیے ملزوم ہے۔ اور مدلول دلیل کو لازم ہے اور نفیِ لازم مستلزمِ نفی مدلول ہے لیکن نقض صرف نفی دلیل ہے۔ اور نفی ملزوم نفی لزوم کو مستلزم نہیں لہٰذا نقض سے فقط دلیل کی نفی ہوگی۔ اس لیے نقض معارضہ سے کمزور ہے۔

لَا يُقَالُ نَفْيُ الْمَلْزُوْمِ قَدْ يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ اللَّازِمِ كَمَا اِذَا كَانَ اللَّازِمُ مُسَاوِيًا لِاَنَّا نَقُوْلُ اِنَّمَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيُهٗ نَفْيَ اللَّازِمِ لِاَنَّهٗ لَازِمٌ وَ نَفْيُهٗ نَفْيُ اللَّازِمِ لَا مِنْ حَيْثُ هُوَ مَلْزُوْمٌ لِجَوَازِ اَنْ يَّكُوْنَ اللَّازِمُ اَعَمَّ كَالْحَرَارَةِ لِلنَّارِ.

ترجمہ: یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ ملزوم کی نفی کبھی کبھی لازم کی نفی کو مستلزم ہوتی ہے۔ جیسا کہ جب مساوی ہو اس لئے کہ ہم جواب دیں گے کہ ملزوم کی نفی لازم کی نفی کو مستلزم ہے۔ اس لئے کہ بیشک وہ لازم ہے اور اس کی نفی لازم کی نفی ہے۔ اس حیثیت سے نہیں کہ وہ ملزوم ہے کیوں کہ یہ ہو سکتا ہے کہ لازم اعم ہو۔ جیسے حرارت آگ کے لئے۔

www.besturdubooks.net

تشریح: سابق میں قاعدہ بیان کیا گیا ہے لازم ہی مستلزمِ نفی ملزوم ہے۔ اس عبارت میں اس قاعدے پر ایک اعتراض کا جواب ہے۔

اعتراض: لازم مساوی کی صورت میں ملزوم بھی نفی لازم کو مستلزم ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ قاعدہ صحیح نہیں۔

جواب: یہاں دو باتیں ہیں: (۱) ملزوم کہنا۔ (۲) استلزام۔ چناں چہ ملزوم کہنے میں تو جہاں لزوم مساوی ہو تو کسی کو بھی ملزوم کہہ سکتے ہیں۔ لیکن استلزام کا تعلق ملزوم ہی سے ہوگا۔ چناں چہ لزوم مساوی میں ہر ایک امر دوسرے امر کی نفی کو جب ہی مستلزم ہوتا ہے جب اس میں ملزوم کا اعتبار ہوتا ہے۔ ورنہ قاعدہ اگر یہی بنایا جائے کہ لازم یا ملزوم میں سے ہر ایک دوسرے کی نفی کو مستلزم ہے تو یہ قاعدہ لزومِ اعم کی صورت میں ٹوٹ جائے گا۔

تَكْمِلَةٌ: أَيْ هٰذِهٖ تَكْمِلَةُ الْاَبْحَاثِ التِّسْعَةِ نُقِضَ الْحَصْرُ أَيْ حَصْرُ الْبَحْثِ فِي الثَّلَاثَةِ يَعْنِي الْمَنْعَ وَالنَّقْضَ وَالْمُعَارَضَةَ بِقَدْحِ الدَّلِيْلِ إِمَّا لِعَدَمِ اِسْتِلْزَامِهٖ لِلدَّعْوٰى كَأَنْ يُّقَالَ دَلِيْلُكُمْ لَا يَسْتَلْزِمُ مُدَّعَاكُمْ إِمَّا مَعَ شَاهِدٍ عَلٰى عَدَمِ الْاِسْتِلْزَامِ اَوْ بِدُوْنِهٖ اَوْ لِاحْتِيَاجِهٖ إِلٰى مُقَدِّمَةٍ لَمْ تُذْكَرْ سَوَاءٌ بُيِّنَ تِلْكَ الْمُقَدِّمَةُ اَوْ لَمْ تُبَيَّنْ اَوْ لِاسْتِدْرَاكِهَا أَيْ مُقَدِّمَةٍ مِنَ الدَّلِيْلِ أَوْ بِالْمُصَادَرَةِ عَلَى الْمَطْلُوْبِ عَطْفٌ عَلٰى قَوْلِهٖ بِقَدْحٍ بِأَنْ يُّقَالَ هٰذَا الدَّلِيْلُ أَوْ جُزْؤُهٗ إِنَّمَا يَتِمُّ وَيَصِحُّ وَصَحَّ الْمَدْلُوْلُ أَوْ جُزْؤُهٗ مَعَ شَاهِدٍ اَوْ بِدُوْنِهٖ أَوْ بِمَنْعِ مَا يَلْزَمُ صِحَّةَ الدَّلِيْلِ بِأَنْ يُّقَالَ إِنَّمَا يَصِحُّ هٰذَا الدَّلِيْلُ أَنْ لَوْ كَانَ كَذَا وَ ذَا مَمْنُوْعٌ فَإِنَّ هٰذِهِ الْأَسْئِلَةَ الْخَمْسَةَ مِنْ اَفْرَادِ الْبَحْثِ وَ لَيْسَ شَيْءٌ مِنْهَا مِنَ الْمَنُوْعِ الثَّلَاثَةِ الْمَذْكُوْرَةِ.

ترجمہ: تکملة: یعنی یہ ابحاثِ تسعہ کا تکملہ ہے۔ بحث کو تین یعنی منع، نقض اور معارضہ میں منحصر کرنے پر اعتراض کیا گیا ہے۔ قدحِ دلیل کی صورت میں یا تو اس دلیل کے دعویٰ کو مستلزم نہ ہونے کے لحاظ سے ہوگی جیسا کہ کہا جائے کہ تمہاری دلیل تمہارے مدعا کو مستلزم نہیں ہے۔ یا عدمِ استلزام پر شاہد پیش کرنے کے ساتھ ہوگی یا اس کے بغیر ہوگی یا وہ اس دلیل کے ایسے

www.besturdubooks.net

مقدمہ کی جانب محتاج ہونے کی وجہ سے جس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ خواہ وہ اس مقدمہ کو بیان کرے یا نہ کرے یا دلیل کے مقدمہ کے استدراک کے لحاظ سے ہوگی یا مصادرۃ علی المطلوب کے ساتھ ہوگی۔ اور "بالمصادرۃ" کا عطف بقدح پر ہے۔ بایں طور کہ کہا جائے کہ یہ دلیل یا دلیل کا جزء صرف اس صورت میں تام اور صحیح ہوگا جب مدلول یا اس کا جزء صحیح ہوگا۔ خواہ اس کے ساتھ شاہد ہو یا نہ ہو یا قدح اس چیز پر منع وارد کرنے کی صورت جو صحت دلیل کو لازم ہے بایں طور کہ کہا جائے کہ یہ دلیل تب صحیح ہوگی اگر اس طرح ہوا اور یہ ممنوع ہے پس یہ پانچواں سوال بھی بحث کے افراد میں سے ہے۔ حالاں کہ ان میں سے کوئی بھی ان تینوں معنوں میں سے نہیں ہے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

تشریح: سابق مباحث میں بحث کے جو قواعد منضبط کیے گئے ہیں ان میں سائل کے وظائف کو منع، نقض اور معارضہ میں منحصر کیا گیا ہے۔ اس انحصار پر ہونے والے ایک اعتراض کو تکملہ میں حل کیا گیا ہے۔ چناں چہ عبارت مذکورہ میں اعتراض کی تقریر ہے۔

اعتراض: سائل کے وظائف کو منع نقض اور معارضہ میں منحصر کرنا صحیح نہیں کیوں کہ سائل کے لیے مستدل کی دلیل کا جائزہ لینے کے پانچ طریقے اور بھی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں: (۱) دلیل دعویٰ کو مستلزم نہ ہونے کی وجہ سے مخدوش ہے۔ (۲) دلیل محتاج الی المقدمہ ہونے کی وجہ سے مخدوش ہے۔ (۳) دلیل میں کوئی مقدمہ بلاضرورت ہے۔ (۴) یہ دلیل مصادرۃ علی المطلوب کو مستلزم ہے۔ (۵) صحت دلیل کا ملزوم ممنوع ہونے کی وجہ سے دلیل میں قدح کرنا۔

فَيُجَابُ عَنِ الْأَوَّلِ وَهُوَ النَّقْضُ بِالْقَدْحِ لِعَدَمِ الْإِسْتِلْزَامِ وَعَنِ الثَّانِيْ وَهُوَ النَّقْضُ بِالْقَدْحِ لِلْإِحْتِيَاجِ إِلٰى مُقَدِّمَةٍ وَعَنِ الرَّابِعِ وَهُوَ النَّقْضُ بِالْمُصَادَرَةِ عَلَى الْمَطْلُوْبِ بِأَنَّهُ أَيِ الْمَذْكُوْرُ إِنْ كَانَ بِشَاهِدٍ أَيْ مَعَ شَاهِدٍ يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ فَنَقْضٌ أَيْ فَهُوَ نَقْضٌ حَيْثُ يَصْدُقُ مَعْنَى النَّقْضِ عَلَيْهِ وَهُوَ بَيَانُ فَسَادِ الدَّلِيْلِ بِشَاهِدٍ مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِمَدْلُوْلِهٖ وَإِلَّا أَيْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَ شَاهِدٍ يَدُلُّ عَلَيْهِ فَمُكَابَرَةٌ غَيْرُ مَسْمُوْعَةٍ وَكَلَامُنَا فِي الْأَبْحَاثِ الْمَسْمُوْعَةِ وَيُجَابُ عَنِ الثَّالِثِ وَهُوَ النَّقْضُ بِقَدْحِ الدَّلِيْلِ لِاسْتِدْرَاكِ مُقَدِّمَةٍ مِنْ مُقَدِّمَاتِهٖ

www.besturdubooks.net

بِأَنَّهُ لَا يُنَافِيْ غَرَضَ الْمُنَاظِرِ إِذْ غَرَضُ الْمُعَلِّلِ إِثْبَاتُ مَطْلَبِهٖ بِالدَّلِيْلِ وَ ذَا يَحْصُلُ وَإِنْ كَانَ بَعْضُ مُقَدِّمَاتِهٖ مُسْتَدْرَكَةً غَايَتُهٗ أَنَّهٗ تَرَكَ الْأَوْلٰى وَ تَعَرَّضَ لِمُقَدِّمَةٍ لَا تَعَلُّقَ لَهَا بِالْمَطْلُوْبِ زَائِدَةً يَجُوْزُ إِثْبَاتُ الْمَدْلُوْلِ بِدُوْنِ ذِكْرِهَا فَالسُّؤَالُ عَلَيْهِ بِتَرْكِ الْأَوْلٰى فِي التَّكَلُّمِ لَيْسَ مِنَ الْبَحْثِ فِيْ شَيْءٍ وَعَنِ الْخَامِسِ وَهُوَ النَّقْضُ بِمَنْعِ مَا يَلْزَمُ صِحَّةَ الدَّلِيْلِ بِتَفْسِيْرِ الْمُقَدِّمَةِ الْمَأْخُوْذَةِ فِيْ حَدِّ الْمَنْعِ بِمَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ صِحَّةُ الدَّلِيْلِ سَوَاءٌ كَانَ جُزْءَهٗ أَوْ لَا كَمَا سَبَقَ أَوْ تَفْسِيْرُهَا بِقَوْلِهٖ مَا لَا يُمْكِنُ صِحَّةُ الدَّلِيْلِ وَتَمَامُهٗ بِدُوْنِهٖ فَذٰلِكَ الْمَنْعُ دَاخِلٌ فِي الْمَنْعِ فَلَمَّا تَقَرَّرَ مَا ذُكِرَ لَمْ يُوْجَدْ بَحْثٌ مَسْمُوْعٌ مِّنَ السَّائِلِ إِلَّا وَ أَنْ يَّكُوْنَ دَاخِلًا فِيْ وَاحِدٍ مِّنَ الثَّلَاثَةِ.

ترجمہ: پس پہلی صورت کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ عدمِ استلزام کی وجہ سے قدح کے ساتھ نقض وارد کرنا ہے اور دوسری صورت کا یہ کہ وہ دلیل کا کسی مقدمہ کی جانب احتیاج کی وجہ سے قدح کے ساتھ نقض وارد کرنا ہے۔ اور چوتھی کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ وہ مصادرة علی المطلوب کے ساتھ نقض وارد کرنا ہے۔ بیشک وہ چیز یعنی جو ذکر کی گئی ہے اگر وہ شاہد کے ساتھ ہو یعنی ایسے شاہد کے ساتھ ہو جو اس پر دلالت کرتا ہے تو وہ نقض ہے۔ یعنی "لیس" نقض ہے۔ کیوں کہ نقض کا معنی اس پر صادق آتا ہے۔ اور وہ شاہد کے ساتھ دلیل کے فساد کو بیان کرنا ہے مدلول کے ساتھ کسی قسم کا تعارض کیے بغیر۔ اور اگر نہیں یعنی اگر ایسے شاہد کے ساتھ نہ ہو جو اس پر دلالت کرتا ہے تو وہ مکابرہ ہے جو نا قابلِ سماعت ہے اور ہمارا کلام قابلِ سماعت ابحاث میں ہے۔ اور تیسری صورت کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ وہ اس دلیل کے مقدمات میں سے کسی مقدمہ کے استدراک کی وجہ سے قدح دلیل کے ساتھ نقض وارد کرنا ہے اور یہ مناظرہ کی غرض کے منافی نہیں ہے کیوں کہ مناظرہ کی غرض اپنے مقصود کو دلیل کے ساتھ ثابت کرنا ہے۔ اور یہ حاصل ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے مقدمات میں سے بعض زائد ہوں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس نے اولیٰ کو ترک کیا ہے اور وہ ایسے زائد مقدمات کے درپے ہوا جس کا مطلوب کے ساتھ تعلق نہیں ہے کیوں کہ اس کے ذکر کے بغیر بھی مدلول کا اثبات ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس پر تکلم میں

www.besturdubooks.net

اولیٰ کو ترک کرنے کی وجہ سے اعتراض کرنے کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور پانچویں صورت یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ وہ نقض وارد کرنا ہے یہ بتا کر کہ جو دلیل کی صحت کو لازم ہے وہ ممنوع ہے۔ مقدمہ کی اس تفسیر کی وجہ سے جو منع کی تعریف سے حاصل ہوتی ہے تو مقدمہ کی تفسیر اس چیز کے ساتھ جس پر دلی دلیل کی موقوف ہے۔ تو وہ اس کا جزء ہو یا نہ ہو جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔ یا اس کی تفسیر اس قول کے ساتھ کہ اس کے بغیر دلیل کی صحت اور اس کا پورا ہونا ممکن ہی نہ ہو تو یہ منع منع میں داخل ہے۔ پس یہ بات پختہ ہوگئی کہ جو کہ کیا گیا ہے اس میں سائل کی جانب سے قابل سماعت بحث نہیں پائی جاتی کیوں کہ وہ اس میں سے کسی نہ کسی ایک میں داخل ہے۔

تشریح: اس عبارت میں ماقبل میں مذکور اعتراض کا جواب ہے اور وہ یہ کہ مذکورہ بالا پانچ صورتوں میں نمبر ۱ اور نمبر ۲ اور ۳ اگر بدون الشاہد ہیں تو مکابرہ ہے اگر مع الشاہد ہو تو دراصل یہ نقض ہی ہے کیوں کہ نقض نام ہے مدلول سے تعرض کیے بغیر شاہد سے تمسک کرتے ہوئے فساد دلیل کو واضح کرنے کا۔ اور مذکورہ صورتوں میں تمسک بالشاہد بھی ہے اور مقصد بھی فساد دلیل کا بیان ہے اور تیسری صورت (یعنی سوال کرنا کہ فلاں مقدمہ بلا ضرورت ہے) خارج از بحث ہے کیوں کہ معلل کی دلیل میں ایسا کوئی مقدمہ آ جانا اس کی غرض کے منافی نہیں۔ غایت مافی الباب معلل کے لیے اس کا ترک کر دینا اولیٰ ہونا چاہیے۔ لہٰذا اس طرح کا الجھاؤ سائل کے لیے نافع نہیں اور فن میں سائل کے لیے نافع وظائف بتائے گئے ہیں۔ اور پانچویں صورت دراصل منع ہے کیوں کہ مقدمہ کی دو تفسیریں ہیں: (۱) جس پر صحتِ دلیل موقوف ہو۔ (۲) جس کے بغیر صحت یا تمامیتِ دلیل ممکن نہ ہو چناں چہ مقدمہ کی دوسری تفسیر کے مطابق پانچواں اعتراض دراصل صحتِ مقدمہ کا مطالبہ ہے لہٰذا منع کی تعریف اس پر منطبق ہے تاہم معترض کو مقدمہ کی تفسیر نمبر ۱ معنیٰ میں ملحوظ رکھنے کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔ الحاصل مذکورہ صورتوں میں بعض نقض اجمالی کے تحت اور بعض تفصیلی کے تحت داخل ہیں۔ لہٰذا وظائف سائل منعِ نقض اور معارضہ ہی میں منحصر ہیں۔

وَ أَمَّا الْغَصْبُ إِذَا كَانَ بِطَرِيْقِ الْبَحْثِ كَمَا إِذَا تَصَدّٰى السَّائِلُ لِنَفْيِ الْمُقَدِّمَةِ الْمُعَيَّنَةِ وَلَمْ يَتَعَرَّضْ بِمَنْعِهَا أَصْلًا فَهُوَ غَيْرُ مَسْمُوْعٍ أَيْضًا عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ

www.besturdubooks.net

فَلَا یَرِدُ بِہِ النَّقْضُ.

ترجمہ: اور بہرحال غصب جب کہ وہ بحث کے طریقے پر ہو جیسا کہ جب سائل مقدمہ معینہ کی نفی کرنے کے درپے ہو اور اس نے اس پر کسی قسم کی منع پیش نہ کی ہو تو وہ بھی محققین کے نزدیک قابلِ سماعت نہیں ہے۔ تو اس کی وجہ سے بھی نقض وارد نہیں ہوتا۔

تشریح: مذکورہ اعتراض مندرجہ بالا صورتوں کے علاوہ ایک اور صورت کو بھی لے کر کیا جاتا ہے اس عبارت میں شارح نے اس کا جواب دیا ہے۔

اعتراض: سائل کبھی مقدمہ معینہ پر دلیل کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ کسی معین مقدمہ کی نفی کرتا ہے۔ جس کو اصطلاح میں غصب کہتے ہیں۔

جواب: سائل کی یہ گفتگو قابل سماعت نہیں لہٰذا وظائف مسائل تین ہی میں منحصر ہیں۔ تاہم ایک قید لگانی ہوگی کہ سائل کے قابل سماعت وظائف تین ہیں: منع، نقض، معارضہ۔

خاتمہ

بحث ثانی میں جو اصول بیان کیا گیا تھا کہ تعریفات میں ضمناً احکام موجود ہوتے ہیں اور انہی ضمنی احکام میں مناظرہ ہوتا ہے خاتمہ میں اصول کے علی الرغم ایک رائے کی تردید کی گئی ہے۔

ثُمَّ لَمَّا فَرَغَ مِنْ بَیَانِ الْاَبْحَاثِ التِّسْعَةِ اَرَادَ اَنْ یُّبَیِّنَ الْخَاتِمَةَ فَقَالَ خَاتِمَةٌ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ الْمُنَاظَرَةَ کُلَّهَا سَوَاءٌ کَانَتْ بِطَرِیْقِ طَلَبِ الصَّحِیْحِ اَوْ طَلَبِ الدَّلِیْلِ اَوِ الْمَنْعِ اَوِ النَّقْضِ اَوِ الْمُعَارَضَةِ تَتَعَلَّقُ بِالْاَحْکَامِ الْخَبَرِیَّةِ صَرِیْحَةً کَانَتْ تِلْکَ الْاَحْکَامُ کَمَا فِی الدَّعَاوِی اَوْ ضِمْنِیَّةً کَمَا فِی التَّعْرِیْفَاتِ یَعْنِیْ مَا لَمْ یُعْتَبَرْ فِی التَّعْرِیْفِ حُکْمٌ ضِمْنِیٌّ عَلَی الْمَحْدُوْدِ بِکَوْنِ ذٰلِکَ التَّعْرِیْفِ تَعْرِیْفًا لَہٗ لَا یُتَصَوَّرُ الْمُنَاظَرَةُ فِیْہِ.

ترجمہ: پھر ماتن ابحاث تسعہ کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد خاتمہ کو بیان کرنا چاہتے ہیں پس فرمایا: خاتمہ، تحقیق آپ جان چکے کہ بے شک مناظرہ ہر صورت میں چاہے وہ طلب تصحیح کے طریق پر ہو یا طلب دلیل، منع، نقض یا معارضہ کے طریق پر ہو وہ احکام صریح ہوں جیسا کہ

www.besturdubooks.net

دعاوی میں یا ضمنی میں جیسا کہ تعریفات میں یعنی کہ جب تک تعریفات میں محدود پر ضمنی کا اعتبار نہ کیا جائے اس تعریف کے اس کے لیے تعریف ہونے کے لحاظ سے تو اس میں مناظرہ کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔

تشریح: اس عبارت میں تمہید کے طور پر ایک اصول کا اعادہ کیا گیا ہے چناں چہ فرمایا کہ جیسا کہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مناظرہ کی تمام اقسام (۱) طلبِ تصحیح (۲) منع (۳) نقض (۴) معارضہ احکام ہی سے متعلق ہیں۔ احکام صراحتاً ہوں جیسے کہ دعاوی میں ہوتے ہیں یا احکام ضمناً ہوں جیسے کہ تعریفات میں ہوتے ہیں۔ حکمِ صریح تو حکمِ صریح ہے تاہم حکمِ ضمنی کی وضاحت کرتے ہوئے شارح نے فرمایا کہ مثلاً تعریف میں اس حکم کا اعتبار کیا جاتا ہے کہ یہ فلاں محدود کی تعریف ہے تفصیل بحث ثانی میں ملاحظہ کریں۔

وَمَا يُقَالُ يُتَصَوَّرُ الْمُنَاظَرَةُ فِي التَّعْرِيْفِ بِلَا اِعْتِبَارِ حُكْمٍ ضِمْنِيٍّ كَمَا نَبَّهْنَاكَ عَلٰى طَرِيْقِ اِعْتِبَارِهٖ وَ كَذَا يَصِحُّ طَلَبُ تَصْحِيْحِ النَّقْلِ فِي الْكَلَامِ الْاِنْشَائِيِّ كَمَا اِذَا قَالَ اَحَدٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَ فِي الْمُفْرَدِ كَمَا اِذَا نُقِلَ تَعْرِيْفُ شَيْءٍ بِمُفْرَدٍ.

ترجمہ: اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حکم ضمنی کا اعتبار کیے بغیر بھی تعریف میں مناظرہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ہم نے آپ کو اس کے اعتبار کے طریق پر متنبہ کر دیا ہے، اور اس طرح کلام انشائی میں تصحیح نقل طلب کرنا صحیح ہے۔ جیسے کہ جب کسی نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو اجنبی ہے یا راہ چلتا مسافر اور مفرد بھی جیسا کہ جب کسی چیز کی تعریف مفرد کے ساتھ نقل کی جائے۔

تشریح: اس عبارت میں بعض لوگوں کی رائے بیان کی گئی ہے کہ تعریفات میں حکمِ ضمنی کا اعتبار کیے بغیر بھی مناظرہ محقق ہوسکتا ہے اور مناظرہ بصورتِ طلبِ تصحیح النقل کلامِ خبری کی طرح کلام انشائی میں بھی ہوسکتا ہے بلکہ مفردات میں بھی بحث کا تحقق ہوسکتا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے دو طرح سے اس رائے کو رد کیا ہے۔ (۱) علی سبیل الانکار (۲) علی سبیل التسلیم۔

لَوْ تَمَّ اِشَارَةٌ اِلٰى عَدَمِ تَمَامِهٖ فَاِنَّهٗ لَا فَسَادَ فِي صِدْقِ الْحَيَوَانِ الْاَبْيَضِ عَلٰى

www.besturdubooks.net

فَرَسٍ مَثَلًا مَعَ عَدَمِ اِعْتِبَارِ كَوْنِهٖ تَعْرِيْفًا لِلْاِنْسَانِ وَكَذَا اِنَّمَا يُطْلَبُ فِيْ قَوْلِهٖ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا اَلْحَدِيْثَ تَصْحِيْحُ كَوْنِهٖ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ خَبَرٌ لَا تَصْحِيْحُ الْاِنْشَاءِ كَمَا يَشْهَدُ بِهِ الْوِجْدَانُ اَمَّا الْمُفْرَدُ فَبَعْدَ مَا بَيَّنَ الْاَوَّلَ لَا يَحْتَاجُ اِلَى الْبَيَانِ.

ترجمہ: اگر وہ تام ہو یہ اس کے تام نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے کیوں کہ فرس پر حیوانِ ابیض کے صادق آنے میں کوئی فساد نہیں ہے جب کہ اس کا انسان کی تعریف ہونے کا اعتبار نہ کیا جائے اور اسی طرح اس کے قول قال النبی ﷺ کن فی الدنیا والی حدیث میں صرف اس کے نبی علیہ السلام کے قول ہونے کی تصحیح کی جاتی ہے۔ جیسا کہ وجدان اس کی گواہی دیتا ہے اور بہر حال مفرد تو پہلی صورت میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اس لیے اس کے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔

تشریح: اس عبارت میں جوابِ اوّل علی سبیل الانکار کی وضاحت ہے کہ بعض لوگوں کی رائے صحیح ہی نہیں ہے۔ مثلاً تعریفات کے بارے میں یہ کہا گیا کہ انہیں احکام سے قطع نظر کر کے بھی ان پر بحث کی جاتی ہے۔ شارح رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حیوانِ ابیض کے الفاظ کو جب تک انسان کی تعریف نہ فرض کیا جائے اگر فرس پر صادق آ جائیں تو اس میں کیا استحالہ ہے تاہم انہی الفاظ کو انسان کی تعریف فرض کر لیا جائے تو عدمِ مانعیت کا اعتراض ہوگا اور یہ اعتراض ضمناً حکم کے اعتبار کرنے کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ کلام انشائی مثلاً حدیثِ مذکور (جو کہ انشاء ہے خبر نہیں) میں مناظرہ ہو سکتا ہے۔ شارح رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ اس میں بھی مناظرہ اسی امر سے ہوگا کہ یہ حدیث ہے یا نہیں اور اس ﷺ ہونا مخفی نہیں۔

فَهَدْمٌ اَيْ هُوَ هَدْمٌ لِحَدِّ الْمُنَاظَرَةِ الْمَشْهُوْرَةِ بَيْنَ الْجُمْهُوْرِ وَالْمَنْقُوْلِ وَاضِعِ هٰذَا الْفَنِّ وَهُوَ تَوَجُّهُ الْمُتَخَاصِمَيْنِ فِي النِّسْبَةِ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ اِظْهَارًا لِلصَّوَابِ فَلَا يَرِدُ اَنَّهٗ يَجُوْزُ اَنْ يُحَدَّ الْمُنَاظَرَةُ بِمَا لَا يَلْزَمُ هَدْمُهٗ عَلٰى ذٰلِكَ التَّقْدِيْرِ مِثْلَ اَنْ يُقَالَ: الْمُنَاظَرَةُ تَوَجُّهُ الْمُتَخَاصِمَيْنِ فِيْ شَيْءٍ اَعَمَّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ نِسْبَةً اَوْ لَا.

ترجمہ: تو وہ ہدم ہے یعنی مناظرہ کی وہ تعریف جو جمہور حضرات اور اس فن کے واضع سے

www.besturdubooks.net

منقول ہے اس کا بطلان اور ہدم ہو جاتا ہے اور وہ دو مد مقابل کا آپس میں دو چیزوں کے درمیان نسبت کے بارے میں اظہار صواب کے لیے متوجہ ہونا ہے پس اعتراض وارد نہیں ہو سکتا اس بات کے ساتھ کہ مناظرہ کی تعریف اس انداز سے کی جائے کہ اس صورت میں اس کا ہدم لازم نہ آئے۔ جیسا کہ یہ کہا جائے کہ مناظرہ کہتے ہیں دو مد مقابل کا آپس میں کسی چیز کے بارے میں متوجہ ہونا چاہے نسبت ہو یا نہ ہو۔

تشریح: اس عبارت میں دوسرا جواب (علی سبیل التسلیم) مذکور ہے۔ فرمایا کہ مان لیا جائے کہ حکمِ ضمنی کا اعتبار کیے بغیر بھی مناظرہ ہو سکتا ہے تو واضع فن سے جو مناظرہ کی تعریف منقول ہے اور جسے جمہور نے قبول کیا ہے وہ اس تعریف کے خلاف ہے اور وہ تعریف توجہ المتخاصمین الخ ہے یعنی مناظرہ نسبت یعنی حکم میں غور کرنے کا نام ہے۔

وَ تَكْثِيْرٌ لِقَوَاعِدِ الْبَحْثِ فَاِنَّ مَا يَرِدُ عَلَى التَّعْرِيْفِ لَا يَدْخُلُ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْمُنُوْعِ الثَّلٰثَةِ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ فَاِنَّهٗ يُمْكِنُ اِعْتِبَارُ النِّسْبَةِ وَ اِدْرَاجُ الْاَبْحَاثِ الْوَارِدَةِ فِي الْاَبْحَاثِ الْمَذْكُوْرَةِ وَالتَّقْلِيْلُ فِي الْقَوَاعِدِ اَلْيَقُ بِالضَّبْطِ وَالْحِفْظِ.

ترجمہ: اور اس سے بحث کے قواعد کا بلا ضرورت زیادہ ہونا لازم آتا ہے چناں چہ جو اعتراض تعریف پر وارد ہوتا ہے وہ منوع ثلاثہ میں سے کسی میں داخل نہیں ہے۔ پس ممکن ہے نسبت کا اعتبار کرنا اور تعریف وغیرہ پر وارد ہونے والی ابحاث کو مذکورہ ابحاث میں درج کرنا۔ اور قواعد کا کم ہونا ضبط کرنے اور یاد کرنے کے لئے زیادہ مفید ہے۔

تشریح: اس عبارت میں تیسرا جواب (اس کی بناء بھی تسلیم پر ہے) مذکور ہے کہ اس میں بلا وجہ قواعد کی تکثیر ہے کیوں کہ ان امور میں بحث کے طریقوں کو الگ نام دینے ہوں گے جب کہ ان میں تاویل کر کے حکمِ ضمنی کا اعتبار کریں تو ان پر ہونے والے سوالات کو بھی حسب حکمِ صریح منع وغیرہ کہہ سکیں گے اور اصطلاحات کم رہیں گی اور یہی اصل فن کا مزاج ہے۔

فائدہ: تکثیرِ اصطلاحات کے خدشہ کے پیش نظر ہی اہل فن قواعد اور تعریفات میں تاویلات کے ذریعے مفاہیم کو وسیع کیا کرتے ہیں مثلاً مذکورہ تاویل بھی محض اسی لیے کی گئی ہے کہ ان میں بحث کے لیے الگ سے اصطلاحات نہ وضع کرنی پڑیں۔

www.besturdubooks.net

وصیت

سید السند قدس سرہ ..... الامام فخر الرازی قدس سرہ

اور

شارح العلام رحمۃ اللہ علیہ کی چند نصائح

یعنی آداب مناظرہ

www.besturdubooks.net

وَصِيَّةٌ

اَیْ هٰذِهٖ وَصِيَّةٌ مِنَ الْكِتَابِ لِنَاظِرِهٖ أَوْ مِنَ الْمُصَنِّفِ لِلْمُتَعَلِّمِيْنَ سَمَّاهَا وَصِيَّةً لِاَنَّهٗ فِيْ آخِرِ الْكِتَابِ كَمَا يَكُوْنُ الْوَصِيَّةُ فِيْ آخِرِ الْعُمْرِ لَا يَحْسُنُ الْاِسْتِعْجَالُ فِي الْبَحْثِ قَبْلَ الْفَهْمِ بِتَمَامِهٖ وَ فِيْ عَدَمِهٖ فَوَائِدُ لِلْجَانِبَيْنِ جَانِبِ الْمُعَلِّلِ وَجَانِبِ السَّائِلِ۔

ترجمہ: وصیت: یعنی یہ کتاب کی اپنے دیکھنے والے کے لیے وصیت ہے یا مصنف کی متعلمین کو وصیت ہے۔ اس کا نام وصیت اس لئے رکھا ہے کہ وہ کتاب کے آخر میں ہے جیسا کہ وصیت زندگی کے آخری حصہ میں ہوتی ہے وصیت یہ ہے کہ مدمقابل کی بات کو اول سے آخر تک سمجھنے سے پہلے بحث میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ اور جلد بازی نہ کرنے میں معلل وسائل دونوں جانبوں کے لیے بہت سے فوائد ہیں۔

تشریح: دو وصیتیں مصنف نے فرمائی ہیں اور آٹھ (۸) وصایا شارح نے فخر الدین الرازی کے حوالہ سے اور پانچ شارح نے اپنی طرف سے ذکر کی ہیں۔ جس سے بحث ومناظرہ کے آداب پر روشنی پڑتی ہے۔

وصیت نمبر ۱: از مصنف۔ مکمل بحث کو سمجھنے سے قبل جلد بازی مناسب نہیں بلکہ تحمل سے خصم کی گفتگو کو سمجھنا چاہیے اور تحمل سے گفتگو کرنے میں جانبین یعنی مدعی اور سائل دونوں کے فوائد ہیں۔ تفصیل شرح میں آرہی ہے۔

اَمَّا كَوْنُهٗ فَائِدَةً لِجَانِبِ الْمُعَلِّلِ فَلِاَنَّهٗ رُبَّمَا يُغَيِّرُ الدَّلِيْلَ اَوْ يَزِيْدُ عَلَيْهِ شَيْئًا لَا يَرِدُ عَلَيْهِ شَيْءٌ اَوْ يَحْذِفُ شَيْئًا اَوْ يَذْكُرُ دَلِيْلَ مُقَدِّمَةٍ نَظَرِيَّةٍ اَوْ تَنْبِيْهَ مُقَدِّمَةٍ خَفِيَّةٍ فَسَلِمَ كَلَامُهٗ عَنْ مُنَاقَشَةِ الْخَصْمِ وَ اَيْضًا رُبَّمَا تَقْتَضِي الْمُنَاظَرَةُ وَسْعَةً فِي الْوَقْتِ وَلَا وُسْعَةَ فِيْ ذٰلِكَ لِفَوَاتِ اَمْرِهِمْ دِيْنِيٍّ اَوْ دُنْيَوِيٍّ وَ اَيْضًا رُبَّمَا يَقَعُ فِي الْبَحْثِ تَقْرِيْبًا كَلَامٌ مِنْ عِلْمٍ آخَرَ لَا مَهَارَةَ فِيْهَا لِلْمُعَلِّلِ فَيَظْهَرُ جَهْلُهٗ بَيْنَ

www.besturdubooks.net

النَّاسِ وَ اَیْضًا رُبَّمَا یَحْصُلُ مِنَ الْمُنَاظَرَةِ دَوَرَانُ الرَّاسِ وَ اَمَّا کَوْنُهٗ فَائِدَةً لِجَانِبِ السَّائِلِ فَلِاَنَّهٗ رُبَّمَا یُخْطِئُ بِالْاِسْتِعْجَالِ فِی الْبَحْثِ فَیَظْهَرُ سَمَاجَةُ بَحْثِهٖ وَلِاَنَّهٗ لَعَلَّهٗ یَذْکُرُ الْمُعَلِّلُ بَعْدَ ذٰلِکَ الْکَلَامِ کَلَامًا یَظْهَرُ بِهٖ مَا یَخْفٰی عَلَیْهِ مِنَ الْمَرَامِ وَ قَدْ یَذْکُرُ بَعْدَ ذِکْرِ الدَّلِیْلِ دَلِیْلًا عَلٰی مُقَدِّمَةٍ نَظَرِیَّةٍ اَوْ تَنْبِیْهًا عَلٰی خَفِیَّةٍ فَلَا یَحْتَاجُ اِلٰی اِظْهَارِ جَهْلِهِ الَّذِیْ مِمَّا یَخِفُّ بِهِ النَّاسُ وَ رُبَّمَا یُوْذَنُ الْاِسْتِعْجَالُ فِی الْبَحْثِ بِالْفَسَادِ خُصُوْصًا فِیْ اَیَّامِنَا لِکَثْرَتِهٖ وَ کَثْرَةِ الْعِنَادِ اَمَّا الْوُجُوْهُ الثَّلٰثَةُ الْاَخِیْرَةُ لِکَوْنِهٖ فَائِدَةً لِجَانِبِ الْمُعَلِّلِ فَتَصْلُحُ اَنْ تَکُوْنَ وُجُوْهًا لِکَوْنِهٖ فَائِدَةً لِجَانِبِ السَّائِلِ اَیْضًا کَمَا لَا یَخْفٰی.

ترجمہ: اس کا جانب معلل کے لیے فائدہ مند ہونا اس لیے ہے کہ وہ بسا اوقات دلیل کو بدل لیتا ہے یا اس پر ایسی چیز کا اضافہ کر لیتا ہے جس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا یا کسی چیز کو حذف کر دیتا ہے یا مقدمہ نظریہ کی دلیل یا مقدمہ خفیہ کی تنبیہ ذکر کر دیتا ہے تو اس کا کلام مد مقابل کے مناقشہ سے بچ جاتا ہے اور اسی طرح بسا اوقات مناظرہ وقت میں وسعت کا تقاضہ کرتا ہے۔ اور اس میں وسعت نہیں ہوتی کسی دینی یا دنیوی اہم کام کے فوت ہو جانے کی وجہ سے اور اسی طرح بسا اوقات وہ بحث میں ملتے جلتے کلام کی وجہ سے دوسرے ایسے علم میں واقع ہو جاتا ہے جس میں معلل کو مہارت نہیں ہوتی تو پھر اس کی جہالت لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور بسا اوقات مناظرہ کی وجہ سے سر بھی چکرانا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سائل کے لیے فائدہ مند ہونا اس لیے ہے کہ وہ بحث میں جلد بازی کی وجہ سے بسا اوقات غلطی کر جاتا ہے تو اس کی بحث کا عیب ظاہر ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ معلل اس کلام کے بعد ایسا کلام ذکر کرے جس کی وجہ سے اس کا وہ مقصود اس پر ظاہر ہو جائے جو کہ اس پر مخفی تھا۔ اور کبھی دلیل ذکر کرنے کے بعد وہ مقدمہ نظریہ پر دلیل یا مقدمہ خفیہ پر تنبیہ ذکر کرتا ہے پس وہ محتاج نہیں ہوگا اپنی جہالت کو ظاہر کرنے کی طرف جس کو لوگوں سے چھپایا جاتا ہے اور بسا اوقات بحث میں جلد بازی کی اجازت دی جاتی ہے فساد کی وجہ سے خصوصاً ہمارے زمانہ میں فساد کی کثرت اور کثرت عناد کی وجہ سے۔ اور معلل کے لیے فائدہ مند ہونے کی آخری تین وجوہ صلاحیت

www.besturdubooks.net

رکھتی ہیں کہ وہ سائل کے لیے بھی فائدہ مند وجوہ ہوں جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

وَمِنْ جُمْلَةِ الْوَاجِبِ التَّكَلُّمُ فِيْ كُلِّ كَلَامٍ بِمَا هُوَ وَظِيْفَةٌ كَالْكَلَامِ فِيْ عِلْمِ الْكَلَامِ فَإِنَّهُ يَجِبُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِيْهِ بِالْيَقِيْنِيَّاتِ الْمُفِيْدَةِ لِلْإِعْتِقَادِ لِأَنَّهُ لَا يَكْفِيْ فِي الْإِعْتِقَادِ الْأَمَارَةُ فَلَا يَتَكَلَّمُ فِي الْيَقِيْنِيِّ بِوَظَائِفِ الظَّنِّيِّ كَأَنْ يُعَارِضَ دَلِيْلًا قَطْعِيًّا كَالْقُرْآنِ بِأَمَارَةٍ ظَنِّيَّةٍ كَالْقِيَاسِ لِأَنَّهُ لَا يُفِيْدُ شَيْئًا وَلَا يَتَكَلَّمُ بِالْعَكْسِ اَىْ لَا يَتَكَلَّمُ فِي الظَّنِّيِّ بِوَظَائِفِ الْيَقِيْنِيِّ اَيْضًا كَأَنْ يَتَكَلَّمَ فِي الدَّلِيْلِ الظَّنِّيِّ بِأَنَّهُ لَا يُفِيْدُ الْمَطْلُوْبَ لِإِحْتِمَالِ اَنْ يَكُوْنَ كَذَا لِأَنَّ غَرَضَ الْمُعَلِّلِ حِيْنَئِذٍ اِثْبَاتُ الظَّنِّ بِذٰلِكَ الشَّيْءِ وَكَوْنُ الدَّلِيْلِ مُحْتَمِلًا لِغَيْرِهٖ لَا يُنَافِيْ ذٰلِكَ كَمَا اِذَا قَالَ الطَّبِيْبُ السَّقْمُوْنِيَّا مُسْهِلٌ لِلصَّفْرَاءِ لِأَنَّا تَتَبَّعْنَا فَلَمْ نَجِدْ فَرْدًا مِنْهُ اِلَّا مُسْهِلًا فَيَقُوْلُ السَّائِلُ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ فَرْدٌ مِنْ اَفْرَادِ السَّقْمُوْنِيَّا غَيْرَ مُسْهِلٍ لٰكِنْ مَا وَجَدْتَ فِيْ تَتَبُّعِكَ فَإِنَّ مِثْلَ هٰذَا السُّؤَالِ لَا يُفِيْدُ شَيْئًا لِأَنَّ غَرَضَ الطَّبِيْبِ اِنَّمَا هُوَ اِثْبَاتُ الظَّنِّ بِكَوْنِهٖ مُسْهِلًا لِأَنَّ جَمِيْعَ قَوَاعِدِ الطِّبِّ ظَنِّيَّةٌ وَهٰذَا الْإِحْتِمَالُ لَا يُنَافِيْهِ.

ترجمہ: اور واجب کے زمرہ میں سے ہے ہر فن میں اس چیز کے ساتھ کلام کرنا جو اس کے مناسب ہے یعنی علم کلام میں کلام کرنا پس واجب ہے یہ کہ اس میں کلام کرے ایسی یقینی چیزوں کے ساتھ جو اعتقاد کے لیے فائدہ مند ہوں اس لئے کہ اعتقاد میں ظن کا ملزوم کافی نہیں ہے۔ پس یقینی چیزوں میں ظنی دلائل کے ساتھ کلام نہ کرے جو کہ دلیل قطعی کے معارض ہو جیسا کہ قرآن کریم کے معارض قیاس جیسے دلائل ظنیہ کو لانا اس لئے کہ کوئی فائدہ نہیں دیتا اور اس کے برعکس بھی کلام نہ کرے یعنی ظنی چیز میں یقینی دلائل کو بھی پیش نہ کرے۔ جیسا کہ وہ دلیل ظنی میں کلام کر رہا ہے اس لئے کہ وہ مطلوب کو فائدہ نہیں دیتا اس احتمال کی وجہ سے کہ وہ اس طرح ہو اس لئے کہ معلل کی غرض اس وقت اس چیز کے ساتھ ظن کو ثابت کرنا ہے اور دلیل کا اس کے علاوہ کسی اور چیز کا احتمال رکھنا اس کے منافی نہیں ہے جیسا کہ جب کسی طبیب نے کہا کہ سقمونیا

www.besturdubooks.net

صفراء کے لیے مسہل ہے اس لئے کہ ہم نے تتبع اور تلاش کی تو ہم نے اس کا کوئی ایسا فرد نہیں پایا جو مسہل نہ ہو تو سائل کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے سقمونیا کے افراد میں سے کوئی فرد ایسا ہو جو مسہل نہ ہو لیکن تو نے اس کو اپنی تتبع اور تلاش میں نہ پایا ہو پس بے شک اس جیسا سوال کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اس لئے کہ طبیب کی غرض اس کے مسہل ہونے سے صرف ظن کو ثابت کرنا ہے۔ اس لئے کہ طبیب کے تمام قواعد ظنی ہیں اور یہ احتمال اس کے منافی نہیں ہے۔

تشریح: وصیت نمبر ۲ از مصنف: کسی بھی فن میں گفتگو اس فن کے طے شدہ اصولوں میں ہونی چاہیے مثلاً عقائد اور کلام کے مسائل کا اثبات دلائلِ قطعیہ سے ہوگا نیز قطعی مسائل میں دلائل کا جائزہ بھی ادلہ قطعیہ سے ہوگا لیکن اہل فن کی تصریحات کے مطابق جو عقائد اور مباحث ظنیہ ہیں ان سے گفتگو دوسرے طریقہ سے ہوگی اور ظنی مسائل و مباحث کا اثبات اور ان کے دلائل کا جائزہ دلائلِ ظنیہ سے ہوگا۔ مثلاً طبیب کسی سے کہے کہ سقمونیا صفراء کے لیے مفید ہے مسائل طب چوں کہ ظنی ہیں اس لئے اس مسئلہ کے اثبات میں طبیب کا جزئی تجربہ پیش کرنا کافی ہوگا لہٰذا طبیب کے اس قول کے رد میں کہنا کہ بعض دفعہ سقمونیا صفراء کے لیے مفید نہیں بھی ہوتا صحیح نہیں کیوں کہ اس بات کا مطلب یہ ہوگا کہ ثابت کرو کبھی بھی اس تجربہ کا خلاف نہیں ہوا یعنی اس کا مطالبہ دلیل قطعی کا ہوگا جب کہ معلل کا دعویٰ ظن کا ہے اور اثباتِ ظن میں تجربہ کی اتنی مقدار کافی ہے۔

فائدہ: اس اصول سے اہتمام عام ہے کہ مثلاً بعض لوگ قطعی مسائل کو دلائلِ ظنیہ سے ثابت کرتے ہیں اور بعض لوگ مسائلِ ظنیہ میں دلائل قطعیہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔

ثُمَّ هٰهُنَا اُمُوْرٌ لَا بُدَّ لِلْمُنَاظِرِ مِنْهَا: ذَكَرَهَا فَخْرُ الدِّيْنِ الرَّازِيُّ اَلْاَوَّلُ: اَنَّهٗ يَجِبُ عَلَى الْمُنَاظِرِ اَنْ يَّحْتَرِزَ عَنِ الْاِخْتِصَارِ فِي الْكَلَامِ عِنْدَ الْمُنَاظَرَةِ كَيْلَا يَخِلَّ بِالْفَهْمِ۔ وَالثَّانِيْ: اَنْ يَّحْتَرِزَ عَنِ التَّطْوِيْلِ لِئَلَّا يُؤَدِّيَ اِلَى الْاِمْلَالِ۔ وَالثَّالِثُ: اَلَّا يَسْتَعْمِلَ الْاَلْفَاظَ الْغَرِيْبَةَ۔ وَالرَّابِعُ: اَلَّا يَسْتَعْمِلَ الْجُمَلَ الْمُحْتَمِلَةَ لِلْمَعْنَيَيْنِ بِلَا قَرِيْنَةٍ مُعَيِّنَةٍ لِلْمُرَادِ۔ وَالْخَامِسُ: اَنْ يَّحْتَرِزَ عَمَّا لَا دَخْلَ لَهٗ فِي الْمَقْصُوْدِ لِئَلَّا يَخْرُجَ الْكَلَامُ عَنِ الضَّبْطِ وَلِئَلَّا يَلْزَمَ الْبُعْدُ عَنِ الْمَقْصُوْدِ۔

www.besturdubooks.net

وَالسَّادِسُ: اَلَّا يَضْحَكَ وَلَا يَرْفَعَ الصَّوْتَ وَلَا يَتَكَلَّمَ بِكَلَامِ السُّفَهَاءِ عِنْدَ الْمُنَاظَرَةِ لِاَنَّهَا مِنْ صِفَاتِ الْجُهَّالِ وَ وَظَائِفِهِمْ لِاَنَّهُمْ يَسْتَتِرُوْنَ بِهَا جَهْلَهُمْ. وَالسَّابِعُ: اَنْ يَّحْتَرِزَ عَمَّنْ كَانَ مُهِيْبًا مُحْتَرَمًا اِذْهَيْبَةُ الْخَصْمِ وَ اِحْتِرَامُهٗ. رُبَمَا تُزِيْلُ دِقَّةَ نَظْرِهٖ وَحِدَّةَ ذِهْنِهٖ. وَالثَّامِنُ: اَلَّا يَحْسِبَ الْخَصْمَ حَقِيْرًا لِئَلَّا يَصْدُرَ عَنْهُ بِسَبَبِهٖ كَلَامٌ ضَعِيْفٌ وَبِذٰلِكَ يَغْلِبُ عَلَيْهِ الْخَصْمُ الضَّعِيْفُ وَ اَقُوْلُ مُسْتَعِيْنًا بِهٖ تَعَالٰى اَنَّهٗ يَنْبَغِيْ لِلْمُنَاظِرِ اَلَّا يَقْصُدَ اِسْكَاتَ الْخَصْمِ فِيْ زَمَانٍ قَلِيْلٍ لِاَنَّهٗ قَدْ يَصْدُرُ بِالسُّرْعَةِ مُقَدِّمَاتٌ وَاهِيَةٌ تُوْجِبُ غَلَبَةَ الْخَصْمِ وَ اَلَّا يَجْلِسَ حِيْنَ الْمُنَاظَرَةِ مُتَّكِئًا جِلْسَةَ الْاُمَرَاءِ بَلْ جِلْسَةَ الْفُقَرَاءِ لِاَنَّ هٰذِهٖ مِمَّا يُوْجِبُ اِجْتِمَاعَ الذِّهْنِ وَ خُلُوْصَهٗ عَنِ الْاِنْتِشَارِ وَ اَلَّا يَكُوْنَ جَائِعًا بِكَثْرَةِ الْجُوْعِ وَلَا عَطْشًا بِكَثْرَةِ الْعَطْشِ لِاَنَّهُمَا يُوْجِبَانِ سُرْعَةَ الْغَضَبِ الْمُنَافِيَةِ لِلْمُنَاظَرَةِ وَلَا مُمْتَلِئًا كُلَّ الْاِمْتِلَاءِ اَيْضًا لِاَنَّهٗ يُوْجِبُ جُمُوْدَ الطَّبِيْعَةِ وَ خُمُوْدَ شُعْلَةِ الْقَرِيْحَةِ.

ترجمہ: پھر یہاں پر چند باتیں ایسی ہیں جن کو پیش نظر رکھنا مناظر کے لیے ضروری ہے۔ اس میں سے کچھ کو امام فخر الدین الرازی نے ذکر کیا ہے۔ پس ہم ان کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ مناظر پر واجب ہے کہ وہ کلام میں بہت زیادہ اختصار سے بچے تا کہ وہ بات کے سمجھنے میں خلل نہ ڈالے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ فضول بات کو لمبا کرنے سے بچے تا کہ وہ تنگ دلی تک نہ پہنچا دے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ نادر اور غیر مانوس الاستعمال الفاظ استعمال نہ کرے۔ اور چوتھی بات یہ ہے کہ ایسے جملے استعمال نہ کرے جو دو معانی کا احتمال رکھتے ہوں اس جب کہ اس میں معین مراد پر کوئی قرینہ نہ ہو۔ اور پانچویں بات یہ ہے کہ ایسی بات سے بچے جو مقصود میں داخل نہیں ہے تا کہ کلام ضبط سے خارج نہ ہو جائے اور تا کہ مطلوب سے دوری لازم نہ آئے اور چھٹی بات یہ ہے کہ نہ ہنسے اور نہ ہی آواز بلند کرے اور مناظرہ کے وقت بے وقوفوں جیسا کلام نہ کرے اس لئے کہ یہ جاہل لوگوں کی صفات اور ان کی عادات میں سے ہے وہ ان چیزوں کے ذریعے اپنی جہالت کو چھپاتے ہیں اور ساتویں بات یہ ہے کہ ایسے آدمی سے

www.besturdubooks.net

مناظرہ کرنے سے بچے جو ہیبت ناک اور قابل احترام ہو، کیوں کہ مدمقابل کا رعب اور اس کا احترام بسا اوقات اس کی وقتِ نظر کو اور اس کے ذہن کی تیزی کو دور کر دیتا ہے اور آٹھویں بات یہ ہے کہ مدمقابل کو حقیر خیال نہ کرے تاکہ اس کی وجہ سے اس سے کوئی کمزور کلام صادر نہ ہو جائے اور اس کی وجہ سے کمزور آدمی اس پر غالب آ سکتا ہے۔ اور میں بلند ذات کی مدد چاہتے ہوئے کہتا ہوں کہ بے شک مناظر کے لیے مناسب یہ ہے کہ مدمقابل کو تھوڑے ہی وقت میں خاموش کرا دینے کا ارادہ نہ کرے اس لئے کہ کبھی جلد بازی کی وجہ سے اس سے کمزور قسم کے ایسے مقدمات صادر ہو جاتے ہیں جو کہ مدمقابل کے غلبہ کو واجب کر دیتے ہیں اور یہ کہ مناظرہ کے وقت امراء کی طرح تکیہ لگا کر نہ بیٹھے بلکہ فقراء کی طرح بیٹھے۔ اس لئے کہ یہ چیزیں ذہن کو مجتمع رکھنے اور اس کو انتشار سے بچانے کے اسباب ہیں۔ اور یہ کہ وہ شدت بھوک سے بھوکا نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ کثرتِ پیاس سے پیاسا ہو۔ اس لئے کہ ان دونوں کی وجہ سے غصہ جلدی آتا ہے جو کہ مناظرہ کے منافی ہے اور نہ ہی وہ انتہائی پیٹ بھرا ہوا ہو اس لئے کہ یہ طبیعت کی افسردگی کا باعث ہے اور طبیعت کی جولانی کو کم کرنے کا باعث ہے۔

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

و صلی اللہ علی نبیہ بالبرکات والتحیات

www.besturdubooks.net

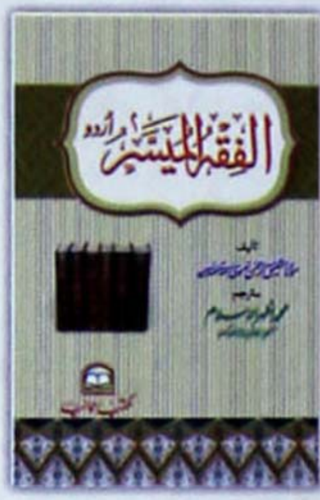

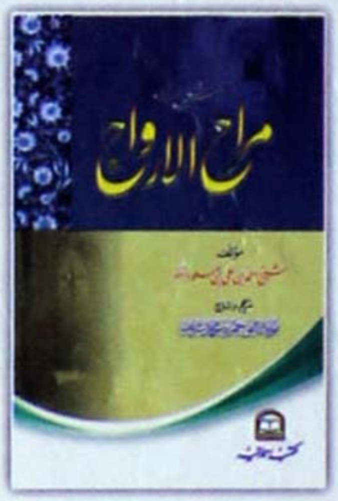

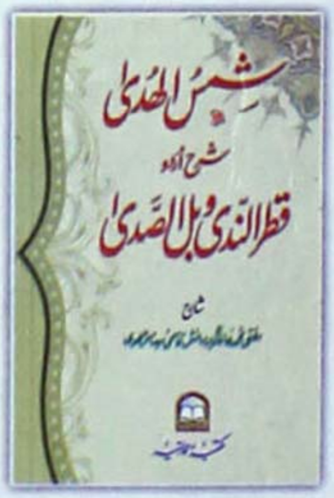

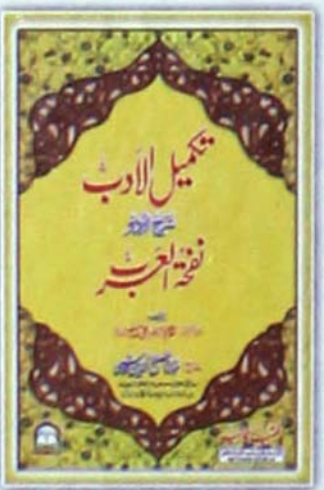

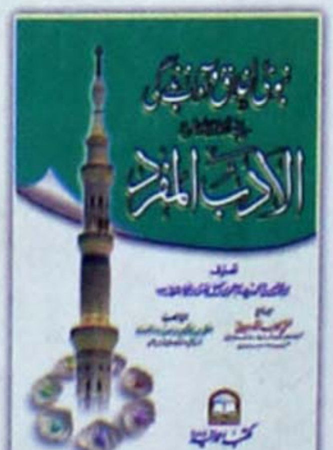

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37221395
MAKTABA-E-REHMANIA